

DAMAGE BOOK

**TEXT LIGHT
WITHIN THE BOOK
ONLY**

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224314

UNIVERSAL
LIBRARY

آٹھویں جلد

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن



ترجمہ سٹریٹز آف لندن

مصنفہ جارج ڈبلیو۔ ایم۔ ریٹیلڈس

Checked 1965

CHECKED 1958

۶۴۷



ترجمہ
تیسرے رام فیروز پوری

پبلشر
لال برادر س

۷۰ پارسنز روڈ ٹولکھا لاہور

قیمت ۱۲

اشاعت ثانی

مستزاف لندن

سلسلہ اول

مکمل اردو ترجمہء اجلد میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

رینا لڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول یہی ہے قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کا مہیا جی کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دستاورد گدار اور پرشور مقامات سے گزرتی ہے مگر اس کے کنارے جا جی آسایشی فود و گاہیں موجود ہیں دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے بہتر قسم کے خطرات سے بھرپور مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود بہتر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع اور ایسے عجیب اور نئے نئے خیز خیرو کٹر مثال کئے گئے ہیں کہ انسان پر بھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا غضب کا دل فریب ناول ہے اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شستہ طرز تحریر نے غلبہ کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی - گناہ اور پاکیزگی - اعلاس و قنول کے بیشمار عبرت خیز نظارے پیش کئے ہیں اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے جو ہر لحاظ سے اہل عبارت کے مطابق ہے مگر پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا سبکدوش سندات و خوشودی وصول ہوئی ہیں ضخامت ۱۲۴ صفحات سے زیادہ قیمت ۵۰ پیسے مخصوص ڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں جس سلسلہ کی قیمت ۱۲ اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ ار علاوہ ۱۲ پیسے

لال برادر س کے پار سنز ر و و نوٹس لاہور

آٹھویں جلد

سلسلہ ثانی

فساد لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

۱۹۲۱ء

لال برادر س

۷- پار سنز روڈ - فوٹو کھا - لاہور

پینج شیم پریس لاہور میں دہشتہم بار ایشر دسی پرنٹریچا

قیمت ۱۲ روپے

حقائق مختصراً

اشاعت ثانی

فہرست مطالب

| صفحہ | مضمون | باب |
|------|------------------------------------|----------|
| ۸۵۱ | اولڈ ویٹھ پر چڑھائی | باب ۷۶ - |
| ۸۵۹ | زر پرست باپ اور بد نصیب بیٹی | باب ۷۷ - |
| ۸۶۹ | بدی کا بدلہ | باب ۷۸ - |
| ۸۸۰ | لیٹی بی بیٹ فیلڈ کے راز کا انکشاف | باب ۷۹ - |
| ۸۹۲ | زر پرست باپ اور دیہاکار خاتون | باب ۸۰ - |
| ۹۰۸ | روزنامہ کے ساتھ مشر مارنر کی گفتگو | باب ۸۱ - |
| ۹۲۲ | جعلی چک | باب ۸۲ - |
| ۹۳۱ | میدہ تلخ | باب ۸۳ - |
| ۹۴۳ | اولڈ ویٹھ کی محفل | باب ۸۴ - |
| ۹۵۵ | ایک خادمہ کی سرگزشت لہذا نصف حصہ | باب ۸۵ - |

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

آٹھویں جلد

اولڈ ویج پر چرپائی

باب ۱۷

جو شخص لندن کی پریچ گلیوں میں جہاں خشتی عمارت کے بچوں چب بے شمار تنگ نادریک راستے لانا تھا اطراف کو نکل جاتے ہیں۔ گھومنے کی فرصت دیکھتا ہوں۔ اور جیسے قیام ازل نے فلسفیانہ دماغ اور اخلاق میں نظر عطا کی ہو۔ وہ اگر سوتھ وارک بورج کے اس مقام پر کھڑا ہو کر جسے نیوٹن مٹھتے ہیں۔ اس پاس کا نظارہ ملے تو ضرور ہے۔ بہت سی باتیں غور و فکر کے قابل نظر آئیں گی۔

یہ وہ مقام ہے جہاں سے بلیکین سٹریٹ نیوٹن روڈ۔ بورورڈ اور مارس مونگر لین یہ چار بازار چاروں اطراف کو نکلتے ہیں۔ ان میں اول الذکر یعنی بلیکین سٹریٹ اور نیوٹن روڈ لندن کے پل کو ایلیفینٹ اینڈ کیل سرائے کے ساتھ ملتی کرتے ہیں۔ اور اسی روڈوں بازاروں میں صبح سے شام تک گاڑیوں کا تاننا لگا رہتا ہے۔ یہ ان مصروف آدمیوں کی سواریاں ہیں۔ جو دولت اور راحت کی چام میں خدا و خلق سے بے خبر۔ اپنی دھن میں مست۔ ہر وقت ادھر سے ادھر جاتے رہتے ہیں۔

ذرا اس بازار کی رونق کو دیکھئے اور اس کے ہجوم پر غور کیجئے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہتنے متضاد اغراض و مقاصد۔ یہ کس قدر عجیب و غریب خیز خوارشات کتنی عظیم کاروباری مصروفیت

ادلا محمد و راحت ہندی کی خوش اس کا اس حصہ شہر میں اٹھارہ ہوتا ہے حصول دولت کے خواہشمندوں کی غیر معمولی پھرتی کے دوش بدوش راحت و آرام کے تلافیوں اور فرحت و عیش کے طالعوں کا ہجوم ہیں نظر آتا ہے۔

نیوٹن جس کے قریب ہی پنج کا قید خانہ ہے جس میں دیوانی کے قیدیوں کو زیر حراست رکھا جاتا ہے۔ بارہ اس چلیخانہ کو دیکھ کر ہمارے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے لئے جو اپنے قرضہ کی رقم وادہ کر سکتے ہوں۔ قید کا طریقہ کس مصلحت سے سوچا گیا تھا؟ کیا یہ سمجھ کر اس قید خانہ میں رہ کر انہیں سنگ پارس مل سکتا ہے؟ یہ امر واقعہ ہے کہ ایک بدویات شخص کے ساتھ جو قرضہ کی ادائیگی سے عہد پہلو تھی کرتا ہو۔ ایک درجن ایسے بدغیب شخص بھی اس جگہ درخواست رکھے جاتے ہیں جن کے پاس اگر وادے نہ کئے گئے ہوں ہوتے تو وہ شوق سے روپیہ دینے کو آمادہ ہو جاتے۔ پھر کیا یہ مناسب ہے کہ اس ایک بدویات شخص کی سزا دہی کے لئے ۱۷ ایسے شخصوں کو بھی سزا دی جائے۔ جن کا حقیقت میں کوئی ذاتی مقور نہیں۔ اور جو محض حالات اور اتفاقات زمانہ کے اثر میں آئے ہوئے ہیں؟ بلاشبہ تہذیب و انصاف اس سے بہتر انتظام کا تقاضا کرتے ہیں۔ بے شمار دل اس خوفناک چلیخانہ کی چار دیواری میں ٹوٹ گئے۔ بے شمار آرزوں کا اس جبر قدیک کے اندر خون ہو گیا۔ اور ایسی مثالیں عام ہیں۔ کہ ایک ریاست و شخص جو زمانہ حراست سے پہلے فیاض طبیعت اور باعزت جذبات رکھتا تھا۔ قید خانہ سے رہائی پا کر نکلا۔ تو اس میں اتنی زبردست تبدیلی پیدا ہو چکی تھی۔ کہ جائیداد و ناجائز طریقوں کے استیبار کا مادہ ہی نہ رہا۔ اور وہ ایک اچھا خاصہ ٹھگ بن گیا۔ کسی قرضخواہ کے لئے اپنے مقروض کو جیل خانہ میں ڈال دینا ویسا ہی ہے جیسے کوئی آقا اپنے ملازم کا ریچ کے اندر چھین لے اور پھر کہے۔ اب تم حسب معمول کام کرو۔ مگر قانون اس نکتہ کو پیش نظر نہیں رکھتا۔ وہ ایک عمل گروں کی اجازت دیتا ہے جس کی وجہ سے مقروض کی رقم قرضہ لگا دے نہ دے۔ تو وہ اس عمل کے بعد فوراً ۹۰ پونڈ ہو جاتی ہے۔ غلام ہو کر جو شخص کم رقم وادہ کر سکتا تھا۔ وہ زیادہ کھنکھار اور رسکتا ہے۔ گلاس بات کو پیش نظر نہ رکھ کر اس کے کاروبار سے جد ہونے کے جس کی بدولت وہ اپنے قرضخواہ سے تصفیہ کی کوئی صورت پیدا کر سکتا تھا۔ جیل خانہ میں ڈال دیا جاتا ہے اور یہ سارا عمل مختصر طور پر ان غفلوں میں بہن کیا جاسکتا ہے کہ ایک شخص جو کم رقم اور نہیں

کر سکتا۔ اسے زیادہ رقم ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے مگر اس کے ہاتھ اس طرح پانچ دیئے جاتے ہیں کہ اس کے لئے روپیہ ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ اب فرمائیے کیا اسی کا نام فہم یاد اور آدیشی ہے؟

غریبوں کی حالت میں عدم ادائے قرضہ کے لئے کسی شخص کی حراست اور بھی تباہ کن ثابت ہوتی ہے۔ امیر آدمی غریب بھی ہو جائے۔ تو اسے دوستوں سے بدولت کی امید ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ عدالت دیوانہ میں درخواست دے کر اسے ضمانت پر رہا کر دیا جاسکتا ہے۔ مگر غریب ایک دوسرے کی مدد کرنے کے ناقابل ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مقدمہ کی سہولت تک ایسے شخص کو جیل خانہ میں ہی دن بسر کرنے پڑتے ہیں۔ اور اس زبردست دنیا میں دولت اور قبول ہی کو ب آسانی حاصل ہیں! یہاں امیر خاندان میں پیدا ہونا بھی ایک برکت ہے!

رات کے دس بجے تھے کہ باہی قرارداد کے مطابق ٹم دی سینئر اور جوش پیڈلر ایکٹ کے کوئیو گنشن ہٹس کے قریب ملے۔ چونکہ ابھی رات زیادہ نہیں گزری تھی۔ اور یہ کام ان کے بیٹل نظر تھا۔ اس کے لئے نصف شب کی سیاہی موزن تر ہو سکتی تھی۔ اس لئے وہ پاس ہی ایک شراب خانہ میں چلے گئے۔ اور اس جگہ اس وقت تک پورٹ شراب اور پائپ پیتے۔ اور گفتگو کرتے رہے۔ جسے کہ شراب خانہ کی گھڑی نے ادا کیا ہے۔

اس وقت وہ اٹھے۔ اور قیمت ادا کر کے ٹام دی سینئر اس کی طرف چلے گئے۔ گلی میں جوش پیڈلر آگے اور ٹم دی سینئر اس سے چند قدم پیچھے چل رہا تھا۔ یہاں تک کہ اول الذکر تھوڑی دیر چل کر ایک بد نما۔ کثیف اور خوفناک صورت کے مکان کے سامنے رک گیا۔

اس نے دھڑا دھڑا پر دستک دی۔ اور ذرا دیر بعد اسے ایک بوڑھی اور ہیبت ناک صورت کی عورت نے کھولا۔ جس کے ہاتھ میں ایک شمع تھی۔ اس شمع کی روشنی میں اس نے جوش پیڈلر کو جس بنے دستک دی تھی۔ مشتبه نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔

سلطنت عدالت دیوانہ کے کاغذات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے۔ کہ جو لوگ دیوانہ کی پناہ لیتے ہیں درجہ اوسط میں ان کی جائیداد قابلِ رقوم ملا ہے۔ سے پچھڑ میں صرف ایک فارنگ ادا کر سکتی ہے ۱۲

جوش پیلڈ نے اپنا پاؤں بطور لاپرواہی سے مگر حقیقت میں عداً - دروازہ کے اندر اس طرح رکھ دیا کہ دروازہ یکایک اس کی مرضی کے بغیر بند نہ کیا جاسکے۔ اور کہنے لگا: میں بونز نام کے ایک شخص سے جو یہاں رہتا ہے ملنا چاہتا ہوں۔

عورت نے ترشی سے جواب دیا: یہاں اس نام کا کوئی شخص نہیں رہتا۔ اور وہ جلدی سے دروازہ بند کرنے کی سعی کی کہ جوش پھر کہنے لگا: ممکن ہے اس جگہ اس نے اپنا نام بدل رکھا ہو بہر حال - میم ہمیں نام سے غرض نہیں کام سے مطلب ہے۔ اور میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ مجھے اس شخص تجھن بونز یا اوڈ ڈیوٹ سے ... یا جو کچھ بھی اس جگہ اس کا نام ہو - ایک نہایت ضروری کام ہے۔

عورت بولی: "یہ لکڑی کا نام ہے۔ کیوں - اس نے کہ اس نام کا کوئی شخص یہاں رہتا ہی نہیں۔ اور نہ میں نے اس کا نام آج تک سنا ہے۔" لہذا اس نے جوش کے لئے غصہ ظاہر کیا۔ اور پھر ایک لمبی سیٹی دے کر وہ مکان کے اندر گھس گیا۔

اس کے بعد وہ کچھ دیر سیٹھ ہی بیٹھ گیا۔ دونوں نے اندر داخل ہو کر دروازہ کھینے کر دیا۔ بڑھیا کے لئے سے تعلق چھین لی۔ اور اسے دھمکایا کہ اگر تم نے رشور غل مچایا تو کھلا گھونٹ کر مار دیں گے۔

دونوں نے مل کر اس عورت کو سیڑیوں سے جکڑ دیا۔ اور ڈیوٹی سے گزر کر ایک کمرہ میں آئے۔ پھر وہاں اسے فرش زمین پر رکھ کر کہنے لگے: "خیر دار! تم نے ذرا بھی حرکت کی تو تیار تھا کہ کروا جائیگا۔"

اب شیخ کو تم نے ماتہ میں لے لیا۔ اور جوش اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: تم میرے خیال میں کبھی منزل تک تو کوئی اور کمرہ نہیں ہے؟

سیٹھ نے جواب دیا: نہیں۔ اس لئے آؤ چوہوں کی طرح دبے پاؤں اوپر کی منزل میں چلیں۔

پیلڈ نے چونچا: "تو ہمارے پاس پستول تو محفوظ ہیں نا؟" اس پر بدعاش نے اپنے ساتھی کی طرف نظر تھرا سے دیکھا۔ بلی دبی ہوئی آواز میں کہا: میرے خیال میں اس مکان میں بڑھیا اور بن بونز کے سوا

وعدہ خلافی سے مجھے جھگھکتا پڑا؟

اولڈ ڈیوڈ ملایت کے ایچ میں۔ چہرہ پر خوفناک مسکاسٹ کے آثار پیدا کر کے کہنے لگا۔
 ”تم میں معذرت تھا... بالکل معذرت تھا۔ اور... اگر...“ اس نے جیسا کہ اس کی عادت تھی
 رک رک کر کہا۔ ”اگر تم چاہو تو میں بطور گمانی تمہیں ایک بہت نفع مند کام کا
 پتہ دے سکتا ہوں۔“

”تم نے اپنے ساتھی کی طرف اپنی نظر سے دیکھا۔ اور کہنے لگا۔ ”جے شک۔ یہ البتہ معاملہ
 کی بات ہے۔“ اس وقت دونوں بد معاشوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر اولڈ ڈیوڈ
 کا بتایا ہوا کام جیسے خود کافی نفع بخش معلوم ہو۔ تو پہلے اسے کر کے پھر اولڈ ڈیوڈ پر ہاتھ صاف
 کر دیں کیا ہر ج ہے۔“

اولڈ ڈیوڈ بھی گرگ باران دیدہ تھا۔ اس نے دونوں چوروں کی نگاہ کا مطلب سمجھ
 لیا اور اپنے مختصر بدنامہ میں چاروں طرف اس انداز سے نظر ڈالی۔ گویا یہ کہنا چاہتا ہے
 ”تم مجھے بٹ کر کیا حاصل کر سکو گے؟“
 جوش پید کرنے ذرا تال کے بند کہا۔ ”بھلا وہ کام جس کا تم نے ذکر کیا۔ کس دن کے لئے
 ہے؟ کیا آج ہی کے لئے؟“

”نہیں آج اور اسی رات کے لئے۔“ بجن بونز نے حوصلہ پا کر کہا۔ ”مگر ایرو تم بیٹے جاؤ
 میں امید کرتا ہوں۔ بوتل میں تمہارے لائق برانڈی ضرور موجود ہوگی۔“
 سینئر نے لگا۔ ”معاف کر دو تم کھڑے ہی اچھے میں۔ اگرچہ اس کے باوجود ہمیں تمہاری
 شراب سے انکار نہیں۔“

اولڈ ڈیوڈ نے ایک بوتل سے دونوں بد معاشوں کو ایک بیک چھوٹا گلاس شراب
 کا بھر کر دیا۔ اور پھر تیسرا غور پیلا۔ اس کے ہمدردی کلام کو جاری رکھ کر کہنے لگا۔ ”تاں وہ
 کام اسی رات کے لئے ہے اور اگر تم نے حوصلہ اور استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا۔ تو نفع
 معقول ہوگا۔ فی الحقیقت مجھے اس کام کے لئے پہلے سے تمہارے جیسے دو جوان
 بہت آدمیوں کی تلاش تھی۔ کیونکہ پچھلے دنوں میں کئی طریقوں پر بہت سافقان بدست
 ہوئے۔“

”خیر تم کام کی نوعیت بیان کر۔“ ”تم کوئی سینئر نہیں کہا۔“ ”تم جانتے ہو ہم دونوں گسی

خانہ ہند کام میں ہاتھ ڈالنے سے ذرا نہیں جھکتے۔ پس اگر وہ کام آج ہی رات کو ختم ہونا چاہئے۔ تو میرے خیال میں باتوں میں وقت ضائع کرنا بے سود ہے۔“

اولڈ ڈیجھ جس کی سیاہ آنکھیں گچھے دار بھوؤں کے نیچے سناپ کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں کہنے لگا۔ ”مجھے اس بات کی یقینی اطلاع مل چکی ہے کہ ایک شخص کو جو یہاں سے چند میل کے فاصلہ پر ایک تنہا مکان میں آباد ہے۔ آج ہی صبح ایک چکے کے بدلہ ایک سے کئی ہزار روپیہ ملے۔ یہ رویہ اس کے پاس بہت دن نہ رہ سکے گا۔ کیونکہ قرضخواہ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس نے مارڈ میں چند مکانات تعمیر کرائے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے وہ قرض کے بوجھ میں دبا ہوا ہے۔ یہ رویہ بوڑھے ایک خوفناک قہقہہ لگا کر کہا۔ اگر قرضخواہوں کی بجائے ہمارے ہاتھ آجائے تو کیا برا ہے؟“

”مگر اطلاع جو ہمیں موصول ہوئی تھی تصنیف سے؟“ ثم وی سینئر نے پوچھا۔ دیکھو جو بات معلوم ہو۔ صبح صبح کہہ دو۔“

اولڈ ڈیجھ نے کہا۔ ”دو تین دن گذرے اس آدمی نے ایک شخص جان بنیئر کو پہلے سرسٹورنٹ کے کمرے میں سائیس کا کام کرتا ہوا۔ اپنی ملازمت میں لے لیا ہے۔ اور جان بنیئر ایسا آدمی ہے۔ کہ جو اسے معقول معاوضہ دے۔ اس کے پاس راز کی باتیں فروخت کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔“

”مطلب یہ کہ وہ تم سے ملنا چاہتا ہے۔“ جوش پیٹر کہنے لگا۔ ”خیر یہ بات معقول ہے۔ پھر اس سے آگے؟“

”پس اس سے آگے یہ کہ اگر تم چاہو تو آج رات اس شخص کے بنگلہ میں نقیب لگا کر وہ آؤ۔ اس کے نوٹ جتنے بھی ہوں گے۔ انہیں میں خرید لیں گا۔ کیونکہ تمہارے لئے وہ کم از کم ایک اور تم کو فاری کے خلاف سے انہیں چلا کر سکو گے۔ اولڈ ڈیجھ نے کہا۔ ”اس طرح اس نے بدلوں جو وہاں رہ رہی سمجھا دیا۔ کہ اولیٰ تو میں اس کام میں کوئی نمایاں حصہ نہ لوں گا۔ اور دوسرے بالیوٹ کے لئے تم میری مدد کے بغیر اس سے نفع حاصل نہ کر سکو گے۔“

”توڑی دیر جو شاپیٹر اور ٹم وی سینئر نے وہی گفتگوں میں باتیں کرتی ہیں۔ اس کے بعد ٹم نے اولڈ ڈیجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”اگر یہ بناؤ اس کا تم میں کوئی کریش نہیں رہا سکتا ہو۔ کہ کام جو تم نے کیا تھا۔ کچھ حقیقت دکھاتا ہے۔ اور یہ ہمیں یہاں سے بھیج دینے یا

ایسی مصیبت میں مبتلا کر نیک محض بہانہ نہیں ہے۔

اولڈ ڈیوٹھ نے بڑے سکون کے لہجہ کہا: تم جان جیفیریز کا اصلی رقبہ پڑھ لو اس سے زیادہ اطمینان کی صورت اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور یہ کہ اس نے اپنے خاکسری رنگ کے وقیانوسی کوٹ کی دس جیب سے ایک پرزہ کاغذ نکالا۔

اسے ٹم دی سینئر اور جوش پیٹر لے غور سے پڑھا۔ خط کا مضمون حسب ذیل تھا:۔
 یہ میں تیس خبر دیتا ہوں کہ آتا کوکل ۱۲ سولہ جون (پوٹر) کا چک سرانزی کوڑنی سے جو ایک ہیرڈ انٹ ہے۔ ملا۔ اور اس چک کا رویہ وہ بنک سے وصول کر سکے لے آیا ہے۔ جس کی خبر مجھے اس لئے ہے۔ کہ میں ملک میں بھیج کر اس کے ساتھ بنک تک گیا تھا۔ اور جب وہ بنک سے نکلا۔ تو اس کے ہاتھ میں نوٹوں کا پلندہ تھا۔ جسے وہ احتیاط کے ساتھ گن رہا تھا۔ اور یہ میں جانتا ہوں۔ کہ اس رویہ کو وہ دین دن میں اپنے ٹھیکہ داروں۔ سمادوں اور کارکنوں میں جو فاروڈیں اس کی تعمیر کے کام میں مصروف ہیں۔ تقسیم کر دے گا۔ تب میں اگرچہ کوئی چیز پہنچانی ہو۔ تو اسے پورے کاغذ کے پلندہ کی صورت میں اسی شراختہ میں چھوڑ آنا مجھے مل جائے گی۔

ستارا و فادار کوکر

نئے۔ نئے

”ہاں کافی ہے“ ٹم کل سننے اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا۔ اور اس نے بھی امداد دے دے سر ہلایا۔ پھر اور الذکر اولڈ ڈیوٹھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: اب تم ہمیں اس جگہ کا مفصل چر دیدو۔ ہم سب سے اس طرف کو رہ اندر ہو جائیں گے۔ اچھا ہوا کہ ہم ضروری اوزار ساتھ لیتے آئے ہیں۔“

”وہی جس سے تم نے ابھی سیرے خلاف کام شروع کر دیا تھا“ اولڈ ڈیوٹھ نے خوفناک سکرامبٹ پیدا کر کے کہا: ”مگر کچھ معنائقہ نہیں۔ تمہارے نہ آنے سے اس طرح آنا بہر حال بہتر تھا۔ کیونکہ اگر کوئی مردگار نہ ملتا۔ تو میں بحالت مجبوری اس کام سے۔ اس نے جیفیریز کے رقبہ کی طرف اشارہ کر کے کہا: جو اس کے سامنے میز پر رکھا ہوا تھا۔ ضرورت برور ہو جاتا۔ پس تمہارا انا خواہ کسی نیت سے ہوا۔ مبارک ہے اور اگر اس کام کو تم نے سیرے حسب مذاکرا۔ تو اطمینان رکھو۔ آئندہ بھی میری طرف سے امدادیں درج نہ ہو گات۔ بہت اچھا! ٹم دی سینئر نے کہا: اور اب تم یہ بتادو۔ کہ تمہارا یہ سٹرٹاؤنگز (کانڈر) یا جو کچھ بھی اس کا نام ہے۔ کہاں رہتا ہے۔ ہم سب سے اس کی طرف ہی چلتے ہیں۔“

اولڈ ڈیوٹھ نے انہیں سارے حالات تفصیل کے ساتھ بتا دیے۔ اور دونوں چور اس

نئی قسم پر روانہ ہوئے۔ چلتے وقت وہ اولڈ ڈیچھ کو بڑھیا کی حالت سے جو بھلی منزل میں بندھی پڑی تھی۔ خبردار کر گئے۔ اور ان کے جانے پر اس نے بچے اتر کر اس غریب کی مشکیں کہیں۔ اور اسے آزاد کیا۔

باب ۷۷ زرپرست باپ اور بد نصیب بیٹی

آؤ ذرا ہم بھی مارنر کا بیچ کو چلیں۔ جدھر ٹم دی سنیر اور جوش پیڈل روانہ ہو چکے ہیں۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ اور شرٹاز رز نشست گاہ میں بیٹھا سبز پردے کے بہت سے کاغذات کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ پاس ہی کٹ گلاس کی ایک خوشنما صراحی نے از خود سے نصف پر اور شراب پینے کا چوٹا گلاس رکھا تھا۔ اور اس بے اصول حریص شخص کے چہرہ کی سرخی ظاہر کرتی تھی۔ گردہ دخت رز کی دوسرے ہنپنے پیچین ضمیر کی تکلیف دہ تلوں کو دبانے کی کوشش کرتا رہا ہے

مگر کیا اس اضطراب اور بے چینی کو جو طبع علوی سے تعلق رکھتی ہو۔ سفلی ذرا تھ سے دور کیا جاسکتا ہے۔ حسین روزانہ کی تباہی کے واقعہ کو دس دن گزر چکے تھے۔ لیکن بد نصیب باپ اپنے کمرہ کی تنہائی میں اس مہلک رات سے بھی زیادہ ذہنی اویس محسوس کرتا تھا۔ وہ اذیت جسے شاید گنہگار روحیں دوزخ میں بھی محسوس نہیں کرتیں۔ اور جو بدنی عذاب سے لاکھوں گنا زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے!

اپنی بے حیائی اور اس کی عصمت دری کی قیمت سے وصول ہو چکی تھی۔ میٹی کے نام کی فرد خست کار و پیہ۔ اسی دن صبح کو اسے بنک سے ادا ہوا تھا اور اب وہ اس حساب کے کاغذات کی دیکھ بھال کر رہا تھا جسے طے کرنے کے لئے وہ اس ماہ عظیم کا مرکب ہوا یکایک ان کاغذات کو دیکھتے ہوئے خوفناک خیالات کی تیز روزہ رکھنے والے سامنے کسی طرح اس کے دماغ کی طرف اشارہ نہیں۔ اور اس نے دیوانہ وار قلم کو ہاتھ سے رکھ کر پھر تولی لکھنے اس کے ساتھ ہی خیال آیا۔ اگر میرے اس عمل بیاہ کی خبر لوگوں کے کانوں تک پہنچ گئی۔ تو دنیا کیا کہے گی؟ اگر دلیر زاد اور ایڈیٹورس روزنامہ کے بے حرمتی سے خبردار ہو گئے تو کیا میں ان سے انھیں ملا سکوں گا؟ اسے معلوم تھا کہ بیرونٹ نے تباہ شدہ لڑکی کو شاہی

اور دلی غمت کے دعوں سے حکیم دینے کی کوشش کی ہے اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اپنے رنج و الم کو اس خیال سے دہانے کی کوشش کرتی رہی ہے کہ سرسلنگی کو اس کا شہ نہ ہونا چاہئے۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود وہ خوب جانتا تھا کہ ایک وقت آنی والا ہے جب سرسبز کی کورٹی کے چوٹے وعدوں اور غلط اقراروں کا جو شخص اس پر نصیب لگے گا تو تسکین کے لئے کئے گئے سب سے بھرم کھل جائے گا۔ اور اس وقت... ہائے! اس وقت کا خیال ہی سڑنارنر کے دماغ میں ضرور قیامت پیدا کر رہا تھا جب اس نے وہ زمانہ کا تصور اس کے ذہن میں پیدا ہوتا۔ تو اس کا ہنسی سینہ میں دوزخ کی آگ سے بھی تیز شعلہ پیدا کر دیتا تھا۔ اور یہ ایسی اذیت تھی جو طاقت انسانی کی برداشت سے باہر ہے۔

آتش ان کی محراب پر رکھی ہوئی ٹائلم پیس ابجا چکی تھی۔ اور سڑنارنر اپنی خوفناک فکروں میں تھا۔ کہ صدر دروازہ پر زور کی دستک نے اسے چونکا کر کھڑا کر دیا۔

لو کروں کو اس نے پرکھ کر سونے کا حکم دیدیا تھا کہ میں کچھ دیر کا غذات کی پڑتانی کر لے۔ بیٹھنا چاہتا ہوں۔ اس لئے اب اسے خود ہی دروازہ کھولنے کے لئے جا نا پڑا۔

اسے اپنے قلب میں سردی کا اثر محسوس ہوا۔ کیونکہ قدرت ربی کا قاعدا ہے۔ کہ جو کچھ پیش آنے والا ہو۔ اس کا احساس پہلے ہی دلی میں پیدا ہو جاتا ہے۔ موجودہ صورت میں جیسا ہم نے بیان کیا۔ یہ شخص جو کہ ہر وقت اپنے صنمیر کی لاسٹوں کا لاشہ بنا رہا تھا۔ اور طہمت گزشتہ کی یاد اسے لمحہ بھر چین نہ لینے دیتا تھا۔ نیز اس وجہ سے کہ صدر دروازہ کی دستک زوردار اور شکم نہ تھی۔ وہ خیال جس کی طرف اس کی نظر لگی رہتی تھی۔ اس کے اندر پیدا ہونا قدرتی تھا۔

اپنی جگہ سے اٹھ کر پہلے وہ اس طرح اڑکھڑایا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اسے کوہے مگر پھر اوسان بھالی کر کے اور استقلال سے در لیکر دروازہ کو کھولنے چلا۔ جس پر وہ پہلے کی نسبت اور زیادہ زور سے دستک دی گئی تھی

اس کا خیال صحیح ثابت ہوا۔ چنانچہ اس نے زنجیر ہٹا کر دروازہ کھولا۔ تو روزانہ سڑنر سخت اضطراب کے عالم میں اندر داخل ہوئی۔

پیارے آباؤ بس یہ الفاظ بچے۔ جو اس کے منہ سے نکلے۔ اور پھر وہ بیوقوفانہ طور پر اپنے والد کی آغوش میں گر پڑی۔

وہ اسے نشست گاہ کی طرف لے گیا۔ اور ایک صوفہ پر بیٹھا کہ اس کی ٹوپی اتاری۔
 مثال کو ڈھیلہ کیا۔ اور اس کے زرد... نہایت زرد چہرہ پر سرد پانی کے تھپتھپانے دینے لگا
 الہی! کتنا افریت وہ درد اس کے سینہ میں اٹھا۔ جب اس نے غور سے اس خوشنما
 پیشانی کو دیکھا۔ جہاں اس وقت تک کہ عاصی و مجرم اسیر نے اپنے جذبات نفسانی کے زیر
 اثر اس پر گرم بوسے دئے۔ عصمت و پاکیزگی کے جوہر رشتان تھے۔ اس ایک لمحہ میں وہ
 حقیقی پرانا جذبات جو ادنیٰ و اعلیٰ سرخس کے اندر موجود ہیں۔ اس پر بھی غالب ہو گئے
 اور بد نصیب شخص یہ سوچ کر غصہ سے دانت پیسنے لگا کہ اس کو نظر کی بے حسیتی و حقیقت۔
 میری اپنی... اور میرے خاندان کی بے حرمتی ہے۔

اسے کاش! میں پھر اسے سابقہ عفت و عصمت کی حالت میں دیکھ سکوں! اسے
 کاش! وہ پھر اپنے خوشنما سر کو فخر و شہینگی کیساتھ اٹھا کر مجھ سے بے تکلیف ہو! الہی! کوئی
 طاقت ایسی ہو۔ جو مجھ پر اسے معصوم اور پاکیزہ بنا کر میرے آغوش محبت میں رکھے۔ اور میں
 اسے اتنا ہی بے غیب و پاکیزہ دیکھوں۔ جیسی وہ اس وقت تھی۔ کہ دروزج کے فرشتے
 نے مجھے اس کی تباہی کی سازشوں میں حصہ لینے پر آمادہ کیا!

ادعا عاقبت اندیش۔ تیری پشیمانی بیکار اور تیرا تاسف میرا سر بے سروے کیا تو اس
 حقیقت کو نہیں دیکھتا۔ کہ گھر میں ایک طرف تیری تباہ شدہ عصمت و یرہہ بیٹو کھلائے
 ہوئے بول کی طرح پڑی ہے۔ اور دوسری جانب اس زکا اٹھا جو تو نے اس کی حرمت
 ناموس کے عوض حاصل کیا!

تین چار منٹ گزر گئے۔ اور روزانہ بالکل بے حس و حرکت پڑی تھی۔ یہ ایک لمون
 باپ اسے چوٹیں مار لانے کی کوشش سے دست بردار ہو گیا۔ کیونکہ ایک نہایت
 خوفناک... چھٹی خیال اس کے دل میں پیدا ہو گیا تھا۔

کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ میں اسے مر جانے دوں!

اس سفاکانہ خیال کے دل میں نمودار ہوتے ہی اسے اس کی تکمیل کی آرزو پیدا ہو گئی
 وہ محسوس کرتا تھا۔ اس بد نصیب لڑکی کو خواہ میرے غدارانہ سلوک کی نسبت ذرا بھی
 شبہ نہ ہو تاہم میں اس کی آنکھوں سے آنکھیں نہیں ملا سکتا۔ بہتر ہے وہ اسی بے
 خبری میں اس جہان سے گزر جائے۔

مگر گنہگار باپ کی یہ قابل نفرت آرزو پوری نہ ہوئی تھی۔ اور یوں وہ لاکھ مجرم اور ظالم ہو۔ اتنی جرأت بہر حال نہ کر سکتا تھا کہ خود سے جان بے مار دیتا۔

رفتہ رفتہ... بڑھا آہنگی کے ساتھ پہلے اس کی چھاتی متحرک ہوئی... پھر ایک لمبی سی آہ اس کے منہ سے نکلی... اس کے بعد اس نے آنکھیں کھولیں۔ اور اس طرح جیسے کوئی وحشیانہ ناک خواب سے بیدار ہوتا ہے۔ بلا ارادہ اور اجہر دیکھنے لگی۔

اپنی مایوسی کے تلخ احساس کو دبا کر اور حکیمانہ لہجہ اختیار کر کے باپ نے کہا: "روزانہ... پیاری روزانہ... کیا تکلیف ہے؟ ڈر تو نہیں لگی ہو؟ بیٹا اب تم اپنے مکان پر ہو۔ اس نے کسی خطرہ کو دل میں جگہ نہ دی۔ کیوں؟ سیری طرف اس حسرت کی نظر سے کیوں دیکھتی ہو؟

اُسے غذا خور سے کوئی غلام سرزد ہوئی جس کی یہ سن کر بے لڑکائی نے در سے بھری ہوئی جگر دوز آواز میں کہا۔ اور پھر وہ دونوں باتوں سے منہ کو چھپا لیا۔ جنہ کے اندر سے آنسوؤں کے قطرے بارش کی طرح گر رہے تھے۔ پھر وہ اٹھ کر صوف پر بیٹھ گئی۔ اور اپنے باپ کے باتوں کو بے خبری اور اضطراب کے انداز سے اپنے باتوں میں لے کر کہنے لگی: "ابا جان... آپ جو اس دنیا میں میرے واحد امیر ہیں... ہائے اموس! کس منہ سے آپ کے سامنے کہوں کہ یہ دیکھیاری اب آپ کی بیٹی کہلانے کے قابل نہیں رہی۔"

مسٹر ٹارنر پر وہ شفقت کیساتھ اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اور ایسے لہجہ میں گویا اسے اپنا بیٹا سے انتہا درجہ کی مہربانی ہو کر کہنے لگا: "روزانہ ایسی مایوسانہ باتیں نہ کرو... معلوم ہوتا ہے۔ نہیں کچھ تکلیف ہے...؟"

یہ آخری جملہ اس نے استغناء کے انداز سے کہا۔ گویا وہ اس دہلک حقیقت سے بالکل بے خبر ہو۔ جس کی یاد شب و روز اسے عذاب و درد کے برابر تکلیف دے رہی تھی۔

اُسے آسمان! میں اپنی حالت کس طرح ظاہر کروں۔ ابا جان! آپ کی عنایتیں مجھے اور زیادہ پریشان کر رہی ہیں۔ اتنی ملامت کا سلوک آج تک کبھی آپ کی طرف سے نہ ہوا تھا۔ اور میں... اے راجم خدا! میں اپنے فقرہ کو پورا نہیں کر سکتی! میرے دماغ میں آگ سی لگی جاتی ہے۔"

اپنی بیٹی کی زبان سے ان لفظوں کو سنا کر خوشنارنہ کے سینہ میں نار و دوزخ بھڑکنے لگی تھی۔ مگر اس نے بڑی کوشش سے سکون کو برقرار رکھا۔ بیٹی روزانہ مجھ سے جو تمہارا باپ

ہوں۔ کس بات کی پردہ داری ہے! کیا کسی نے سہارسی بدگوئی کی ہے! کیا کسی نے تم سے گستاخانہ سلوک کی جرأت کی ہے! پھر تم اس طرح یکا یک آدھی رات کو تنہا کیسے چلی آئی ہو! یہاں بھیتا تھا۔ تم اس نیک صفت خاتون مسرسلنگی کے دل میں مقیم ہو! ”
 ”مسرسلنگی! روز اسٹڈ لے اس لفظ کو دہرایا۔ اور اس نصرت و حقارت کے اظہار میں جو اسے اس عورت سے پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا! ابا جان مسرسلنگی کو نیک صفت خاتون نہ کہو۔ وہ شیطان بصورت انسان ہے! وہ سخت قابل نصرت اور ملعون ریاکار عورت ہے۔ اس نے اپنی عابدانہ صورت کے پردہ میں سیاہ ترین خفا کیل کو چھپا رکھا ہے!“

”روز اسٹڈ۔ روز اسٹڈ تم نہیں جانتی ہو۔ اس وقت تمہارے منہ سے کیا الفاظ نکل رہے ہیں! سٹرٹارڈ نے حقیقت حال سے خبردار ہونے کے باوجود اپنا پارٹ بخوبی ادا کرنے کی غرض سے تعجب اور خوف کا اظہار کرتے ہوئے کہا
 ”اے کاش میرا الزام نام درست ہوتا۔ مگر میں میں جو کچھ کہتی ہوں۔ اس کا ہر ایک لفظ راست ہے۔“ اور یہ کہتے ہوئے روز اسٹڈ کے زورداروں پر بخار کی ایسی سرخی نمودار ہو گئی! ابا جان یقین جانے۔ وہ عورت جس نے سوانی کے لئے موجب شرم ہے! آج ہی رات کو... دو گھنٹے گزرے۔ میں نے اتفاقاً یہ طور پر اس گنگو کے چہرہ دیکھا جو اس میں اور سرسہری کو دہنی کے درمیان ہو رہی تھی۔“

”مگر سرسہری کو دہنی پر حال ایک عزت دار ویر میں سٹرٹارڈ نے کہا۔“

”سرسہری کو دہنی مجسم ابلیس ہے! روز اسٹڈ نے زوردار لہجہ میں کہا۔ پھر آنسو بہاتے ہوئے وہ اپنے والد کے قدموں میں دوڑاؤ ہو گئی۔ اور اپنا دردناک چہرہ اس کی طرف اٹھا کر کہنے لگی! ”اے! آج میری ماں زندہ نہ تھی۔ تو میری داستان الم اس کے ساتھ بیان کر سکتی۔ آپ کے سامنے... اے ابا جان آپ کے سامنے آپ کی بیٹی کس طرح اپنی تباہی... اپنی بے عزتی کی کیفیت بیان کر سکتی ہے؟“

”ناخوش بیٹی! ریاکار باپ نے غصہ اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ یہ کیا خوفناک خبر ہے۔“ جسے لیکر تم اس وقت آئی ہو!

”ابا جان آپ کی بیٹی نے کبھی جیوت نہیں بولا۔ اور آج ہی... میں آج ان خوفناک

واقعات کے بعد ہی وہ پہلک حقیقت کو ظاہر کرنے سے باز نہیں رہ سکتی۔ روز امٹھ نے قلبی جوش کی وجہ سے بلند لہجہ میں کہا۔

”امپہ۔ روز امٹھ اُمیتہ۔ مسٹر ٹارنر نے کہا۔ ایسا نہ ہو۔ نوکر بیدار ہو کر اس گفتگو کو سن لیں۔ تم اٹھ کر میرے برابر صوفہ پر بیٹھ جاؤ۔ یوں ذلت کی صورت میں بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے؟“

”ذلت! روز امٹھ نے اپنی آواز کو نبتاً دہم کر کے کہا۔ اگرچہ جذبات کا ہجوم اس کے سینہ میں اس روز سے تلاطم پیدا کر رہا تھا۔ کہ الفاظ اس کے حلق میں بکھر کر جلتے پتے۔ تاکئے ذلت سی ذلت! پیارے ابا آپ کی بیٹی آج اپنے آپ کو دنیا کی بدترین بہتی سے زیادہ ذلیل محسوس کرتی ہے۔ اگرچہ اس کے ساتھ ہی میں سچے دل سے یقین دلاتی ہوں کہ اس خدا اور اپنے ضمیر کے روبرو میں بالکل بے گناہ ہوں۔ زمین پھٹ جاتی۔ آسمان اپنی جگہ سے ہٹ جاتا۔ مگر اے والد آپ کی بیٹی راہ عصمت سے ہرگز منحرف نہ ہوتی۔ پس جو کچھ ہوا۔ وہ ایک خوفناک سازش... ایک شیطانی سلسلہ قریب کا بیٹھ بھڑا۔ جو اس ملعون عورت اور اس خوفناک مرد نے مجھ سے کیا...“

”بس روز امٹھ بس“ مسٹر ٹارنر نے جواب تک اظہار خشم و تعجب کر دیا۔ کہا میں بہت سادہ مطلب سمجھ گیا۔ اور بہت سادے روبرو میں اس کا عہد کرتا ہوں۔ کہ اپنی بیٹی کی حرمت کے حق کا انتقام میں ان دونوں سے لے کے رہوں گا۔“

”مگر افسوس! اب وہ انتقام کس کا ہے۔ آپ کے انتقام میں ابھی یہ طاقت نہیں کہ میری راحت و صحت کو بحال کر سکے۔“ روز امٹھ کہنے لگی۔ ”میری ذلت کا پیمانہ بھر نہ ہو چکا۔ اور اب میرے اور دیوانگی... یا خودکشی کے درمیان صرف ایک قدم کا فاصلہ ہے... یعنی لوگوں کی بدگواہی کا۔“

مسٹر ٹارنر سے جہاں تک ممکن تھا اس نے اپنی ناخوشاں بیٹی کی تسکین کی کوشش کی۔ اور قدرتی طور پر وہ اس کے کہنے سے فوراً ہی اپنے ارادہ انتقام سے دست بردار ہو گیا۔ اپنے خوشگوار سر کو پر اعتماد طریق پر باپ کے شانہ پر رکھے جو نے روز امٹھ کہنے لگی۔ آج شام تک میرا خیال تھا۔ سرسبزی کوڑھی نے مجھے جو حزر پہنچایا ہے۔ اس کی تلافی شادی کے ذریعہ کر دے گا۔ کیونکہ اے ابا جان۔ میں افسوس کے ساتھ اس بات کے اقرار پر

محبوبوں کو میرے دل میں اس کے لئے محبت کا احساس پیدا ہو چکا تھا۔ مگر آج وہ... وہ
 گیتے گئے۔ میں نے اس گفتگو کے چند نقطہ جو اس کے اوپر سنگبسی کے درمیان
 ہو رہی تھی۔ انہیں سنکر میں مشتہ ہو کر ٹھٹکا گئی۔ اور ظن ہو گیا کہ مجھے چھپ کر اس
 گفتگو سننے پر مجبور ہونا پڑا۔ کیونکہ وہ گفتگو میری ہی نسبت تھی۔ آبا جان آب اس خوف اور
 تعجب کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ جو یہ جان کر مجھے پیدا ہوا۔ کہ جسے میں نیکی اور پاکیزگی کا پسند کرتی
 تھی۔ اور جن کی میرے دل میں بے حد عزت تھی۔ حقیقت میں انکو یہ کارنامہ سن کر وہاں
 عورت اور سرسری کو دشمنی کی واسطہ ہے۔ اور عنقریب اس کے نتیجہ پیدا ہونے والا ہے
 ان لفظوں کو سن کر مجھے اپنی قوت سامع پر یقین نہیں ہوتا تھا۔ میں سمجھتی تھی کہ حقیقت میں
 خواب ہے۔ مگر افسوس جو کچھ میں نے سنا۔ وہ خواب نہیں حقیقت تھا۔ اور... اف ایسا
 بیان نہیں کر سکتی کہ اس احساس کے ساتھ میں نے ان کی زبان پر یہ لفظ سنے۔ کہ مجھے... میں
 بچے۔ آپ کی بیٹی کو۔ سرسری کوڑی کے لئے تہہ زر کے عوض فروخت کیا گیا ہے۔ میں خیالی
 کرتی ہوں۔ فروخت کرنے والی وہی بڑیا کار عورت سنگبسی تھی۔ ہاں آبا جان بابر نصیب
 لڑکے نے وحشت آمیز طریق پر سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ مجھے وہ بچہ کی خاطر اس گھمبیر
 کے جذبات سفلی کا شکار بنا گیا۔ اور یہ کہ حقیقت میں اس کا اور اس کی یہ حسیہ سہ قہہ ناشاد
 کرنے کا نہیں ہے۔ ان لفظوں کو سنکر میں نے چیخ ماری۔ نہ کوئی لفظ میرے منہ سے
 نکلا۔ میری حالت اس شخص کی طرح تھی جسے صدمات کے بوجھ سے ہاتھ پیر دیبا ہو میری
 روح پر غارتہ کہ آنا بوجھ تھا۔ کہ میں ان کا اظہار الفاظ کی صورت میں نہ کر سکتی تھی اس
 جگہ کھڑے ہو کر میں نے یہ خوفناک گفتگو سنی تھی۔ دلوں سے میں دسے پاؤں لوٹ آئی میری
 آنکھوں سے پردہ اٹھ چکا تھا۔ اور اپنی مایوسانہ حالت مجھے صاف نظر آتی تھی۔ میں سوچ رہی تھی
 کس طرح خواب گاہ تک پہنچی۔ میرے دماغ میں اس طرح جھلک رہی تھی کہ معلوم ہوتا
 تھا۔ میں دیوانی ہو جاؤں گی۔ سب سے پہلا کام جو میں نے کیا وہ تو یہی تھا اور مثالی
 اور مصائب۔ میں مکان سے باہر آنے لگی۔ تو کسی طرح اس کی طرح سرسری کوڑی کو مل گئی
 اس نے زینہ پر سیر القاب کیا۔ اور مجھے معلوم نہیں۔ میں کس طرح اس سے چمک لگی تھی۔ میں
 خیالات منتشر اور سیرا دماغ پریشان تھا۔ اور اس کا رعبہ مجھے کچھ آخری ہی لمحہ میں
 تو میں بازاروں سے بے محتاجا گذر رہی تھی۔ میں نے کچھ نہ کر سکا۔ کوئی میرے اعصاب

میں تو نہیں ہے۔ لیکن معلوم ہوا کوئی نہیں۔ باوجود اس کے میں تیزی سے چلتی رہی۔ اور یہ سارا فاصلہ میں نے پاپیادہ ہی طے کیا۔ کیونکہ اسے آبا جان۔ معاملات کی حقیقت سے آگاہ ہونے کے بعد میں نے ٹموسس کہا۔ گھر ہی وہ جگہ ہے۔ جہاں میں اپنے رنج و الم کو چھپا سکتی ہوں۔ نہیں رہ کر مجھے ان ظالموں سے محفوظ رہنے یا آپ کی بمبارودی حاصل کرنے کی امید ہو سکتی ہے۔ اور اب ان سارے حالات کو سن کر اسے والد روزمانڈ نے اپنے بازو سرٹازنوں کے گلے میں ڈال کر کہا: ”مجھے امید ہے آپ اپنی بیٹی سے نفرت نہ کریں گے۔۔۔ آپ اسے حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں گے۔ کیونکہ خدا جانتا ہے میں بالکل بے گناہ ہوں۔ میں بیان نہیں کر سکتی۔ آپ کے روبرو یہ حالات کس طرح میری زبان سے ادا ہوئے۔ آہ امیرادل نعم کے بوجھ سے دبا ہوا تھا۔ اور اگر میں آپ سے تسکین حاصل کرنے کی امید پر اس کیفیت کے ذکر سے اس کا بوجھ ہلکا نہ کرتی۔ تو وہ ٹوٹ جاتا۔۔۔ یقیناً ٹوٹ جاتا“

”روزمانڈ“ سرٹازن نے آہنگی سے کہا: ”تم نے بہت اچھا کیا۔ کہ مجھے ان حالات سے خبردار کر دیا۔ کیونکہ ایسے موقع پر میں ہی تمہیں بہتر مشورہ اور تسکین دے سکتا ہوں“ پھر جب اسے اس خوفناک سازش میں اپنی شرکت کا خیال آیا۔ اور اس نے اپنے ظاہر و باطن کے اختلاف پر نظر کی۔ تو کانپ کر کہنے لگا: ”ایک خوفناک۔۔۔ نہایت خوفناک جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم مجرموں کو سزا نہیں دلا سکتے۔ بے شک روزمانڈ ہتھارا خیال درست تھا۔ کہ انتقام کی بدولت واقعات کا افشا ہو گا۔ اور یہ افشا میری موت کا موجب ثابت ہونا یقینی ہے۔ میری راحت جان بیٹی۔ معاملہ آنا اہم ہے۔ کہ میری رائے میں اس کی خبر تمہاری بہن کو بھی نہ ہونی چاہئے“

”نہیں۔۔۔ بے شک نہیں“ روزمانڈ نے جواب دیا: ”آتنا ہی کافی ہے۔ کہ آپ اس شیطان کی سلوک سے خبردار ہیں۔ جو مجھ سے کیا گیا۔ میں نہیں چاہتی۔ میری وجہ سے میرا عزیز بہن کی شادی کی خوشیوں میں خلل واقع ہو۔ اور کلیرنس۔۔۔ اور اکلیرنس سے اس معاملہ کو سب سے زیادہ چھپانے کی ضرورت ہے اور نہ چھپنے یقین ہے۔ وہ اپنی اس ملعون خال اور اس شیطان پرورنٹ سے آتنا انتقام لینے پر آمادہ ہو گا۔ جس کے نتائج کہیں میں لائے جو بے نہایت محسوس ہوتی ہے۔ اس کا انتقام بچانے خود ہوا ہے

افشار کا موجب ہو گا۔ اور غریب ایٹ پائلس کی زندگی بچ جو جائے گی؟
 سٹرٹائر نے باتیں سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا: "معاذ اللہ میں تمہاری دور
 انیشی اور عاقبت پہنچ کی داد دیتا ہوں۔ لازم ہے یہ لازمی ہے اور تمہارے درمیان ہی
 محفوظ رہے۔ اور اس کا مجھے اطمینان ہے کہ وہ بد معاش جینوں نے تمہارے ساتھ یہ تم کیا خیر
 اپنی بدنامی کے ڈر سے اس واقعہ کو ظاہر نہ ہونے دیں گے۔ تم اپنے باپ کی حفاظت اور گرائی
 میں ہو۔ اور آئندہ یہاں ہر طرح محفوظ رہو گی۔ مگر ہماری آپس میں یہ قرار داجے مگر آج
 کے بعد تمہارے درمیان اس خوفناک واقعہ کا ذکر کسی بھی صورت میں نہ ہونا چاہئے؟
 مگر اس کے باوجود... ابا جان آپ کو اپنی بیٹا سے جو محبت تھی۔ اس میں کمی تو نہ
 ہو گی؟ برباد شدہ لڑکی نے جو اپنے باپ کی ریاکاری سے بالکل بے خبر تھی کہ آئندہ
 تمہارے نفرت اور حقارت کی نظر سے تو نہ دیکھا کر دے؟ آہ! اگر میرے ساتھ آپ کے
 سابقہ سلوک میں فرق واقع ہوتا ہے۔ تو بس میرے لئے ایک ہی چارہ کار ہے۔ اور
 وہ... خودکشی!"

مصیبت زدہ مجرم باپ نے اپنی چاک عصمت بیٹی کو گمے لگایا۔ اور جہاں تک ممکن تھا
 اسے نشئی آمیز کلمات کہتا رہا۔ آخر اس سے جدا ہو کر روزانہ اپنے کمرہ کو چلی گئی... اس
 کمرہ کو جسے وہ ایک پاک اور بے عیب روشیرہ کی حیثیت میں چھوڑ کر گئی تھی۔ مگر جس
 میں آج وہ برباد اور بے عصمت ہو کر واپس آئی۔
 لئے! کیا اگر دست تقدیر ہے!

سٹرٹائر نے بہت سوچا۔ نگاہ میں رہا۔ صدیوں خوفناک خیالات کے درمیان جوں
 دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ ایک امر... نہایت خفیف... موجب تسکین تھا۔ اور وہ یہ کہ
 روزنامہ نگار اس سازش میں میری شرکت کا علم نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ سٹرٹائر نے
 اور پیرنٹس کے درمیان جن گفتگو کو روزنامہ نگار نے سنا۔ اس میں سٹرٹائر کے اعراض کا ذکر
 اگر ہوا بھی۔ تو ایسے بہم اور ہر اسرار طریق پر ہوا۔ کہ روزنامہ نگار سمجھ نہ سکی۔ اس لئے وہ غریب
 اپنی عصمت کی فروخت کو اپنے باپ کی بجائے سٹرٹائر سے ہی منسوب کرتی تھی۔
 مگر اس کے ساتھ ہی جیسا کہ گھبراہٹ میں اس نے اشارہ کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا تھا جو
 ذرا دیر پہلے چھوڑ دیا تھا۔ جب اسے اپنی روزنامہ نگار کی زار حالت اور اس کی بولی باؤں

کا خیال آتا۔ توجہ افریقہ اس کے ذہن و دماغ کو محسوس ہوتی ہے۔ بیان کرنے کا کس کے
قلم میں یا دہستے؟ اس ایک شاعر امید کے باوجود اس کی ذہنی تکلیف ناقابل بیان تھی
کیونکہ ایک باپ کی حیثیت میں اس کے دل میں جو متشورج جذبات پیدا ہو رہے تھے۔ کوئی
طاقت انہیں فرو نہ کر سکتی تھی۔ فطرت اللہ کی ہے اثرات کا اظہار کرتی تھی۔ اور جب دستا
نویس نے اس طرح کا جرم اور گناہ کا خیال آتا۔ جو اس کی عزیز اور پر اعتماد بیٹی کی عصمت
پر ہی کا۔ جب ہوا۔ تودہ اٹھنے یا اس سے لرزہ بر اندام ہو جاتا تھا۔

وہ دستے اتنی خوبصورت اور اتنی پیاری کبھی معلوم نہ ہوئی تھی۔ جتنی اس وقت جب
مکان کے اندر داخل ہوئے تھے وہ فیضی اور برقی تکلیف سے بیہوش ہو کر۔ اس کے ہاتھوں
میں گر پڑی۔ اس کے ساتھ اتنی محبت یا اس کے حسن پر اس قدر ناز سے کبھی محسوس نہ ہوا
تھا۔ جتنا اس وقت جب وہ تیز لمپ کی روشنی میں مسعودانہ انداز سے اپنا چہرہ اوپر کو اٹھا
کے ساتھ دوڑا تو بھی تھی۔ یا اس کے تمام ایسا پیار کا مصوم لڑکی اپنے باپ کی وساطت سے
ہو اپنے نظم و ضبط میں کافر شہر اس کی حفاظت کرتا تھا۔ اس کے خلاف غداری پر آؤں ہو جاؤں
نظام باپ کی نگاہوں میں اس کے حسن کا نقشہ بندھا۔ تو حسیہ کہنے لگا۔ یلعون عصمت
کے بیٹی یہ سن کر اس کام کا بہت برا اس نے اپنی نگاہ زر کے انبار کی طرف اٹھائی۔ تو وہ بھی
اور یہ کبھی سنائی دی تو جس واز کے بندے۔ یہ سونا نہیں مٹی ہے۔

بے شک اس نے محسوس کیا یہ سونا نہیں پتیل ہے۔ کھاڑے پینے سے کیا یہ ہوا پتیل
اس نا پاک سونے سے ہزار درجہ افضل ہوتا۔

اس کا شاعر گذشتہ کے واقعات از سر نو تکرار میں آسکیں اسے کاش کوئی
وقت اس سما عرصہ زندگی کو میرے زمانہ حیات سے خارج کر سکے

وہ انصاف نہیں ہے دل سے کہتا ہوں کہ اگر کسی طرح میری بیٹی کا جو عرصہ ست واپس

آج کے کوئی ایک سال کی بھی پہنچاؤں میں عدالت دیوالی کی بدنامی سے گزرتا

تو کوئی یہ بدنامی نہ دیوالی میں شوق سے چلا جاؤں۔ مجھے رکھے زمین پر خیر ترین گلاں

میں عار نہ ہو۔ مگر اسے کاش اس طاقت سے بچ سکوں کہ اس شخص نے اپنی بیٹی کی

عصمت فروخت کی؟

باب ۷ بدی کا بدلہ

اُسی رات کبھی کی گزر چکی تھی۔ مگر اس کے باوجود ستر ٹارنر اضطراب کی حالت میں ابھی
قدم اٹھاتا نشست گاہ میں پھر رہا تھا۔ کہ صمد دروازہ پر ہلکی دستک ہونے سے وہ
دردناک خیالات کی لہریں سے چونکا۔

یہ سوچ کر حیرت زدہ ہوا کہ اس بے وقت کون آیا ہو گا۔ وہ خود دروازہ کھولنے
گیا۔ اور اس کا تجبہ وہ چندہ ہو گیا۔ جب کستی لائین کی روک ٹھنی میں جو اس کے ہاتھ میں تھی
سے سرسری کوئی ٹارنر اور اضطراب حیرت نظر آیا۔

بیرونٹ کو خاموش رہنے کا اشارہ کر کے ستر ٹارنر آگے آگے نشست گاہ کی طرف
ہو گیا۔ سرسری ان خیالات کی پریشانی میں جن کے زیر اثر وہ اس وقت ٹارنر کا فنج میں پینا
تھا۔ باج کے دروازہ کو مقفل کرنا بولی گیا۔ اور کوڑا سرسری طور پر بند کر کے ستر ٹارنر
کے پیچھے پیچھے نشست گاہ کی طرف چلا۔

ابھی اضطراب کی وجہ سے یہ فضیلت سدا وقہ دونوں سے نظر انداز ہو گیا۔

جب دونوں نشست گاہ میں داخل ہو چکے تو ستر ٹارنر نے بڑی آہستگی سے اس
کمرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور آواز دبا کر کہنے لگا کہ وہ واپس آگئی ہے۔

”خدا کا شکر کہ وہ محفوظ ہے۔“ بیرونٹ نے بھی اسی طرح دہلی آواز میں کہا اس کے

یکایک چلے آئے سے سرسری کبھی کو اور خود پیچھے اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہیں وہ خود کشی نہ

کرے۔ یا کوئی اور ایسی بات نہ کر بیٹھے۔ جس کی وجہ سے معاملہ فاش ہو جائے۔ اسی خوف

سے ہم دونوں اب تک ایسے سارے دست اینڈ میں تلاش کر کے رہے۔ اور ناچار اب

اتنی رات گزرنے کے باوجود میں نے قسم ارادہ کر لیا۔ کہ اگر آپ کو اس کے فرائض سے مطلع

کر دوں۔ اس کا بیچہ خیال ہی نہیں آیا تھا۔ کہ وہ آپ کے یہاں واپس آگئی ہو گی۔

ستر ٹارنر کہنے لگا کہ اسے اس خوفناک معاملہ میں میری شرکت کا علم نہیں۔ مگر بیٹے

آپ میری بات سے میرے روبرو اس گفتگو کے الفاظ بیان کیے۔ جو آپ کے اور سرسری کے

درمیان ہوئی۔ اور جسے بڑھتی سے اس نے سن لیا۔ آپ کی زبانی اس گفتگو کے صحیح نفاذ

معلوم کر کے میں اس بارہ میں کوئی مدد سے قائم کر سکوں گا۔ یا وہ اس بات کو معلوم کر سکتی

ہے۔ کہ اس کا اپنا باپ اس کی تباہی کے کام میں شریک تھا ایمان کی بات ہے کہ مجھے اس بارہ میں سخت تشویش پیدا ہو رہی ہے۔ کہیں اس کے دل میں میری نسبت شبہ پیدا نہ ہو جائے۔“

بیرنٹ اسی صوفیہ پر پہنچ گیا۔ جہاں توڑی دیر پیشتر وہ دشیزہ جو اس کے جذبات نفسانی کا شکار ہوئی۔ بیہوش پڑی تھی۔ اور بولا کہ ٹائمر مجھے ایک گلاس شراب کی دوسات کے وقت اتنی درجہ کر دے کہ میں بالکل تک گیا ہوں۔ پھر جب میری طبیعت ورنہ بحال ہوئی ہے۔ تو میں اس گفتگو کی کیفیت جو میرے اونسٹنگلیس کے درمیان ہوئی تھی چنانچہ یاد ہے بیان کر دوں گا۔

مشر ٹائمر نے الماری سے شراب کی ایک بوتل نکالی۔ کیونکہ میرے پر رکھی ہوئی تھی کہ وہ اس سے پیلے ختم کر چکا تھا۔ اور اسے پیش کر کے کہنے لگا کہ سر میری تم اس سے نکال کر پیو میں اتنے دنے پاؤں اوپر جا کر کھڑا ہوں۔ روزانہ سو گئی ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو وہ یکایک اس کمرہ میں آجائے۔ اور آپکو یہاں دیکھے جسے سنا اور زیادہ بچپن جو بائیکاٹ ہے شک یہ احتیاط ضروری ہے۔“ بیرنٹ نے تسلیم کیا۔

مشر ٹائمر دنے پاؤں نشست گاہ سے نکل کر بڑی آہستگی سے زین پر چڑھنے لگا۔ روزانہ کے کمرے کے باہر پہنچ کر وہ رگ گیا۔ اور کان لگا کر سننے لگا۔ اندر سے کسی کے رونے اور سکیاں لینے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اسے منکر اسے تشویش پیدا ہوئی۔ اور اس نے سوچا۔ ایسا نہ ہو یہ فرط الم سے سونے کے اور پھر نشہ نگاہ میں آجائے۔

چنانچہ اس نے کمرہ کے دروازہ پر آہستگی سے دستک دی۔ روزانہ نے اسے کبول دیا۔

ابھی تک اس پر نصیب لڑکی نے نہ کھڑے اتارے۔ اور نہ سونے کی کوئی تیاری کی تھی۔ اور اس کا چہرہ اتنا غمناک اور اتنا رنج زدہ تھا۔ کہ باپ کا آہنی قلب ہی اسے دیکھ کر موم ہو گیا۔ بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ روزانہ نے اس کی گردن میں بازو ڈال کر لپٹ لگئی۔ اور اس کی عنایت اور توجہ کے سلسلے شکر یہ ادا کرنے لگی۔ کہ ہمیشہ نصف گھنٹہ وہ اس کے پاس رہ کر اسے ہر طرح کی تسلیاں دیتا اور سونے کے لئے آمادہ کرتا رہا۔ وہ چاہتا تھا۔ یہ سو جائے تو میں جبر جلد ممکن ہو میری

کو مکان ہے رخصت کر دوں۔ چنانچہ اس نے طرح طرح کی تسلیاں دیکر اور بہت کچھ سمجھا بھجا کر آخر کار اسے سو جانے پر آمادہ کر لیا۔

باپ کی ساری باتیں سن کر روزا منہ کئے لگی۔ ابا جان مجھے یقین ہو گیا۔ آپ اپنی بیوی پر بیٹھی کو نفرت یا حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اور اس یقین نے میرے دل کا بوجھ بہت ہلکا کر دیا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ حقیقی راحت کا اب میرے لئے اس دنیا میں امکان نہیں۔ تاہم ایک سچے عیاں کی حیثیت میں اپنے مقدر پر شکر کرتی ہوگی۔ اور اس منہ کئے ابا جان۔ میں یقین دلائی ہوں۔ کہ آپ کو ذرا یہ تلکین بننے پر مجبور کر کے ناخوش ہونے کا موقعہ بھی نہ دوں گی۔ پیارے والد... شب بخیر۔ میرے دادا و دادی۔ آپ تشریف لے جائے۔ میرا قلب اس گفتگو سے بہت مطمئن ہو گیا۔ اب میں آرام سے سو جاؤں گی۔

سٹرٹائر رخصت ہونے سے پہلے اپنی بیٹی سے لب لہجہ ہوا تو یہ خیال اس کے سینہ میں تیر کی طرح چھینچھینکا۔ کہ میں نے اس نیک نادر با محبت لڑکی سے کتنا شرمناک غلط سلوک کیا ہے۔

وہ زینہ سے اترنے لگا۔ تو روزا منہ کے کمرہ کا دروازہ اندر سے بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ وہ اسے مسکن اور مطمئن کرنے کی کوشش میں اپنی کامیابی پر خوش ہونے لگا تھا۔ کہ اسے نشست گاہ کی طرف سے کسی کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ خیال آیا۔ شاید سٹرٹائر بھی روزا منہ کی تلاش میں نہیں آچکی ہے۔ اور میری عدم موجودگی میں بیرونٹ نے باہر کا دروازہ کھول کر اسے اندر داخل کر لیا ہے۔ اس خیال سے مضطرب ہو کر وہ اور زیادہ تیز کا سے قدم اٹھاتا زینہ سے اترنے لگا۔

ٹم دی سنیر اور جوش پیڈلر جو قلب رُنی کے خیال سے سٹرٹائر کے مکان کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ سٹرٹائر کی روشنی کی آمد سے قریب نصف گھنٹہ بعد واپس پہنچے۔ پچھلی منزل میں نشست گاہ کی چھیل دار کھڑکیوں میں روشنی کی شعاع دیکھ کر وہ بڑی احتیاط کے ساتھ وہ بے پاؤں ایک کپڑے کی قریب گئے۔ اور چھیل کی دروازے انہوں نے دیکھا کہ کمرہ کے اندر سٹرٹائر کا انبار لٹکا ہوا ہے۔ اور ایک شخص بظاہر بالکل بے ہوش و سوئے پر سو رہا ہے۔

بات یہ ہوئی کہ میرٹھ چونکہ اولڈ برلنگٹن سٹریٹ سے ٹارنر کا بیچ تک پیدل چل کر آیا تھا اس لئے بالکل تھک گیا۔ شراب کی بوتل سے ایک گلاس پی کر اس کا کسل خدارفع ہوا۔ اور وہ ٹارنر کی دلہن کا انتظار کرنے لگا۔ جس کی نسبت ہمارے ناظرین کو یاد ہو گا کہ وہ بالائی منزل پر یہ دیکھنے چلا گیا تھا کہ روزانہ سونگئی۔ یا ابھی بیدار ہے

مگر جیسا اوپر بیان کیا گیا۔ روزانہ سخت بے چینی اور پریشانی کی حالت میں تہی اور اپنے کمرہ میں پہنچ کر بھی وہ اپنی حالت زور پر رہتی اور آئینہ بامی رہتا۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر سٹارنر اتنے تسکین دینے کی غرض سے اس کمرہ میں داخل ہوا۔ تو اسے سجدے اور تیلیاں دیتے میں ایک گھنٹہ لگ گیا۔ ادھر سرسبز کی کوڑھی کچھ تو تھکا ہوا تھا۔ کچھ شراب کا خمار ہوا۔ سٹارنر کا انتظار کرتے کرتے اس کی اس صوف پر ہی آنکھ نہ گئی۔ کم دی پنجر اور جوش پیڈل نے اسی کو سوتے دیکھا تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ چونکہ اتنا فاصلہ طے کر کے اس مکان تک پہنچے تھے۔ اس لئے باسانی اپنی ہم سے دست بردار نہ ہو سکتے تھے۔ سوئے دانے کو انہوں نے سٹارنر ہی سمجھا۔ کیونکہ صورت سے نہ داس کے اور نہ سرسبز کی کوڑھی کے مشابہت۔

آلات نقشب زلی کی بد سے وہ عسردہ روزہ کو توڑنے کی کوشش کرتے ہی کہ تھے کہ وہ از خود کھل گیا۔ کچھ نہ سرسبز کی آگے موقوفہ پر سٹارنر اسے بند کرنا بھول گیا تھا۔ دونوں چور دروازہ کے کھل جانے پر چند ان متعجب نہ ہوئے کیونکہ انہوں نے سمجھا۔ جان چیفرے کو چونکہ کسی کی آگ کا انتظار تھا۔ اس لئے اس نے عہد اسے کہا تھا دیا ہو گا۔

اسی طرح دے پاؤں وہ مکان کے اندر داخل ہوئے اور نشست گاہ ملے پنج گئے۔ سروٹ ان کی موجودگی سے بے خبر ہوتا رہا۔

یہاں تک کم دی پنجر نے اپنا شکاری چاقو نکالی کر گھولا۔ اور اس کا پھل سرسبز کی گردن کے قریب رکھا تاکہ حرکت کے وقت تکل سے بچا دماغ نہ کیا جائے۔ ادھر جوش پیڈل نے عبد علی نقدی اور لوٹوں کو سیٹا شروع کر دیا۔

اس کام کو کرتے ہی کے دن اپنے ساتھی سے کہنے لگا۔ میرا ارادہ ہے نقدی کے علاوہ چاند عا کے ہر حق بھی چہاں موجود ہوں۔ یہ جلیں۔ ایک بار اگر کام کو اٹھو

چوڑا نا نادی ہے۔ اور اگر یہ بیدار ہو گیا۔
 ”تو میں اس کا گلا ایک منٹ میں کاٹ کے رکھ دوں گا۔ تم دیکھنے والے لا پرواہی سے کہا۔

جوش نے اس وقت کے آس پاس تصفیہ سے مطمئن ہو کر دانت نکال لئے۔ اور لقمہ کو سمیٹ کر اس نے ایک الماری کو کھولا۔ مگر جس وقت وہ اس کے اندر چیزوں کو ٹھونک رہا تھا۔ ایک برتن کے گر جانے سے آواز جو پیدا ہوئی۔ تو سرسری چونکا۔

اس نے گہرا کر دیکھیں کہیں اور ایک بد وضع شخص کو بڑا سا چاقو ہاتھ میں اپنے اوپر چمکا ہوا دیکھا۔ خوف کی وجہ سے اس کے منہ سے چیخ نکلنے کو ابھی۔ کہ تم دیکھنے والے ایک بڑا قصاب کی بے وردی کے ساتھ چاقو اس کے حلق پر پھیر دیا۔

ایک مدیم غرغر کرنے کی آواز پیدا ہوئی۔ مقتول کا بدن تشنجی حرکت کے ساتھ ہلکا مگر نہ اس کے منہ سے کوئی چیخ اور نہ کوئی آواز نکلی۔ آن واحد میں سرسری کوٹھا بے جان ہو گیا!

حالت دیکھ کر جوش پیدر گہرا گیا۔ اور کہنے لگا: ”تم بس اب چلنے کا حکم کرو۔ رات کے لئے یہی کافی ہے۔“

بے شک اب میں چلنا چاہئے۔ ”خاکل نے اپنے مقتول کی خوفناک لاش کی طرف دیکھ کر کانپتے ہوئے کہا۔

چنانچہ وہ نشست گاہ سے نکل ہی رہا تھا۔ کہ زینہ پر ٹارنر کے پاؤں کی چاب سسکرائیوں نے اور زیادہ تیز کا سے قدم اٹھانے شروع کئے۔ تاکہ کسی کی آمد سے پہلے صدر دروازہ کی راہ سے نکل جائیں۔

وہ بلا نزاعیت مکان سے نکل گئے۔ کیونکہ سر ٹارنر نے زینہ سے اتر کر ڈیڑھ می میں دو شخصوں کو گزرتے دیکھا۔ تو وہ خود اتنا خوف زدہ ہوا کہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکا۔ ایک تو اس کے اعصاب میں شب کے وقت کے پہلے ہی کشیدگی تھی۔ اس واقعہ نے اور زیادہ مہوت کر دیا۔ اور وہ نہ ان کے تعاقب میں دوڑا نہ اس نے کسی کو روک لینے کی آواز دی۔

مگر جب دونوں چھ باہر کا دروازہ بند کر کے نکل گئے۔ تو اس نے جرات کر کے اسے اندر سے مقفل کر لیا۔ گویا ڈرتا تھا۔ کہیں وہ غوث نہ آ جائیں۔ اور اس کے بھانپنے روپیہ

کی فکر میں پریشان خاطر تیز کا سے قدم اٹھاتا لشت گماہ کی طرف لپکا۔
اس نے میر کی طرف دیکھا... بس اک نگاہ کافی تھی... وہ پیر کا وہاں نام و
نشان بھی نہ تھا!

دیوالوں کی طرح اس نے بڑے جو خ کے ساتھ اپنا کھلا ہاتھ پیش کیا پر مارا مغرط
رہنچ دالم کی وجہ سے زور کی چیخ اس کے منہ سے نکلنے کو ہتھی کہ اپنی ناخوش بیٹی کے خیال
نے اس کے لبوں پر سر لگا دی۔

اس کے ساتھ ہی اس کی نگاہ صوف کی طرف اٹھی... اف! اے مقدس خدا! کتنا
بے بہت ناک نظارہ پیش نظر آیا!

اس جگہ صوف کے اوپر... اسی صوف پر جہاں ہٹوڑی دیر پیشتر مقتول امیر کے جذبات
نفسانی کو شکار و دیشزہ۔ موت کی سی بخش کی حالت میں بے جبرٹھی بھی عیاش بیرونٹ کا
سرتن سے جدا نظر آ رہا تھا یہ وہ نیند تھی جس سے کوئی سوئے والا بیدار نہیں ہوا۔ مگر اس
خوفناک لمحہ میں بھی جب سرٹ مارا اس پر طرف نظارہ سے مہیوت اور پریشان کبرا قالیں
کے دل میں خیال آیا۔ کہ میری نقدی اور سرسبز کی کدھٹی کی جان کا نقصان حاصل ہو
اصول قدرت کی نمائش ہے کہ بدی کا بدلہ عاقبت ہی میں نہیں۔ اس جہان میں ہو۔
مات ہے!

اس نظارہ کو دیکھ کر خوف زدہ شخص کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی۔ اس کی حیرت اس
قسم کی تھی۔ جو انسان کو لب لبہ کر دیتی ہے... جس کے اثر سے قوائے طبعی کا فعل مغل
ہو جاتا ہے۔ وحشت زدہ نظروں سے وہ اس خوفناک لاش کو دیکھا کیا۔ اور پھر لڑکھڑا
کتے کیے کو بٹا۔ اسی طرح چند منٹ گزر گئے۔ اور آخر کار وہ اٹھ کھڑا۔ تو اب اسے خود اپنی
جان بیک مخصوص میں الجھی ہوئی نظر آنے لگی۔

ایک اندیشہ... نہایت خوفناک اندیشہ اس کے دل میں پیدا ہو گیا۔ قتل پچوری کی
ہر گونہ وارداتیں اس سرعت کے ساتھ بغیر کسی مشورہ عمل کے عمل میں آئیں۔ کہ گہر میں کسی
دوسرے شخص کو اس غیر معمولی واقعہ کی کالوں کاں خبر نہ ہوئی۔ اور اب سٹر
مارنر کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہونے لگا۔ کہ جب اس شخص کا واقعہ ظاہر ہوگا تو میرے
لئے عدالت کی جیوری کے سامنے اپنے کو بے قصور ثابت کرنا دشوار اور غیر ممکن ہو جائیگا

قدتی طور پر لوگ اس فعل خفیہ کو مجھ سے منسوب کر رہے تھے۔ اور حالات کی شہادت اتنی زبردست ہوئی کہ میرے لئے جواب دہی شکل ہو جانے لگی۔ تشویش جو اس وقت بد نصیب شخص کے دل میں پیدا ہوئی۔ یہ بتی کہ سرسبزی کو ڈی کا قتل مجھ سے منسوب کیا جائے گا۔ سخت پریشانی کی حالت میں وہ بیٹھ گیا۔ اوپر دونوں ہاتھوں سے منہ کو چھپا کر بہت دیر تک فکر مند رہا۔

کیا یہ مناسب ہو گا۔ میں شور و غل مچا کر اپنے خادم جعفریہ اور رونا شنڈ کو بیدار کر دیا اور ان کے روبرو اس خوفناک واقعہ کی ساری کیفیت بیان کروں، مگر نہیں، کوئی آواز کہہ رہی تھی۔ یہ باتیں قابلِ یقین نہ سمجھی جاسکتی تھیں۔ رونا شنڈ چونکہ اس بات سے بالکل لاعلم تھا کہ میرے والد نے میرے خونِ حرمت میں بیرونٹ کو مدد دی۔ اس لئے وہ قدتی طور پر یہ سمجھے گی کہ والد نے پورا انتقام کے جذبہ سے متاثر ہو کر یہ فعل کیا۔ پس مناسب یہی ہے کہ معاملہ کو اس سے پوشیدہ رکھا جائے مگر سوال یہ تھا۔ اس لاش کا کیا ہو گا اس کو کہاں ڈالا جائے؟ بڑا خوفناک سہارا پیشی بنا۔

اپنی محنت جگہ دینی کے ساتھ جو سبیلو کی ظالم باپ نے کی تھی۔ اس کی یاد اب اور زیادہ سبزی کے ساتھ اس کے دل میں پیدا ہونے لگی۔ اس نے محسوس کیا کہ میری سزا کا اس دنیا میں ہی آغاز ہو گیا ہے۔ میرے مقدر پر آج سے ہی غم لگ چکا ہے۔ اوپر نصیب تو نے زر کی خاطر اپنے آپ کو شیطان کے حوالہ کیا، مگر آج وہ زر کہاں ہے؟ چند ماہ کے عرصہ میں ہی خرخرٹا، تیرے گرد جمع ہو جائیں گے۔ کیونکہ انہیں توان کے مطالبات میں سے ایک کو ڈی بھاؤ اور انہیں ہوئی۔ اور اس وقت ...

مگر خیر و اس کے دل میں ایک اور خیال پیدا ہوا۔ وہ سوچتا ہے۔ میں اس لاش کی بجائے ملاشی لوں۔ شاید کچھ نقدی ملے۔

اُف! کتنا خوفناک خیال ہے! مگر عجیب نہیں۔ کیونکہ بدی کی راہ میں ایک بار قدم اٹھ جانے تو پھر یہ کتنا مشکل ہے۔ اس کا خاتمہ کہاں ہو۔

دیکھنا وہ باپ جس نے اپنی لڑکھنڈ کا ناموس فروخت کیا تھا۔ حرص و اہم کا ہندہ۔ اس شخص کی جبین ٹوٹتا ہے۔ جس نے اس کی بیٹی کی بے حرمتی کی

اس نے مقتول کا ہونہ نکالا۔ اس میں ۱۵-۱۶ مہینے تھیں۔ انہیں اپنی جیسب میں

حوالہ لیا۔ پاکٹ بک کہو لی۔ مگر اس میں نوٹ مطلق نہ تھے۔ صرف چند کاغذات اور یادداشتیں بالکل بے سود۔

سٹرٹار نے خوش غصب سے فرش زمین پر پاؤں مارا۔ جاسٹراس کی تشویش خوفناک تھی۔ ایک طرف غلط مالی شکلات تباہی کی راہ دکھاتی تھیں۔ کیونکہ اس روپیہ کی آس پر جو اس نے اپنی بیٹی کی مصمت مزدگی سے حاصل کیا اس میں نے محض سترہ سو روپیہ میں ہزار روپیہ کا دارم کا بار اپنے اوپر لے لیا تھا۔ دوسری طرف لاش کی موجودگی جلدی خطرہ پیدا کرنے والی تھی۔ ان پر طرہ یہ ظن واضع رہا تھا کہ روزانہ لاش کی فروخت کر کے بھی مالی انجمنوں سے نجات حاصل نہ ہوگی۔ بالخصوص مقتول کی لاش کو پراسرار طریق پر کہیں دھن بھی کر دیا جائے۔ اور کسی کو اس کی کانوں کا خبر نہ ہو۔ پھر بھی مالی دشواریوں سے بچنے کا کیا فائدہ ہوگا ان خیالات نے بد نصیب سٹرٹار کے ذہن میں جو بے چینی پیدا کی۔ اس کا اعزاز کرنا دشوار نہیں۔ وہ کسی سے اٹھا۔ جس پر لاش کی نقدی نکالی کر دوبارہ بیٹھ گیا تھا۔ اور نامم بنیں کی طرف بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ رات کا ڈیڑھ بج رہا ہے۔

مگر جس وقت اس نے گھڑی کی سوئیوں کی طرف نظر کی۔ اور اس پر یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اگر لوگوں کے بیدار ہونے سے پہلے لاش کو نکال لے گا تو کام بہت جلد ہونا چاہیے۔ تو اس اتفاق پر اس سے آسمان پر کچھ ہونے آئینہ میں اپنی صورت دکھائی دی اور اس صورت کو دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو کر پیچھے کو مٹ گیا۔

”کیا سچ ہے یہ سیر قادی صورت کا عکس ہے۔ یا کوئی بے چین روح اس مقام کے قریب پھر رہی ہے۔ جہاں اس کے ماوی جسم کو بے رحمی سے کھل گیا تھا؟“

اس سیدت خیر عکس سے خوف زدہ ہو کر اس نے آئینہ کی طرف پیچھ پھری۔ مگر فرار خوف سے چہرے کو ہٹا۔ لڑکھڑایا۔ اور ضرور گرجا تا مگر اتفاقی سے اس کا ہاتھ کسی پر نہ پڑا۔ اس کے دوبارہ ٹال فہم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ کمرے کے نیم باز دروازے سے کسی انسان کا چہرہ نظر آیا۔ جو اس وقت جب اس کی نگاہ اس کی طرف پئی خود اپنے پیچھے مٹ گیا۔

سٹرٹار اضطراب کی حالت میں آٹھ گھنٹے پہلے سٹرٹار نے فریاد دیا کہ اس کے باہر کچھ۔ (پہلے کسی کی صورت سوئی کے گونگہوم کر رہی تھی) کی طرف جاتی نظر آئی۔

اس نے تھک کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ اور اسے زور سے اچھا طرف کو کھینچا۔ نشست گاہ

کا دروازہ چوڑا کر کھلا رہ گیا تھا اس لئے اس کی روشنی میں اس نے دیکھا۔ کہ یہ میرا خادم جان جیو ہے!

جس اضطراب کی وجہ سے اس بات کو فراموش کر کے انشت گاہ میں ایک مہقول کی لاش موجود ہے۔ وہ جیفریز کو گھنٹہ بھر اسی کی طرف یہ پوچھنے کو لے آیا۔ کہ تم اس طرح آدھی رات کو باس پینے کیوں پھر رہے ہو؟ کمرہ میں لاش کی موجودگی اور جیفریز کو اس لاش کے سامنے ہونے کے خطرات کا احساس اسے اس وقت ہوا۔ جب خادم نے نشست گاہ میں داخل ہو کر خوف زدہ نگاہوں سے صوفہ پر مہقول بیروٹ کی طرف دیکھا مگر اس کا چہرہ ہیبت کی وجہ سے زبردستی کمرہ کا دروازہ بند اور مقفل کر کے مشرمار فرار کرنے کو کہہ کر یہ تباہی اس وقت کسی نے

بیدار ہونے؟ اور کیا وہ ہے کہ تم اس طرح مکان کے مختلف حصوں میں پھر رہے ہو؟
 بات دراصل یہ تھی کہ جیفریز کو اس رات اوڑھ بیٹھ کے کسی آدمی کی آنکھ اٹھا رہا تھا اور اس نے وہ سارا فائدہ اٹھاتے ہوئے دروازہ پر دو بار دستک سنائی دیا۔ پہلی مرتبہ اس وقت جب وہ آئی۔ دوبارہ اس وقت جب ہیروٹ پہنچا۔ اس کے بعد جب چور دروازہ کو بند کر کے مکان چھوٹے ہوئے۔ تو جیفریز نے سوچا آخری ملاقاتی حوالہ کوئی ہو۔ مکان سے جا بھاگے۔ چور کو چلے جانے پر چونکہ اس مکان میں خاموشی رہی۔ اس لئے جیفریز کو خیال گذرا کہ مشرمار فرار ہو گیا ہے چنانچہ وہ اپنی خواب گاہ سے اس نیست سے اتر کر ایک کمرہ کی کے دروازہ کو کھڑا ہو کر اس سے اس کے چور جس وقت آئیں۔ اس راہ سے باسانی مکان کے اندر داخل ہو سکیں۔ مگر جب اس نے نشست گاہ میں روشنی دیکھی۔ تو اس نے سوچا شاید وہ پہلے سے اس مکان میں پہنچ چکا ہو۔ اور اس وقت اس کمرہ میں موجود ہیں۔ چنانچہ بڑی آہستگی کے ساتھ وہ بے پاؤں نشست گاہ کے دروازہ کے پاس پہنچا۔ مگر وہ ان کمرے ہو کر جب اس نے اپنے آئینہ کے چہرہ کا آئینہ دیکھا۔ تو اس نے اس سے نظر اٹا دیا۔ کہ وہ ایک لمحہ کے لئے حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔

"تباہی تم کس نے بیدار ہونے؟ اور کیوں مکان کے مختلف حصوں میں پھر رہے ہو؟"
 مگر اس نے پھر ایک بار اس سے پوچھا۔

"جناب بات یہ ہے۔ مجھے اوپر کچھ اسٹ سی سنائی دیا تھی۔ جیفریز نے جو اپنے باغیچے اندیشہ پیدا ہوا۔ کہ چور ہیں اس لئے میں نے کمرہ پر کھڑے ہوئے۔ مگر جناب..."
 اور اس نے الفاظ زبانی سے ان کے بغیر پر معنی اشارے لاش کی طرف دیکھا۔

سٹرٹ مارنر نے گہرا کر کہا: جیفریز آج ایک نہایت خوفناک وقوعہ بطور میں آیا ہے یہ تھا اس نے لاش کی طرف انگلی اٹھا کر کہا: نصف شب کے قریب ایک ہندوئی کام کئے لئے مجھ سے ملنے کو آئے تھے میں انہیں اس جگہ بٹھا کر اوپر روزنامہ کے کمرے میں گیا ہتا جورت وہیں آگئی ہے۔ وہاں آیا تو دو آدمی مکان سے نکلتے دکھائی دئے۔ پھر جب میں نشست مکان میں داخل ہوا۔ تو کیا دیکھا ہوں۔ کہ وہ یہ کی ایک کثیر رقم جسے میں میٹر پر کیا چھوڑ گیا تھا۔ غائب ہے۔ اور میرے دوست کی... وہ حالت ہے۔ جو تم اب دیکھ رہے ہو! خادم نے اپنے دل میں اس بیان کو بالکل صحیح سمجھا۔ مگر وہ ظاہر میں اسے ناقابل یقین جتلائے لگا۔ کیونکہ وہ ایک نہایت بد معاش لوگ تھا۔ اور اس نے سمجھا آقا پر کامل اختیار حاصل کرنے کا یہ بہت اچھا موقع ہے۔ اس کی صورت دیکھ کر سٹرٹ مارنر نے کہا: جان۔ تم بے اعتباری کے انداز سے مسکرتے ہو۔ مگر خدا شاہد ہے...

”آپ ٹھیک کہتے ہیں“ جیفریز نے اپنے سر کو خاص انداز سے ہلا کر کہا: مگر جناب... معاملہ بے ڈھب سا ہے... بہت ہی بے ڈھب ہے۔ اور لاش کو کہیں چھپایا نہ گیا تو کیا عجیب پہانسی ایک ثبوت پہنچے“

ان آخری الفاظ کو سن کر سٹرٹ مارنر سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا۔ اتنے میں جیفریز نے پھر کہا: آخراپ آپ کا ارادہ کیا ہے؟ مجھ سے اگر کچھ امداد ہو سکتی ہو۔ تو حاضر ہوں۔ مگر جلد ہی کچھ عمل د کا ہو چلا ہے... ”لوں میں جانتا ہوں“ سٹرٹ مارنر نے قطع کلام کر کے کہا: مگراف!... میں دیوانہ ہوا جانا ہوں... میرے دماغ میں چکر رہے ہیں! الہی میں کیا کروں! کس سے مشورہ لوں! جان تم کیا رائے دیتے ہو؟ کیا تم وفادار رہو گے؟ کیا تم اس راز کو محفوظ رکھ سکو گے؟ میں اس کے لئے مقتول انعام دینے کو تیار ہوں...

جیفریز کہنے لگا: صاحب اس کا ذکر پھر کسی وقت کیا جائے گا۔ سروسٹ اس رائے کو ٹھکانے لگانے کا سوال درپیش ہے۔ جس قدر جلد ممکن ہو۔ اسے دفن کر دینا چاہئے۔ آپ ایک منٹ کو ٹھیر جائیے۔ میں اتنے اطمینان سے بھٹیل اور لائین لیکر آتا ہوں!

سٹرٹ مارنر نے کہا: ابھی بات ہے تم جاؤ۔ اور میں پانی لاکر اس قانون کو صاف کر دیتا

ہوں خوش قسمتی سے خون صوف پر نہیں گرا۔
 دو دنوں شخص... خادم و مخدوم... وہ بے پاؤں کمرہ سے باہر نکلے۔ ایک اصطبل کی طرف
 گیا۔ دوسرا بار در چھانڈ کی جانب۔
 چند منٹ کے عرصہ میں وہ پھر لاش کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے لاش کو اٹھا کر پتیلی
 میں ڈالا۔ اور اسے اصطبل کی طرف لے چلے۔

جان جیفریز چونکہ ایک بچتہ کار بہداشت تھا۔ اس نے اس موقع پر کبھی ہراس کا اظہار نہ کیا اور
 اپنے اوسان بحال رہ کر برائی اختیار اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہنے لگا یہ صاحب آپ
 جاکر قالین کو صاف کیجئے۔ میں اتنے باغیچہ میں ایک کلمہ کہہ دیتا ہوں۔
 مشر مارنر ڈاکا حکم پا کر نشہ تگاہ کی طرف گیا۔ اور وہاں اس سے جہانک ممکن
 تھا۔ اس نے قالین کا خون صاف کیا۔ اس کے بعد اس نے الماری سے ارغوانی پورٹ شراب
 کی ایک بوتل نکال کر اسے اس مقام پر توڑ دیا۔ جہاں خون گرا تھا۔ اور اس کے ٹوٹے ہوئے
 ٹکڑوں کو بھی وہیں پڑا رہنے دیا۔ تاکہ دیکھنے والے کو معلوم ہو۔ شراب کی بوتل اتفاقاً طور
 پر اس جگہ گر کر ٹوٹ گئی ہے۔

اس کام میں اس کو نصف گنبد کے قریب عرف ہو گیا۔ اور جب مشر مارنر اس سے
 ناراض ہوا تو اسکا کافی دلچسپی ہو چکی تھی۔ پھر وہ باغ کی طرف گیا۔ جہاں جیفریز مقتول امیر کی
 قبر کیود نے میں بڑی سہرگرمی سے مصروف تھا۔ جب لوگ تک گیا۔ تو آقا نے اس کا ہاتھ
 بٹایا۔ اور چونکہ زمین زلزلہ سخت نہ تھی۔ اس لئے سارا کام ایک گھنٹہ کے عرصہ میں مکمل ہو گیا
 لاش کو گڑھے میں اتار کر اوپر مٹی ڈال دی گئی۔ اور دونوں ٹکڑی کی ہر ایک تہ کو اپنے پاؤں
 سے اچھی طرح دبا دیا۔

اس کام سے تپ کر مشر مارنر اور جیفریز دونوں مکان میں داخل ہوئے۔ مگر ایک دوسرے
 سے علیحدہ ہونے سے پیشتر اول الذکر نے دلی زبان میں کہا میں پھر تاکہ بد کرتا ہوں۔ اس
 راز کو اپنے دل میں محفوظ رکھنا۔ میں نہیں مقتول انعام دوں گا۔ سہ دست یہ لے لو
 آنا کہ بد کرتا ہوں۔ اپوڈ... یعنی اس رقم کا بڑا حصہ جو مقتول امیر کی جیب سے نکلی تھی
 جیفریز کے ہاتھ میں دے دئے۔

خادم نے حیرانہ انداز سے روپیہ کو ہاتھ میں لیکر جیب میں ڈال لیا۔ جہاں اس سے

پہلے وہ بیرونٹ کی انگوٹھیاں اور گھڑی بھی ڈال چکا تھا۔ کوئی کہ جس وقت مسٹر مارنر قالین کو صاف کر رہا تھا تو نوکر نے یہ چیزیں لاش سے انارٹی تھیں۔ خود مسٹر مارنر نے ان چیزوں کو اس خیال سے نہیں آمارا تاہم اگر انہیں کسی نے میرے پاس دیکھ لیا تو ضرور مجھ پر قتل کا شبہ پیدا ہو جائے گا۔ رد پید لیکر نوکر نے کہا: آپ تسلی رکھیں میں اپنا قصہ سناؤں گا کہ میں ہوں۔ اس کے بعد آقا اور نوکر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ساول الذکر اس خواب گاہ کی طرف چلا۔ جہاں اسے ہرگز غیب نہ آسکتی تھی۔ اور آخر الذکر اپنے کمہ کی جانب جہاں وہ بیت در بیکریوں اتفاقاً طور پر دولت ملتا تھا نے کے خیال سے خوش ہوتا رہا۔

اور سرسری کوڑھی با۔۔۔
 تنگ و تنگ کچھ لکھنؤ کے بے رحم وار سے ہلاک ہو کر وہ ادباً نفس پرست اور بے اصولی امیر سے مرنے سے پہلے قویہ و کست غفار کا وقت بھی نہ ملا ایسی داکھی سینہ سو رہا تھا جس سے بھی کوئی کو خواب بیدار نہیں ہوا

لیڈی ہیٹ فیلڈ کے راز کا انکشاف

پہلی جلد

جس روز وہ واقعات بن کا ذکر سطور بالا میں کیا گیا ہے نظم و ترتیب سے اس کے دوسرے دن سے پہلے کوئی جگہ کا وقت تھا اور ادا آف ایٹیکم اور لیڈی جارجیانہ ہیٹ فیلڈ دونوں آخر الذکر کے مکان کی نشست گاہ میں بیٹھے تھے۔

اگرچہ شب گزشتہ کو نام رین شامراؤنٹیکب سمجھ کی سرورڈی گریس کی بند گاہ سے امداد تھیں امریکہ کی طرف روانہ کر کے سرورڈی ٹیٹا ادا تھیں سمیت فرانس سے واپس گیا تھا۔ پیرس میں بیٹھوڑ اور مارکی شادی ہو چکی تھی۔ اس میں بات کے ثبوت کے طور پر کہ میں نے اپنے داماد کے قصہ مصاف کر دیا ہے۔ اور میں پھر امر کو اپنی بیٹی سمجھنے لگا ہوں سرورڈی ٹیٹا نے اسے چلتے وقت دس ہزار پونڈ کی رقم دی تھی۔

ارل نے یہ ساری تفصیلات لیڈی ہیٹ فیلڈ سے بیان کر دی تھیں اصدانہیں پوری دیکھی کے ساتھ منتفی رہی تھی۔

مسٹر کلیم جارجی ریکر نو جوان امیر نے کہا: جلد جیانہ میں عنقریب بڑی ٹیٹا اور

کی دختر سے تہدی ملاقات کا انتظام کروں گا۔ تم دیکھو گی مسٹر ڈینا کتنے بااخلاق اور عالم شخص ہیں اور ان کی بیٹی کتنی ہی اتنی ہی ملنسار اور شریف الطبع ہے۔ جتنا ایک ایسی شخص کی دختر کو ہونا چاہیے۔“

”آر قمر“ لیڈی ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ کیونکہ اب دونوں ایک دوسرے کو بہن بھائی سمجھ کر بے تکلفانہ گفتگو کیا کرتے تھے۔ معاف کرنا۔ میں سر دست تمہارے ان نئے دوستوں سے متعرف ملاقات حاصل کرنا نہیں چاہتی۔“

دل متعجب اور پریشان نظر آنے لگا۔ اور ملائیت آمیز فہمائش کے لہجہ میں بولا۔ ”جارجیانہ کیا یہ ممکن ہے۔ تمہارے دل میں بھی اس قسم کے مضحکہ خیز تعصبانہ خیالات موجود ہیں۔ جو ایک قابل قدر قوم کے صاحب منزلت افراد کی نسبت صرف جہلا اور تنگ خیال لوگوں کو ہی زیبائے ہیں۔“

اسے یہ معلوم کر کے اطمینان ہو گیا کہ ہم نے یہودیوں کے خلاف لوگوں کے قدیم غیر منصفانہ خیالات کی تردید کی جو کوشش کی تھی۔ وہ دلائل ثابت نہیں ہوئی۔ چنانچہ فسانہ لندن کے اس سلسلہ کے صفحہ ۵۵۱ پر ہم نے اس قسم کے حملوں کی تردید و تحقیق میں جو کلمات لکھے تھے۔ انہیں سب یہودی اخبارات نے نقل کر لیے ہیں اور مضامین کے کئی اخباروں نے بھی انہیں اپنے کالموں میں مستقل کرنے کی عزت بخشی ہے۔ مسالہ چمبرز ایڈیٹر گزٹ (سلسلہ جدید) کے نمبر ۱۳۴ میں ہمارے فقرات کو نقل کر کے اس قابل قدر پروجے کے میزبان نے اپنی رائے کے طور پر یہ اضافہ کیا ہے کہ ”اس قوم کی اس مردانہ دارحایت کے ساتھ جس کی نسبت بے رحمانہ طریق پر مغالطہ پیدا کیا جا رہا ہے۔ ہمارا کمال اتفاق رائے ہے۔“

پروچ پچھے تو اس۔ دشمنی کے زمانہ میں عیسائیوں کے اذیت یہودیوں کے خلاف من حیث القوم اس قدر تعصب یہود دیکھ کر دل میں سخت رنج کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اور ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ انگلستان میں باوجود اس کی عظیم تمدنی ترقیوں کے یہودیوں کے خلاف اب تک بعض ایسی پابندیاں عاید ہیں جو اور ممالک میں نہیں پائی جاتیں۔ ہمارے یہاں دارالسلام میں کوئی یہودی غیر شہرست حاصل کرے۔ تو سائے کلیسا میں سستی پیدا ہو جائے۔ (یہ اعتراض نہ مانہ موجود ہیں بالکل دور ہو چکا ہے۔ کیونکہ وزیر ہند مسٹر انگریج یہودی نسل سے ہیں۔ اور لارڈ کیسٹنفلڈ جو پیشتر انگلستان کے وزیر اعظم رہ چکے ہیں وہ بھی یہودی تھے۔ ترجمہ) مگر فرانس کے ایوان نیابت میں کئی یہودی اراکین موجود ہیں۔ فاضل سلطان نہایت منصفانہ طریق پر یہودیوں کی نسبت کہا کرتا تھا۔ ”تم لاکھ کہہ یہودی ایک ملعون قوم ہیں مگر اس میں شک نہیں۔ وہ جہاں جاؤں ترقی کرتے ہیں۔ وہ بڑے بڑے امرا اور دایان ریاست کو مالی امداد دیتے ہیں۔ ان میں کمی کوئی گندہ نہیں دیکھا گیا۔ اتفاق کی ان میں بہترین شان نظر آتی ہے رمان سے نفرت کا سوال۔ سو بے خیال میں عیسائی بھی ایک دوسرے سے کچھ کم نفرت نہیں کرتے۔“

”نہیں۔ بالکل نہیں۔“ بڈی سیٹ فیلڈ نے کہا۔ ”میں نے یہودیوں کی نسبت بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ اور میں جانتی ہوں۔ ان کے ساتھ عیسائیوں کا سلوک بہت غیر منصفانہ ہے۔ اس لئے اگر حضرت یہ نہ سمجھو میرے دل میں ان کے خلاف کسی طرح کا تعصب ہے۔ کیونکہ میں ایسے تنگ خیالت اور غیر فیاضانہ رویہ کو سخت ناپسند کرتی ہوں۔“

دل کہنے لگا۔ ”مجھے تمہاری زبان سے یہ کلمت سن کر بہت خوشی ہوئی۔ فرانس کے زمانہ اقامت میں مجھے خاندان مڈینا کے عادات و رسمائل کی بدولت یہودیوں کی فطرت سے اپنی

(بقیہ حاشیہ ص ۸۸۳) ایک نہایت افسوسناک امر ہے کہ کئی زمانہ پہلے بہت سے مذہبی حلقوں میں یہودیوں کے خلاف مذہب اور غلط فہمی پیدا کی جا رہی ہے۔ چنانچہ ہسپانیہ کے ایک مصنف نے جو اپنے آپ کو علم المذاہب کا محقق ظاہر کرتا ہے۔ یہودیوں کے خلاف حسب ذیل رنجہ اعتراضات وارد کئے ہیں۔ (۱) یہودی قوم نے ہمارے خداوند مسیح کے ساتھ خدا دارانہ سلوک کیا تھا۔ آج تک ان میں سے ہر سال ۳۰ غذاری کے جرم میں سزا پاتے ہیں (۲) یہودیوں کی قوم نے ہمارے خداوند کو باغ میں پڑھا تھا۔ اس لئے وہ جس چیز کی بھی کاشت کریں۔ سبج ثابت ہوتی ہے۔ ان کی قبروں پر بھی کبھی ویدیک نہیں ہوتی (۳) قبیلہ غدا کے لوگوں نے خداوند مسیح کو کانٹوں کا تاج پہنایا۔ ۲۵۔ مارچ کو ہر سال ان کے جسم پر گہرے اور تکلیف دہ زخم نمودار ہو جاتے ہیں (۴) عشر کی قوم نے یسوع کا ماتہ کاٹا۔ اس لئے ان کا دایاں ماتہ بائیں سے ایک تفصیلی کے برابر چھوٹا ہوتا ہے (۵) لغتانی قوم نے مسیح کو سدروں کے گاہے کا لٹھ دیا۔ اس وقت سے ان کی تمام اولاد کے دانت سدروں کی طرح آگے کو نکلتے رہتے ہیں (۶) مناسہ قوم نے کہا۔ اس کا خون ہم پر اور ہمارے بچوں پر ہو۔ اس وقت سے ہر نئے بائبل کو ان کے بن بن برغلی داغ اور پھوٹے نمودار ہوتے ہیں (۷) انھوں کی قوم نے ہمارے خداوند مسیح کو صلیب پر لٹکا کر پھینک دیا۔ اس لئے ۲۵ مارچ کو ہمارے خداوند خفاک زخم ان کے ماتھوں اور پاؤں پر نمودار ہوتے ہیں (۸) لوی کی قوم نے مسیح پر تھوکا۔ اب تک یہودیوں کے تھوک کو ان کے منہ پر گر اتی ہے۔ اور ان کے چہرے ہمیشہ غلاخت سے بھرے رہتے ہیں (۹) اسراہیل کی قوم نے مسیح کو مزارات لگائیں۔ ۲۵۔ مارچ کو ان کے شانوں سے ضرور رخنہ بہنے لگتا ہے (۱۰) یہودیوں کی قوم نے مسیح کے کپڑوں کے لئے قرعہ منڈاری کی اسی تاریخ کو ان کے ماتھوں پر زخم نمودار ہو جاتے ہیں (۱۱) یسوع کی قوم نے یسوع کو صلیب پر لٹکانے کے لئے مسیحیں تیار کیں۔ اور اس کی تکلیف دو بالا کرنے کے لئے ان کے سرے کند کر دیے۔ اس لئے ان کے ماتھوں اور پاؤں پر زخم اور رخنہ نمودار ہوتا ہے (۱۲) بنجین کی قوم نے یسوع کو سر کر دیا۔ ان سب کی آنکھوں میں تکلیف پہنچتی ہے۔ اور ان کے منہ میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ ۲۵۔ مارچ کی عمر کے بعد ہر ایک یہودی کی یہ حالت ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک عورت نے بھی کہا تھا کہ مسیح کو صلیب کرنے کی بنجین تیر نہ بنائی جائیں۔

طرح خبردار ہونے کا موقع ملا ہے۔ اور میرا عقیدہ اب یہ ہے کہ من حیث القوم یہودی لوگ بھی اتنے ہی فیاض، بخیر اور نیک دل ہوتے ہیں جیسے مسلمان۔ مگر ذکر مسٹر ڈی ڈینا اور ان کی دختر استمر سے تمہاری ملاقات کا تھا۔ تمہارا ان کے سامنے جس قدر ذکر آیا۔ اس کی وجہ سے وہ اس بات کے خواہشمند ہیں کہ جلد تر تم سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کا موقع حاصل کریں۔ ان حالات میں مجھے تمہاری زبان سے یہ سن کر بہت تشویش اور تاسف ہوا ہے۔ کہ تم ان کی ملاقات کو ملتوی کرنے کی خواہاں ہو۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

بارجیانہ شرمناک کہنے لگی۔ ”آرتھر تمہارے دل سے اس خیال کو دور کرنے کے لئے کہ میں جو اب کسی نامناسب منصب پر مبنی ہے۔ مجھے اس نکاح کی وجہ کے اظہار میں تامل نہیں۔ اس کے علاوہ میں خیال کرتی ہوں کہ ان وجوہ کے ظاہر ہو جانے سے چونکہ مجھے بعض معاملات میں تمہارا مشورہ حاصل کرنے کا موقع مل سکیگا۔ اس لئے میری رائے میں ان کا تذکرہ اور بھی ضروری ہے۔ جب ہم آپس میں اس بات کا اقرار کر چکے کہ میرے بھائی اور میں تمہاری بہن ہوتی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ بہن اپنے بھائی سے ایسے معاملات کو پوشیدہ رکھے جن کا تعلق اس بھائی کی راحت سے ہو۔“

”میری راحت سے؟“ ارل نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کے لفظوں سے متعجب ہو گیا ہے۔

”ہاں آرتھر تمہاری راحت سے؟“ بارجیانہ نے دوبارہ کہا۔ اور یہ کہتے ہوئے وہ اس آہ کو جو اس کے سینہ سے نکلنے کو تھی رُٹھل دیا۔ ”دیکھو میری باتوں کو غور سے سنو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مس استمر ڈی ڈینا بہت خوبصورت۔ نہایت قابلِ طبع اور ان تمام صفات سے متصف ہے جو کسی ملکہ روزگار کے لئے ضروری سمجھی جاسکتی ہیں۔“

ارل کا دل شش و پنج کی حالت میں خوشی اور حیرت کے مشترکہ اثرات سے دھڑکنے لگا

اور اس کے منہ سے نکلا۔ ”بارجیانہ!۔۔۔“

”تمیں بالکل درست کہہ رہی ہیں۔“ لیڈی ہیٹ فیلڈ نے سلسلہ کلام کو جاری رکھ کر کہا۔ اور اس کے بعد وہ اپنے جذبات کو زیرِ اختیار رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے۔ ”اگرچہ ان جذبات

(بقیہ خاشیہ ص ۸۸۴) اسی طرح یہودیوں کے خلاف کہتے ہوئے اس منصب اور بے اصول مصنف جسٹن مارٹن نے لکھا ہے۔ ”خدا نے فرمایا تھا۔ تم ساحل بحر کی ریگ کی طرح ہوئے۔ اور ایک سے زیادہ منزل میں تم ایسے ہی ہو۔ تمہاری تعداد ساحل بحر کی ریگ کی طرح لا انتہا ہے۔ مگر تم اتنے ہی بچہ ہو۔ اور تم سے کسی کو کچھ فیض نہیں پہنچ سکتا۔“ ۱۶

کا اثر اس کی آوازیں موجود تھا۔ آہستہ آہستہ اور دردناک لہجہ میں بولی۔ آخر اس وقت کے بعد کہ تمہیں معلوم ہوا۔ کہ ہماری باہمی شادی غیر ممکن ہے۔ اور جب سے تم نے مجھے ایک بہن کی حیثیت میں دیکھنا شروع کیا ہے۔ غالب بلکہ قدرتی ہے۔ کہ تمہارے دل میں استغرضی مڈینا سے کچھ انس پیدا ہو گیا ہو۔

آخر سنجیدگی سے کہنے لگا۔ جارجیانہ اس بات کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ کہ میرا دل پہلے اول تمہاری نذر ہوا تھا۔ اگرچہ۔ افسوس! حالات ہماری شادی کی تکمیل میں ممانع ثابت ہوئے لیکن ان حالات کے باوجود وہ دل جو کبھی تمہاری آرزوں کا رفیق تھا۔ اور جس کے لئے تمہارا تصور ذریعہ راحت و تسکین تھا۔ کسی اور سرچشمہ راحت کی تلاش کے لئے بخوشی آمادہ نہیں ہو سکتا۔

لیڈی ہیٹ فیلڈ نے کہا۔ آخر میرے لئے اس خیال کو اپنے دل میں جگہ دینا غلط انصاف اور دنیا منی سے بےید ہوگا۔ کہ تم چونکہ مجھے اپنے عقد نکاح میں نہیں لا سکتے۔ اس لئے کبھی تمہیں شادی ہی نہ کرنی چاہیے۔ یہ خیال اتنا خود غرضانہ ہے کہ اگر کبھی میرے دل میں پیدا ہو تو مجھے اپنی ذات سے نفرت پیدا ہو جائے۔ پیار سے بھائی۔ میری سچی آرزو یہ ہے کہ تم پہلو پھولو اور خوش اور آباد رہو۔ اور میں سمجھتی ہوں اس راحت کی تکمیل میں استغرضی مڈینا تمہاری بہترین معاون ثابت ہوگی۔ دیکھو۔ تم مجھے روکنے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ میں اس وقت ایک بہن کی حیثیت میں شروع کر رہی ہوں۔ اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ تم کسی اور سے اتنی محبت نہیں کر سکتے۔ جتنی محبت تمہیں مجھ سے تھی۔۔۔ اگرچہ میں اتنی خود پسند نہیں ہوں۔ کہ اس خیال کو دل میں جگہ دوں۔۔۔ لیکن بغرض محال ایسا ہو بھی۔ تو اس کے باوجود تم اس جذبہ عشق کو جو تمہیں مجھ سے تھا۔ براہِ ادانہ محبت میں تبدیل کر کے اس حسین اور با محبت عورت سے جسے تمہاری منکوحہ ہونا نصیب ہوا۔ قدرِ شفقت۔ ملائیت اور پیار کا سلوک کر سکتے ہو۔ کہ وہ خوش رہے۔ اور اس کا مجھے یقین ہے کہ جب دو دلوں میں یہ تین باتیں موجود ہوں۔ تو تیز تر جذبہ محبت از خود پیدا ہو جاتا ہے۔ میرے نزدیک یہ امر بھی بعید از قیاس نہیں کہ وقت آئے گا جب خود استغرضی مڈینا سے تمہیں ایسی ہی محبت پیدا ہو جائے گی۔ جو کبھی مجھ سے تھی۔ کیونکہ اس خیال کو میں صرف افسانہ نویسوں کا خیال سمجھتی ہوں۔ کہ ایک ہی دل دوبار محبت نہیں کر سکتا۔ نفرت خود اس خیال کی تردید کرتی ہے۔ اور دنیاوی اور مذہبی

قانون سازوں نے بھی دوسری شادی کی اجازت دے کر یہی بات ثابت کر دی ہے اس لئے پیالے آر تھر۔ یاد رکھو۔ چوتھرہ میں نہیں دے رہی ہوں۔ وہ سراسر تمہاری راحت کے لئے ہے۔ اور وقت آئے گا جب تم اپنی زبان سے اس امر کا اعتراف کرو گے۔ کہ جار جیانہ میں اس مشورہ کے لئے شکر گزار ہوں جو تم نے مجھے دیا۔“

ارل اس نیا من منہ خاتون کو جو اس کی راحت کی تکمیل کے لئے اپنے جذبات کو دبانے کی کوشش کر رہی تھی۔ نظر احترام سے دیکھا کیا۔ ایک لمحہ بھر رک کر اس حسینہ نے پھر کہا ان حالات میں تم سبھ سکتے ہو کس لئے میں نے یہ کہا تھا کہ ٹڈینا فاندان سے میری ملاقات سروسٹ ملتی ہی رہے تو چاہے میں آخر ایک کمزور دل عورت ہوں۔ اور اگرچہ میں فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتی ہوں۔ کہ میرے سینہ میں اونے جذبات حسد کے لئے ذرا بھی گنجائش نہیں رہا میں نہیں چاہتی اس حسینہ کو تمہاری صحبت میں دیکھ کر اپنے دل کو اس خیال سے آرزو نہ ہونے کا موقعہ دوں۔ کہ اگر حالات مانع نہ آتے تو کیا ہوتا۔ اس کے علاوہ خود اس ڈی ٹڈینا سے یہ بات پوشیدہ نہ ہوگی کہ ایک بار تمہاری شادی کی قرار دیا ہو گئی تھی۔ یہ کہتے ہوئے لیڈی ہیٹ فیلڈ کے سینہ سے بے اختیار ایک آنکھی۔ اور پھر اس نے کہا۔ ”بس مناسب یہی ہوگا۔ کہ وہ اگر تم سے شادی پر رضامند ہو تو اس شادی کے بعد ہی مجھ سے ملے۔ اسے آر تھر یہی وجہ میرے انکار کی تھی۔ ورنہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہودیوں کے خلاف میرے دل میں کبھی کوئی تعصب جاگزن نہیں ہوا۔ ان کی نسبت میرے صحیح خیالات کا اندازہ تم اس بات سے کر سکتے ہو۔ کہ میں تمہیں اسی قوم کی ایک حسینہ سے شادی کا مشورہ دے رہی ہوں۔“

”عزیز بہن“ ارل آف ایٹنگھم نے پر شوق لہجہ میں کہا میں اس مشورہ اور ان نیک اور پاک خیالات کے لئے جو اس مشورہ کی تہ میں پوشیدہ ہیں۔ تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اب میں اس امر کا صاف دلی سے اعتراف کرتا ہوں۔ کہ اگر کبھی میرے دل میں کسی عورت سے اپنی قیمت وابستہ کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ تو وہ عورت اتھر ڈی ٹڈینا ہوگی۔ لیکن سروسٹ میں ایسی باتوں کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ اور نہ میں ہی جانتا ہوں کہ اگر میں نے اتھر ڈی ٹڈینا کے روبرو درخواست شادی پیش کی۔ تو وہ اسے قبول کر لے گی۔“

جار جیانہ بولی۔ ”آرتھر۔ اگر تم سے ملنے اور تمہارے خصائل سے واقف ہونے سے پیشتر اس کا دل کسی اور سے وابستہ نہیں ہو چکا تھا۔ تو میں یقینی طور پر کہہ سکتی ہوں۔ اب

اسے تہہ سے سلفہ حقیقی محبت ہوگی۔ تم نے اس پر بے شمار احسانات کئے ہیں۔ اور عدت کی حالت
مندی اس کے دل میں جذبہ محبت پیدا کرنے کا سب سے زبردست ذریعہ ہوتی ہے۔ تم نے اس
کی عزیز بہن ٹامر کو اپنی حیرت خیز تجاویز کی بدولت اسے جواب اس کا شوہر ہے وہاں اہل
سے بچا کر۔ اثر ایس سے محفوظ رکھا۔ تم نے ایک عاق شدہ لڑکی کو پھر اس کے باپ کے سایہ
عاطفت میں پہنچایا۔ اور آخر کار اس لڑکی کو منکوحہ عورت کا رتبہ دلایا۔ اور ہر قسم کی دقتوں پر
غالب آکر اس کی شادی اس مرد سے کرادی۔ جس سے اسے دلی محبت تھی۔ اور مقرر کیا یہ
باتیں امتحان کے دل پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں؟ یقیناً ہوئی ہیں۔ اور میرا یہ گمان ہرگز غلط نہیں
ہو سکتا۔ کہ وہ تمہیں فوق الغفرت ہستی سمجھ کر تمہاری پرستار ہو چکی ہے۔“

نوحہ من امیر کہنے لگا۔ ”جاہجیانہ خدا کے لئے میری تعریف کے پل نہ بانڈھو۔ کہیں ایسا
نہ ہو۔ تم مجھے حد سے زیادہ خود پسند بنا دو۔ کیونکہ تم ان چند معمولی باتوں کو جو میری طرف سے
عمل میں آئیں بغیر معمولی اہمیت دے رہی ہو۔“

بیڈی ہیٹ فیلڈ نے دلی جوش کے لہجہ میں کہا۔ ”آر تھر میں تمہاری صفات حسنہ کو ان کی اہلی
رنگت میں ہی ظاہر کر رہی ہوں۔ اور اگر میرے کلمات زیادہ تقریفی معلوم ہوتے ہیں۔ تو یہ اور
زیادہ خوشگوار ہے۔ کیونکہ ان سے تمہاری صفات کی اہمیت دو بالا ہوتی ہے۔ عام طور پر لکھا
جاتا ہے۔ کہ کامرا میں حدود درجہ کی خود غرضی سارے اختیارات حاصل کرنے کے لئے جانو ہش
چھوٹے طبقے کے لوگوں سے نفرت اور اس قسم کی قلبی سفاہت پائی جاتی ہے۔ جو مجموعی طور پر
اس طبقے کے افراد کے لئے باعث شرم و ذلت ہے۔ ان حالات میں جب ایک ایسی خود غرضی
اور بگڑائی ہوئی جماعت میں تمہارے جیسے ہم صفت موصوف شخص کی شاندار ذات بطور نشانی
نظر آئے۔ تو دنیا اس ذات خاص کی خوبیوں کو اور زیادہ شوق سے تسلیم کرنے پر آمادہ ہوتی
ہے۔ مگر ”جاہجیانہ“ نے مسکرا کر کہا۔ ”پیارے آر تھر میں اس مضمون پر اور کچھ نہیں کہنا چاہتی۔ تاکہ
ایسا نہ ہو۔ تم یہ سمجھ لو گویں چاہلو سنا ان الفاظ سے تمہیں اس نصیحت پر عمل کرنے کو آمادہ کر رہی
ہوں۔ جو میں نے تمہیں سچے دل سے کی ہے۔“

ارل کے انداز سے اظہار صراحت ہوتا تھا۔ وہ بولا۔ ”جاہجیانہ میں تمہاری اس نصیحت پر اچھی
طرح غور کرونگا۔ سردست میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔“ اور پھر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے
اس نے کہا۔ ”مجھے اپنے بھائی کا ایک اہم کام سر انجام دینا ہے۔ اور اس لئے میں

تہااری سرت بخش صحبت کا لطف کسی اور وقت پر ملوئی کرتا ہوں... مگر ہاں۔ بھائی کا ذکر آنے سے مجھے یاد آگیا۔ کہ میں نے تمہیں آج تک اس کی ایک بہترین صفت سے خبردار نہیں کیا... کیوں کیا بات ہے؟... کیا تم اس کا ذکر آنے سے ناراض ہوتی ہو؟ کیا میرا اس ذکر کو شروع کرنا تمہیں ناپسند ہے؟

”نہیں نہیں“ جارجیانہ نے جلدی سے گھبرا کر کہا۔ ”جب سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے۔ کہ وہ تہارا بھائی ہے۔ اس وقت سے میں تہاری زبانی اس کی نسبت تعریفی کلمات سن کر بہت خوش ہوتی ہوں۔“

ارل کہنے لگا۔ ”جس واقعہ کا میں ذکر کرنے لگا تھا۔ وہ اس کے بہت سے قابل تعریف افعال میں جن کا بار رفتہ رفتہ علم ہوا ہے۔ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ معلوم ہو کہ آج سے قریباً تین ماہ پیشتر اس نے عجیب و غریب حالات میں ایک چھوٹے بچہ کو اپنا مقبضہ بنایا تھا۔ بات یہ ہوئی کہ ایک غریب عورت نے احتیاج اور اثرات موسم کی وجہ سے سیون ڈائز کے ایک اٹنے قسم کے مکان میں جان دی۔ اتفاق سے ریغور ڈاس وقت اسی مکان میں تھا۔ اسے اس بچہ پر جو اس عورت کے ہمراہ مختار جم آیا۔ اور اس نے اسے اپنی حفاظت میں لے لیا بچہ حقیقت میں اس عورت کا نہیں تھا جس کا علم ایک خط سے ہوا۔ جو اس عورت کی جیب میں پایا گیا تھا۔ اس خط کو پہلے تو ان بد معاشوں نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ جنہوں نے میرے بھائی کے ساتھ سخت بد سلوکی کی۔ مگر بعد ازاں یہ خود اس کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔ اور اس نے اسے ایک شخص مسٹر ولیرنس ولیرز کو دے دیا۔ اور اسے اس خط کے معضون کی نسبت تحقیقات کرنے کی درخواست کی۔ اب میں اسی مسٹر ولیرز کی طرف وہ خط واپس لینے جا رہا ہوں۔ کیونکہ جو کچھ میں نے سنا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے۔ یہ خط کسی خطاب دار خاتون کے نام مکتوب تھا۔ اگرچہ اس کا نام خط میں کہیں درج نہیں۔ مگر حقیقت وہ غریب عورت جس کا نام ساوا وائس تھا...“

”ساوا وائس! ایڈیٹیوٹ فینٹ نے چرچ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے خوشنما چہرہ پر مسرت کی ایسی ندرت چھا گئی۔

”ہاں یہی اس عورت کا نام تھا... مگر جارجیانہ... کیا تم بیمار ہو؟“ اور یہ کہتے ہوئے ارل اس حسینہ کو جو کرسی سے گرنے لگی تھی۔ باروؤں میں سنبھالنے کے لئے

آگے بڑھا۔

وہ اسے کرسی سے اٹھا کر صوفہ کی طرف لے گیا۔ لیکن وہاں پہنچ کر بھی وہ تھوڑی دیر بالکل بے حس و حرکت رہی۔ وہ اس کی خادمہ کو بلانے کو مٹا۔ کہ اس نے اپنی خوشنما آنکھیں کھول دیں۔ اور پھر وحشت آمیز نظروں سے کمرہ کے اندر ادھر ادھر دیکھ کر صغراب کے لہجہ میں کہنے لگی: ”کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں۔ میری طبیعت جلدی ہی بحال ہو جائے گی۔۔۔ آ رہی تھیں۔۔۔ ابھی مجھے جھوڑ کر نہ جاؤ۔ میں نے تمہیں بہت سی باتیں بتائی ہیں۔“

ارل اس غیر معمولی اثر کو دیکھ کر جو اس کے الفاظ سے لیڈی ہیٹ فیلڈ پر ہوا تھا رستہ بے رنجیہ اور اس راز کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ کہ ایک گناہ عورت کے ذکر نے لیڈی ہیٹ فیلڈ جیسی عالی قدر خاتون کے مزاج میں اتنی برہمی کیوں پیدا کر دی۔ بہت دیر تک وہ اسکی صدمہ کو حیرت اور پریشانی کے ساتھ دیکھتا رہا۔

آئینہ کار اس حسینہ کے رخساروں پر چھ سرخی کی جھلک نمودار ہوئی۔ بجال ہوتی ہوئی طاقت کے زیر اثر وہ اٹھ کھڑی ہو کر بیٹھ گئی۔ اور امیر موصون کو پاس ہی ایک کرسی پر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

”آئیں“ اس نے ارل آف الینگھم سے مخاطب ہو کر کہنا شروع کیا۔ ”ایک بہن کی حیثیت میں میرا فرض تھا کہ وہ ایک رازم سے پوشیدہ نہ رکھتی۔ مگر انکس میں اپنی بے عزتی کی داستان تمہارے سامنے بیان کرتی ہوئی سناقتی تھی۔ تم جو ایک فیاض اور نیک دل آدمی ہو۔ اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ ایسے معاملات کا ذکر عورت کے لئے کتنا بربدہ ہوتا ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ اس بے عزتی کا فاعل وہ شخص تھا جس کا تم سے اتنا قریبی رشتہ ہے۔“

”اوہ! کیا یہ ممکن ہے؟“ ارل نے جس کے دل میں بیکایک کچھ خیال پیدا ہو گیا تھا زور سے کہا۔ ”کیا یہ ممکن ہے کہ وہ کچھ... وہ رٹا کا جسے ریفریوڈ نے اپنا متین بنایا اور اصل...

”وہ دراصل میرا ہی بچہ ہے۔“ جارجیانے نایو ساناہ انداز سے کہا۔ اور اس کے بعد اپنا چہرہ دونوں ماتحتوں سے چھپا کر اس نے ناز ناز رونما شروع کر دیا۔

ارل آف ایٹنگھم اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سخت اضطراب کی حالت میں

کے اندر دھوا دھیر پہننے لگا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا اس اطلاق نے اس کے قلب پر گہرا اثر کیا ہے۔
ہائے افسوس! جابر جیسا خیر کتنا ظلم... کتنا سخت ظلم ہوا... اور وہ اس شخص کی طرف
سے جس کا ارل... قریبی رشتہ دار تھا!

ٹام رین... لے ٹام رین! یقیناً یہ تیری زندگی کا سیاہ ترین واقعہ تھا!
اس قسم کے خیالات بہت دیر تک ارل کے دل میں اٹھنے لگے۔ لڑی ہیٹ فیلڈ
کو تلخ آنسو بہاتے دیکھ کر اس کا اپنا سینہ ٹنگا ہوا جاتا تھا اور طبیعت بچہ مضطرب تھی۔

ایک عرصہ کے بعد آخر کار اس حسینہ نے بدقت اپنے جذبات پر قابو حاصل کیا اور کہنے
لگی "آج جو کچھ ہوا... اسے میں تمہاری خاطر دل سے معاف کر چکی ہوں۔ اگرچہ اس سے
کئی میرے امکان سے باہر ہے کیونکہ محافظہ کا اثر غیر فانی ہے۔ مگر وہ بچہ... وہ (میں) جس
کا تم ذکر کر رہے تھے... وہ حقیقت میں اب اپنے باپ ہی کی حفاظت میں ہے۔ یہ بھی خدا کی
حکمت تھی کہ وہ طرح طرح کے انقلابات سے گزر کر اس کے ہاتھوں تک پہنچا۔"

وہ رک گئی۔ اور اس نے بدقت ان سبکیوں پر قابو حاصل کیا۔ جو اس کے سینہ میں چلنے
پیدا کر رہی تھیں۔

دراذیر بعد اس نے پھر افسردہ اور دردناک لہجہ میں کہا "آر تھر شاید تم مجھے ایک بڑے رحم
اور سنگدل ماں خیال کرو کہ میں نے اس طرح اپنے بچہ کو غیر کے حوالہ کر دیا۔ مگر میں درخواست
کرتی ہوں۔ مجھے قصہ وار قرار دینے سے پہلے معاملہ کے ہر پہلو کو اچھی طرح سوچ لو۔ میں نصف
شب کے وقت ایک دیہاتی مکان میں جس کے پاس کوئی آبادی نہ تھی۔ بالکل تنہا تھی۔ ایک
مرد رات کے وقت اس مکان میں حشر ہوا۔ اور میرے کمرہ میں پہنچا... اس نے میری

تنہائی سے فائدہ اٹھایا... ہائے افسوس! میں کس لئے اس دولت اور نعمت کے بھر پور
رہی میری طرف سے نہایت سخت معاہدہ ہوا۔ مگر اس ظالم نے جو ریفریوڈ کے سوا دوسرا نہ تھا
مجھ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ معاف کرنا اس واقعہ کو یاد کر کے میرے منہ سے ہمارے بچائی کی نسبت
سخت الفاظ نکل رہے ہیں۔ مگر انسان کا تحمل اور بردباری اس وقت ہرگز قائم نہیں رہ سکتی۔
جب خوفناک یاد کے بادل غیر معمولی تیزی سے روح انسانی پر حاوی ہوتے جا رہے ہوں۔
وہ پہر ایک بار رک گئی۔ اور ارل لہجہ خاموش رہا۔ وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا اسے اپنے

بھائی کو خط کے ذریعہ دے دوں گا یا کیا میں اسے اس بارہ میں لاعلم ہی رہنے دوں کہ اس نے
اسے ہی بیٹے کو اپنا مستقبیل بنایا ہے گا

یہ ہی بیٹے کیلئے سخت پریشان ہو کر اور شش و پنج کی حالت میں بڑا کر کہنے لگی "اے
اس کا علم نہیں کہ اس خوفناک واقعہ کا یہ انجام ہوا اور اسے یہ علم ہو بھی کیونکر سکتا تھا کیونکہ
اس رات کے بعد وہ دوبارہ بھیگے ہوئے لوگوں کے ساتھ اس وقت ہی ملا تھا جب اس نے میری مغزی
نگارنی کو روکا۔ اگرچہ اس وقت بھی میں نے اس کی صورت کو نہیں پہچانا۔ صبح ہو چھو تو میں
نے اس کی صورت دوسری بار دیکھ کر اس کی عدالت ہی میں دیکھی تھی۔"

ارل نے کہا "مجھے اس کا پورا یقین ہے کہ وہ فیروزہ کو تمہارے بطن سے اس بچہ کی
ولادت کا ذرا بھی علم نہیں۔ جا رہی نہ میں بیان نہیں کر سکتا میرا بھائی اپنی زندگی کے اس ایک
سانچے سے کتنا ہشیمان ہے۔ جب میں اس کے پاس پیرس میں تھا۔ تو ایک رات اس واقعہ
کا ذکر آیا۔ اور اس کی آنکھوں سے دیر تک آنسوؤں کی چھڑی بندھی رہی۔ اس کی
ہشیمانی حقیقی تھی۔ مگر نہیں۔ ارل نے یکایک رک کر کہا "جو کچھ اس نے کیا اس کے بعد غیبر
ملک ہے کہ تم اسے معاف کر دو۔"

جا رہی نہ میں مگر استقلال آئینہ لہجہ میں کہا "آر تھر میں اسے تمہاری خاطر موت
کرنی ہوگی۔" ہاں مگر سوال اس بچہ کا تھا۔ اس کی نسبت میرا فیصلہ یہی ہے کہ اسے تباہ کر دیا جائے
وہ اپنے باپ ہی کے ذریعہ حفاظت ہے اور اس کے باپ کو یہی خبر دار کر دیا جائے کہ تم نے
اپنے ہی بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ ذرا کے قریب کو یہی حکمت منظور تھی کہ
یہ تھا غلط ہو گا کہ باپ سے اپنی غلطی اتفاق طور پر ہوا۔ پھر وہ نوجوان امیر کا لڑکا
ہو گا جس نے بیکر کہنے لگی "آر تھر میری طرف سے اجازت ہے کہ تم میرے حالات کو دیکھ کر فیروزہ کو
پاس بھیج دو۔ اسے یہ لکھا غیر ضروری ہو گا کہ اس بچہ سے ہر ذی کا منہ کھانا۔ یہ نکتہ خود
بارہ اس کی فطرت کی تعریف کر چکے ہو۔ اس کے باوجود یہ جانتی ہو کہ فطرت
میں صورت اس کی نگاہیں خجی کہ کہ نہایت لطیف ہو سکتے ہیں میں کہا کہ اس کے بارے میں اجازت اس
کے سینہ میں جوش رکھتا ہے۔ میں جانتی ہو کہ تم اپنے بھائی کو تیار کر دو۔ وہ اس بچہ کی
پرورش کے لئے لازمی ہوا ہے کہ وہ کسی کی اور شرافت کے حامل ہو۔ بڑی زندگی میں اس کے قابل ہو۔
ارل نے جواب دیا "اس بارہ میں تمہاری ہدایت پر اور وہ یہ طور سے عمل کیا جائے گا۔"

لیکن میں یہ بھی تسلیم کر چاہتا ہوں کہ تم اس بارہ میں کسی اندیشے کو دل میں چلبہ نہ دو کیونکہ یہ غیر ممکن ہے۔ ریفرڈ اپنے بچے کو برائے کی راہ پر ڈالے۔ اس کے مزاج میں عظیم تبدیلی پیدا ہو چکی ہے اور میں یقین کرتا ہوں وہ ایک نیک آدمی بن کر خوشی اور اقبال کی زندگی بسر کرے گا۔

اس کے بعد جب نوجوان امیر لیدی ہریٹ فیلڈ سے رخصت ہوا تو اس خاتون کے سینہ میں طبع طرح کے دردناک جذبات پیدا ہو رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسے آدھ سے بھر محبت تھی۔ اور اس نے اپنی طبیعت پر سخت ہی جبر کر کے فیاضی اور استغاری کے ساتھ اس کو حسین چودن کے ساتھ شادی کرینکا مشورہ دیا تھا۔

اور جس وقت ارل اپنے مکان واقع پال مال کی طرف لوٹا۔ جہاں وہ تنہائی میں بیٹھ کر ریفرڈ کے نام ایک خط لکھنا چاہتا تھا۔ جو فرضی نام سے ٹامہ۔ جلیک سمیت اور چارلی سمیت اطلاع متحدہ امریکہ کو روانہ ہو چکا تھا۔ تو اس نے اس طویل اور حیرت خیز گفتگو کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا جو رادیر پیتھ اس کے اور لیدی ہریٹ فیلڈ کے درمیان ہوئی تھی۔ اس غور فکر کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ حسین استھ کے تصور کو پہلے سے زیادہ غور سے سمجھنے لگا۔ اب اس کے دل میں اس حسینہ کی نسبت تہہ تیغ ہڈی بھرا ہوا جذبہ محبت پیدا ہو رہا تھا۔

نرپرست باب اور ریاکار خاتون

باب ۸۰

جس وقت وہ نظارہ جس کا ذکر گذشتہ باب میں آیا گیا ہے۔ لیدی ہریٹ فیلڈ کے مکان میں

بکاؤلی میں پیش آ رہا تھا بعض اور اہم واقعات کا نظارہ ایک اور مقام پر ہوا۔

سٹرینگس بیچنے مکان کی نشست جگہ میں طبع طرح کے اندیشوں کا شکار بنی بیٹھی تھی۔

شب گذشتہ کو سر جیمز کورنی اس سے یہ کہہ کر رخصت ہوا تھا کہ میں سٹر مارن کو روناؤ کے

تزارک اطلاع دینے جاتا ہوں اور اچھے سے اس بارہ میں مشورہ دوں گا کہ ہمیں اس بارہ کے شہنشاہ کے

کاروبار کو کسی احتیاطی عمل میں لانا چاہیے کیونکہ امراتہ یہ ہے کہ وہ سٹر بیچنے والی اور سر

نری کو قتل کی پانچ سو روپے کی بھاری ہونٹ کے بدلہ خود شہنشاہ سے رخصت ہونے کی بات بیرونٹ نے

اس سے اس بارے میں عرض کیا تھا کہ میں علی الصبح آ کر تم سے اس طافہ کے

سادہ کیفیت بیان کروں گا۔ جو سٹرڈرزن کے ساتھ ہوگی۔ مگر صبح خود گئی۔ وہ پہر ڈھلنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ پہر کا ایک بج گیا۔ مگر سرسری کوٹنی نے نہ واپس آنا تھا نہ کیا۔

وہ سوچتی تھی۔ اس سٹرڈرزن کے غریبی کا مطلب کیا ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی ناگوار واقعہ ظہور میں آیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ وہ اپنے گھر سے غائب ہو گیا ہو؟ اور سرسری کوٹنی نے اس کے راز کے خوف سے کیپٹن کو گزار ہو گیا؟

سرسری کوٹنی کے لئے شش بج کی یہ حالت بہت خوفناک... بہت ہی خوفناک تھی۔ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کا ضمیر خطا دار ہو تو وہ حقیر سے اندیشوں کو عظیم ترین خطرات کی صورت میں پیش کرنے لگتا ہے۔ یہی حالت اس وقت سرسری کوٹنی کی تھی۔

آتش دان برد رکھی ہوئی خوشنما گھڑی کی طرف اس نے ان چند گھنٹوں کے عرصہ میں کم از کم سو بار دیکھا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا اور سرسری کوٹنی نے اس کی بہ چینی میں اور ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ آخر کار اس نے اس قسم کے مصیبتی اضطراب کی حد تک خستہ پایا کر ل۔ جو اس کے لئے ناقابل برداشت تھا۔

اس جذبہ اضطراب کے زیر اثر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر دوسرے کمرہ میں گئی۔ لباس تبدیل کیا اور خادم سے کہہ کر اگر سرسری کوٹنی میرے بعد میں تو انہیں نہیں بھٹانا۔ وہ مکان سے نکل کر ریب ہی گاڑیوں کے اوڑے کیپٹن روانہ ہوئی۔ ادوا ایک کرایہ کی گاڑی لے کر گاڑیاں سے ٹارنر کا بیج کیپٹن چلنے کو کہا۔

اس بات سے لاپرواہ ہو کر شاید وہاں روزانہ سے سامنا ہو جائے۔ اس نے اس مکان کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اگرچہ اس بارہ میں اسے شک تھا کہ معلوم لڑکی اپنے مکان کی طرف واپس گئی ہوگی۔ اسے اس گفتگو کی تفصیلی کیفیت یاد نہ تھی۔ جو اس کے اور سرسری کوٹنی کے درمیان ہوئی۔ اور جسے روزانہ سننے میں تھا۔ اس لئے وہ سمجھتی تھی۔ شاید ہماری گفتگو میں سٹرڈرزن کی شرکت کا ذکر نہ کیا جائے۔ اور اس کی وجہ سے یہ تعجب لڑکی اپنے باپ کے مکان کی طرف نہ گئی۔

گاڑی جو کچھ معمولی تیری کے ساتھ نہیں چلتی تھی اور لندن کے حصہ ویشٹ اینڈ اور ٹارنر کا بیج کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ اس لئے سرسری کوٹنی کو راستے میں اس حقیقی اور فرضی اضطراب پر غور کرنے کا کافی موقع ملا۔ جو اس کے سامنے پیش پیش تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ اس کی حالت قابلِ رشک نہ تھی نہ تکیہ ایسی حالت کسی سزا ہے
 موت پائے ہوئے مجرم کے لئے قابلِ رشک نہ تھی۔ جیسے فردی موت کا خطہ لگا ہوا
 ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ دنیا پر کی آفات اس کے خلاف تھیں۔ ایک تو خود حادثہ
 اور یہ امر کہ اسے خود تشویش انگیز چیزیں اس لئے کہ اس کے آستانہ اس تجویز کو
 رد کر دیا تھا۔ اس کے مطابق وہ دوسری چیز سو فہ کاٹ کا روپ لیا جاسکتی تھی۔ پھر روزِ آخر
 کا معاملہ جس کی زبان سے نکلا ہوا ایک لفظ منسکب کی رہا۔ اس کی نقاب کشائی کر کا فی تھا
 جس کے بعد دیا گئے اس کے اصل خوفناک روپ میں دیکھ لیتے۔ تیسری تشویش میرٹھ کے
 بیکار عدم پتہ ہونے کی جس کے متعلق وہ طرح طرح کے خیالات دیتا تھا۔ اور سب سے بڑی
 پریشانی اس بارہ میں کہ اگر سرسہری بیچ بیچ کر مر گیا۔ تو میرا کیا ہوگا؟ میری حالت اس کے
 بغیر بوجہ انتہا انوسناک ہو جائیگی۔

یہ تمام خیالات اس کے گہنگا رول میں طوفانِ اضطراب پیدا کر رہے تھے جب تک جس
 وقت گاڑی مارنر کا بیچ کے سامنے رکی۔ اور گاڑی بیان نہ اتار کر کھڑکی کھولی۔ تو سرسلنگی اس
 کے سامنے بھی اپنا اضطراب نہ چھپا سکی۔

حسن اتفاق سے مارنر مکان ہی پر تھا۔ فادیم جعفریہ سرسلنگی کو یکایک نشانہ
 میں پہنچا۔ جہاں شب گذشتہ کو اس گہنگا ر عورت کا آتش قتل ہو چکا تھا۔
 روزِ آئند نے اپنی خوابگاہ کی کھڑکی سے قابلِ نفرت عورت کو گھڑی سے اترتے دیکھا
 تھا۔ وہ حیران تھا۔ یہ کس لئے یہاں آئی ہے؟

جیسا کہ ہم بیان کیا۔ مارنر کی علاقہ سرسلنگی کے ساتھ اسی گھر میں ہوئی جہاں
 شب گذشتہ کا اتنا کھٹکھٹاؤ تھا اور یہ بھی موقع تھا کہ اس گہنگا ر جوڑے کی باہمی ملاقات
 ہو۔

ہر چند کہ مارنر سچا سے خود نہایت بُرا آدمی تھا۔ تاہم اس عورت کو دیکھ کر جس کی فہرہ
 محسوسیت اور غریب پرستی کی تریں خوفناک لڑکائی اور جس کے سینہ میں مسیحاہ ترین قلب
 پوشیدہ تھا۔ وہ بھی نفرت اور حسدات محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا۔ اس نے سرسلنگی
 کے ساتھ تسکینی اور سہلاک کے ساتھ پیش رفت کی۔ اس کی خوشنودی کے سوا جو اس کا
 انداز مسرور چہرہ اور فہرہ پرستی ہی کا رہا۔ میرے سے اس کے اثر کا اظہار ہے۔ تاہم اس

ظہور کی آمد ہے

تمت

میں نے حضرت سیدنا کو دیکھا۔

میں کس لئے آئی ہوں...

”لاں میڈم“ روزنامہ نے نیز اسی وقت منظر اب کی حالت میں لکھا کہ مذہب میں
جسٹ ہو کر کہا۔ پھر وہ علیحدہ سے دو روزہ بند کر کے کہتے تھے ”تمہارا اس گستاخانہ مداخلت کا
مطلب والہ کہ اچھی طرح معلوم ہے۔ یہ غالباً تم اس لئے آئی ہو کہ کچھ دوبارہ اس قابل مذہبی سکات
پر سے جا کر دہرا اپنے برادر آستانہ حوالہ کرو۔ اباجان۔ یقیناً آپ اس گنہگار مجرم عورت کو
ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے سکات میں دیکھنے کے اجازت نہ دیں گے“

”روزانہ... روزانہ“ منسرتیگی ہی نے کہا۔ اور اس کے چہرہ کی رنگت غصہ اور غم کی وجہ سے سرخ ہو گئی۔ ”پتھر سے، الفاظ بہت سخت ہیں اور تمہیں جلد ہی ان کے لئے پشیمان ہونا پڑے گا۔ میرا صبر ہی اس لئے آئی ہے کہ تمہارے قابل عزت والد کے لئے بہت سہارا بن سکے۔“

مفتوح ہو جائے گا کی نہ بھی ہو گا۔ پڑھ کے ساتھ عقارت اور طہارت کے لیے میری کہنا
 "آخر وہ کوئی شہر ہے جو تم ہمیشہ کر سکتے ہو یا جسے اب تمہارے آنے سے پہلے ہمیشہ
 کر چکی ہے۔"

مسٹر ملنگسی رزیدہ رفتہ یہ محسوس کر کے کہ اس ہوشیارکے وارث میں مسٹر شامی کی شمولیت نہ
ہو رہی تھی کہ مطلقاً عام کیا گیا اور وہ اس پر رنج و غم کی وجہ سے کچھ عرصے تک بیمار رہا۔
اس کا کچھ حصہ اس کی بیوی نے لے لیا اور اس پر بھی کچھ دوا دی گئی۔ اور اس کا حال معلوم ہوا
تھا کہ اس کا حال بہتر ہو گیا ہے۔ لیونکہ تم اس مکان سے نکلتے ہو تو اس کی حالت
کی حالت میں حسیلی کی تھیں۔

اور یہاں سے پہلے ہی بدواں رہ کر کافی انعام نہیں پالیا تھا کہ روزِ امروں نے باصرار
 کہا "مے ریاکار عورت یہ نہ سمجھنا کہ آج ہی تیری غلط بیانیوں کا شکار ہو کر جو تنگی میری
 آنکھوں کے سامنے ہے سوچو کہ میں کیا کہتا ہوں۔ اور اب تم امداد ہی راہ پر نہ جاؤ جس کو تم
 اپنی بڑی محنت سے بدولت شکر لہا جا رہی تھو۔ میں تو راز ہے جو"

سے لے کر اس

دہ دراصل وہ سنگ

ن کے درمیان

۱۱۰

ما۔ ایک اور سطح کا عادی تھی۔ جسے میر

سنا تھا۔ تمہارے والد اس بات کی تصدیق کریں گے کہ میرا بیان غلط نہیں ہے۔

بس میڈم میں بارہا منہ نے ایسے ہی میں کہا۔ جس سے پایا جاتا تھا۔ وہ آئندہ اس

گنہگار عورت کی جانوں میں نہ آنے کا فیصلہ کر چکی ہے والد کو اس بات کا پورے طور سے

علم ہے کہ تم ایک قابل نفرت اور باطن عورت ہو۔ تمہاری بے حیائی کی انتہا یہ ہے کہ تم نے

میرا تعاقب اس آبائی مکان تک کیا۔ جس میں میں تمہاری مکاریوں سے مجبور ہو کر پہلے کمر

ہوئی ہوں۔ پھر وہ بڑبڑاتی مٹی کے گچے میں گئی۔ میڈم خیال نقو اپنی عزت کا ہے۔ نہ نہ

جی تو چاہتا ہے اس وقت تمہاری تعاقب کئی کر کے تمہیں وہاں کے سامنے اٹھلی روپ میں پیش

کر دوں۔ اے! جب مجھے تمہاری شاعرانہ چالیں یاد آتی ہیں اور میں سوچتی ہوں۔ کس

طرح تم نے اپنے قابل نفرت طریقوں سے میرے دل پر اثر پیدا کرنے کی کوشش کی تو

دل میں اس بات سے سخت سوچ پیدا ہوتا ہے کہ تمہارے جیسی مکار عورت کی نسبت مجھے

کس سنگی پر مجبور ہونا پڑا ہے۔

روزانہ کی باتوں سے۔ گو وہ سخت تلخ اور طنز آمیز تھیں۔ مگر سنگی کو کم از کم اس بار

میں اطمینان ہو گیا کہ یہ میرا راز فاش نہ کر بھی بلا قات نے جو انکار صورت اختیار کر لی

تھی۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے وہ اسے طوالت دینا بھی نہ چاہتی تھی۔ جس بات کی فاش میں

وہ یہاں آئی تھی۔ یعنی یہ معلوم کرنے کے لیے نہ تھی۔ اس وقت کہاں ہے اس کا کیا بیانیہ ہوئی

بکریوں کا کہنا چاہتا ہے۔ اس کے ذکر کی توصیف ہی نہ آئی۔ مگر اس نے اپنے دل میں سوچا کہ

اس بارہ میں میرا استعجاب یہاں مارنر گالچ میں رفع نہ ہو سکے گا۔

چنانچہ وہ الٹی مشن رائز کو جو اس مار سے عرصہ میں صدمہ مٹا کر اڑا تھا۔ سلام کیا اور

اس سے باہر چل دی۔ روزہ کے باہر اس کی جان جیفیریز کے ساتھ ٹکڑے ہوئے رہ گئی جو روزہ

کے سنگی کی آمد پر بڑے اضطراب کے ساتھ اس کی طرف جلتے ہوئے کر اس خیال

سے پیچھے پیچھے چلا آیا تھا کہ کوئی غیر معمولی واقعہ ظہور میں آیا ہے۔ اس کے لئے وہ دروازہ کے

ساتھ لاکر اس کھانہ کو جو کمرہ کے اندر ہوئی۔ بڑے غور سے سنتا رہا تھا۔

جب سرسلنگی اپنے مکان پر پہنچی۔ نوٹے کہ اذکم اس بات کا اطمینان ہو گیا تھا۔ کہ روز منڈ میرے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہ کرے گی۔ مگر بیرونٹ کی نسبت اس کی تشویش اب تک برقرار تھی۔ اور یہ تشویش اس وقت دوبالا ہو گئی جب سپرہ کو ہانکے کے قریب اولڈ برٹنگٹن سٹریٹ والے مکان میں پہنچے پر اسے بتایا گیا۔ کہ بیرونٹ صاحب اب تک نہیں آئے۔

اس نے ایک تاکید دینی رقعہ لکھ کر نوکر کے ہاتھ سرسہری کے مکان پر بھیجا۔ مگر غلطی دہر میں یہ نوکر جواب لیکر آ گیا۔ کہ سرسہری کو رٹنی یوم گذشتہ سے گھر پر نہیں گئے جس سے ان کے ہاں بھی سخت اضطراب پھیلا ہوا ہے۔ کیونکہ اگرچہ بیرونٹ مادا کی کئی مائیں گھڑے باہر بسر کیا کرتا تھا۔ تاہم اس بارہ میں اس کے انتظامات اتنے مکمل ہوتے تھے کہ غلام کو اس کا مطلق علم نہ ہو سکتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موجودہ حالت میں اس کے گھر واپس نہ آنے اور نہ کسی کو اس کی نسبت کچھ معلوم ہونے سے گھر بھر میں سخت کہلام پیدا ہو گیا۔

نوکر کی زبانی یہ اطلاع پارسرسلنگی سناٹے میں آ گئی۔ باوجود بڑی کوشش کے وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھی۔ کہ سرسہری کہاں گیا۔ اور کیوں گیا۔ حیران تھی اسے کہاں تلاش کیا جائے۔

بہت کچھ سوچنے کے بعد آخر کار اس نے گھر پر رہ کر اس کا انتظار کرنا ہی مناسب جانا اور خیال کیا شاید کسی کاروباری معرفیت کی وجہ سے اس کا آنا نہیں ہوا۔ اس نے اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دینی چاہی۔ کہ وہ عنقریب آجائے گا مگر وقت گزرتا گیا۔ اور سرسہری کی صورت نظر نہ آئی۔

رات کی تاریکی پھیل چکی تھی کہ اُسے صدر دروازہ پر زور کی دستک سانی دی۔ اس نے سمجھا ضرور سرسہری ہی آیا ہے۔ مگر ناظرین اس کے تعجب کا اندازہ کر سکتے ہیں جب نوکر نے سرسہری کو رٹنی کی بجائے مسٹر مارنر کو اس کی نشدت گاہ میں داخل کیا۔

کرہ میں آکر وہ کہنے لگا۔ میڈم میں خیال کرتا ہوں۔ آپ کسی خاص ہی کام کے لئے مجھ سے ملنے گئی تھیں۔ مگر بد قسمتی سے روزنامہ کے آجانے سے گفتگو نہ ہو سکی۔ ان حالات میں میں نے خود آپ کے ہاں آنا ضروری سمجھا۔

سرسلنگی نے اپنے ملاقاتی کو اشارہ سے بیٹھنے کے لئے کہا اور پھر بولی۔ آپ کی دختر کی زبانی میں نے جو افشاء سنے۔ ان سے میری تشویش بڑی حد تک رفع ہو گئی ہے

کیونکہ اس نے یہ بات کہی تھی۔ میں اس مضمون کی نسبت بالکل خاموش رہی۔ جس کے چرچا کو میں یا آپ کوئی بھی پسند نہیں کر سکتا۔ مگر سب سے زیادہ حیرت بخنے سرسہری کورٹنی کے طرز عمل پر ہے۔ انہوں نے رات بچھے کہا تھا۔ میں آپ کے مکان پر جاتا ہوں۔ مگر اس کے بعد وہ اب تک وہاں نہیں آئے۔

سٹرٹارڈ نے چوری دھناتی سے کام لے کر کہا۔ "بیڈم میرے پاس تو وہ بہر حال نہیں آئے۔"

"بہت عجیب معاملہ ہے اور اس کے ساتھ تشویشناک بھی۔" مسٹر سلنگسی نے مضطرب ہو کر کہا۔ "رات بھر وہ گھر سے باہر رہے اور آج سارا دن ہی اپنے مکان پر نہیں پہنچے میرے دل میں بہیم شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ شاید انہیں کوئی ناگوار واقعہ پیش آ گیا ہے۔"

"مگر آپ جانتی ہیں سرسہری کورٹنی پیش پسند آدمی ہیں۔۔۔"

"یہ درست ہے۔" مسٹر سلنگسی نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ وہ اس مضمون کو پسند نہیں کرتی۔ پھر کہنے لگی۔ "مگر اس کے ساتھ ہی وہ بہت سلیقہ مند اور دور اندیش ہیں۔ اگر کبھی رات کو مکان سے باہر رہتے تو نوکروں کو اس کا علم نہ ہونے دیتے تھے۔ دیکھئے میں آپ کے دو بردصاف بیانی سے کام لے رہی ہوں۔ کیونکہ معاملہ نہایت نازک ہے سٹرٹارڈ ذرا خیال کیجئے۔ اگر مجھ سے سرسہری کی گمشدگی کی نسبت سوالات پوچھے گئے۔ تو میری حالت کیا ہوگی۔ کیونکہ یہ قویٰ ہے کہ وہ کل رات میرے پاس موجود تھے۔ اور ہم اگلے روز دھناتی کی تلاش میں گئے۔ دوسرے دن میں تنہا واپس آ گئی۔ اور۔۔۔"

سٹرٹارڈ کہنے لگا۔ "بیڈم بہر حال کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ آپ نے خدا نخواستہ ان کی جان لے لی۔"

"یہ ممکن ہے۔" مسٹر سلنگسی نے جلدی سے کہا۔ لیکن مجھ سے اس تمہ کے پریشان کن سوالات پوچھے جائیں گے۔ کہ میں حیران ہوں۔ ان کا کیا جواب دوں گی۔ پھر آپ نے ان کی جان لینے کی نسبت جو فقرہ کہا ہے۔ اس سے میرے دل میں بہت خوف و ادب پیدا ہو گئی ہے۔ یقیناً کسی شخص کو اس کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ میں نے انہیں قتل کیا۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ ایک کروڑ عورت لندن کے بازاروں میں ایک مرد کو قتل کر دے اور اس

خواتین کا پتہ نشان تک ملے۔ مگر فکر اس بات کی ہے کہ جب تحقیقات ہوگی تو یہ ضرور معلوم ہو جائے گا۔ میں اور سرسہری بار بار ایک بدنام مکان میں جایا کرتے تھے۔ اور جب یہ بات معلوم ہو گئی تو ان... مجھے کتنی شرمساری اور ذلت اٹھانی پڑے گی۔
سرسہری نے خود اپنے اضطراب کو پیش رو بنانے کی کوشش کرنا تھا کہ نہ سمجھتا تھا کہ سرسہری سلسلی آپ نائن انڈیشیا کو دل میں جگہ دیتی ہیں۔

سرسہری گھبراہٹ کے لہجہ میں بولی۔ سرسہری نے میرا خیال تھا۔ ہم دونوں جو نہ اس حاکم سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے آپ مجھے اس شکل میں کچھ مدد سے سکیں گے نہ یہ خدا اٹا اُسے مذاق میں ماننے کی کوشش کرینگے۔ اور اگر پتہ پوچھئے تو اس نے اپنی آنکھیں اس شخص کے چہرہ کی طرف اس انداز سے گرد کر کہا۔ گویا اس کے قلب کے اندر ہر مشاعرہ راز کو معلوم کرنا چاہتی ہے۔ میں اپنا یہ اعتقاد ظاہر کر کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ یہ ورنٹ کی گم شدگی کے تعلق میں آپ کو اس سے زیادہ علم ہے جس کا آپ اظہار کر رہے ہیں۔
”کیسے؟“ مجھ کو میڈم۔ سرسہری نے باوجود بڑی کوشش کے اس الزام کے زیر اثر گھبرا

”ہاں نہیں“ عورت نے اور زیادہ جوش میں بھر کر کہا۔ اور جس سٹہ کا اظہار میری طرف سے سرسہری طور پر ہوا تھا۔ اس کی تصدیق تھا کہ اسے اظہار سے ہر ہی ہے۔ میں بھر کہتی ہوں تم سرسہری کو دشمنی کی گم شدگی کی نسبت اس سے زیادہ واقفیت رکھتے ہو۔ جتنا تم تسلیم کرنا چاہتے ہو۔ میں یقین کرتی ہوں۔ وہ کل رات تھا کہ اسے مکان پر پہنچے۔ اور اگر وہ دھوکا دہیں نہیں آئے۔ یہ ان کے ماہی تھے کہ کوئی یہی ثبوت موجود نہیں۔ تو کیا تم پر یہ لازم نہیں آتا۔ کہ تم ان کی گم شدگی کی توضیح کرو۔ تمہارا فوراً ہی میرے پیچھے آئے اس مکان پر آنا۔ یہ کہنا کہ کسی کو تم پر پیرنٹ کے قتل کا شبہ نہ ہوگا۔ اور میری طرف سے ایک مشتبہ فقرہ کے کہے جانے پر تمہارا اضطراب یہ سب باتیں اس امر کا یقینی ثبوت ہیں کہ تم حقیقت میں سرسہری کو دشمنی کی گم شدگی سے لاعلم نہیں ہو۔

”میڈم یہ الزام... یہ بہتان سرسہری قابلِ معافی ہے کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس جرم کا مرتکب ہوا جس کا میں ہرگز اہل نہیں ہوں؟“ سرسہری نے بڑی بے چینی کی حالت میں کہنا شروع کیا۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا۔ میں اس الزام کا کیا جواب دوں۔ اور

اس پریشانی میں وہ ایک مجرم کی حیثیت میں صحیح واقعات بیان کرنے پر راضی معلوم ہوتا تھا۔

مسٹر سلنگسی آواز دبا کر کہنے لگی۔ ”میں یہ نہیں کہتی سہنے سرسہری کو رٹنی کو قتل کیا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اس خوفناک لفظ پر خاص زور دیا جسے زبان سے نکالتے وقت ہر شخص کے بدن میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔“ لیکن ممکن ہے۔ ”تھارے اور ان کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا ہو۔ ممکن ہے تمہاری بیٹی اس وقت موجود ہو۔ تم جوش اور انتقام میں بھر گئے ہو۔ اور اس تکہ کار کا انجام ہلک ثابت ہوا ہو۔ یہ ساری باتیں دائرہ امکان سے خارج نہیں۔ اور ایک مکمل سلسلہ ممکن کڑیاں معلوم ہوتی ہیں۔“ پھر وہ اپنی آواز کو اور زیادہ دبا کر کہنے لگی۔ ”مسٹر تارنر بہر حال مجھ سے پردہ داری نہ ہونی چاہیئے۔ جو کچھ تمہیں معلوم ہے۔ سچے سامنے بیان کر دو۔ اور چونکہ ہم دونوں اس سے پہلے ایک اور معاملہ میں شریک کار رہ چکے ہیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ اب مشورہ کر کے اس معاملہ میں بھی ایسی کارروائی عمل میں لائیں جو حالات کے لحاظ سے مناسب ہو۔“

مسٹر تارنر نے کہا۔ ”مسٹر سلنگسی اس معاملہ کی نسبت کوئی قابل ذکر بات مجھے معلوم نہیں۔ اور مجھے بھی تمہاری طرح سرسہری کے عدم پتہ ہونے پر حیرت ہے۔“ لیڈی نے کہا۔ ”پھر اگر مجھے سوال کیا گیا۔ تو تمہیں میرے اس بیان پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ مکمل رات میں سرسہری کو رٹنی سے سینٹ جیمز کے گرجا واقع پکا دلی کے قریب جدا ہوئی۔ تو اس کے آخری الفاظ یہ تھے۔ میں ایک خاص کام کے لئے تارنر کا پیچ کو جا رہا ہوں؟“

یہ کہتے ہوئے مسٹر سلنگسی نے تجسساً نظر سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ اور اس کی تیز نگاہ کے زیر اثر مسٹر تارنر جو اپنے اضطراب کو چھپانے کی سحرے کوشش کر رہا تھا۔ نمایاں طور پر کانپ اٹھا۔

بہت دیر کے بعد آخر اس نے اپنے چہرہ پر تندی کے آثار پیدا کر کے کہا۔ ”اگر تمہارا یہ کہنا کسی طرح فائدہ مند ہو۔ تو بہتر ہے کہ دنیا۔ مگر میں پوچھتا ہوں۔ میرے خلاف جنگ پر کربتہ ہونے سے فائدہ؟ کیا ہم اس امر واقعہ سے خبردار نہیں کہ اس قسم کی جنگ دونوں کے لئے خطرناک ہو گی؟ کیا یہ غلط ہے کہ سرسہری کو رٹنی تمہارا آشنا تھا؟ کیا ابھی تم نے اس

بات کا اعتراف نہیں کیا۔ کہ تم اس کے ساتھ ایک بدنام مکان میں جایا کرتی تھیں؟ اور کیا تم اس وقت اس سے معاملہ نہیں ہو؟ اے عورت "مارنر نے غصہ میں بھر کر کہا۔" دیکھ سچے وقت نہ کر۔ ورنہ خدا کی قسم اگر معاملہ جنگ کی نوبت تک ہی پہنچا۔ تو یہ تیرے لئے خطرہ سے خالی نہ ہوگا۔"

مسٹر سلگسبی نے پرسکون اور مصمم انداز اختیار کر کے کہا۔ "دیکھیے صاحب نادان نہ بنو۔ مشکلات و دشمنیوں کو بھی دوست بنا دیتی ہیں۔ اور ہم تو پہلے ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ یہیں چاہئے مصاحبت کی گفتگو کریں۔ نہ یہ کہ ایک دوسرے کو دھمکانے لگیں۔" بے شک ٹھیک کہتی ہو۔" مسٹر مارنر نے جواب دیا۔

"پھر مجھ سے رازداری کس لئے؟" مسٹر سلگسبی نے کہا۔ "میں حقیقت کو سمجھ چکی ہوں۔ میں اس کی تہ تک پہنچ چکی ہوں۔ اور تمہاری گفتگو نے میرے قیامات کی مزید تصدیق کر دی ہے۔ مگر اطمینان رکھو۔ مجھے سرسہری کورٹنی کے متعلق اتنی پروا نہیں جو کسی با محبت داشتہ کو اپنے دلدار یا بیوی کو اپنے شوہر کی نسبت ہو سکتی ہے۔ نہیں۔" اس نے حقارت آمیز لہجہ میں کہا۔ "اگر کبھی اس کی ذات سے مجھے محبت تھی یہی تو وہ مدت ہوئی بالکل نابود ہو چکی ہے۔" اور فرض کرو سرسہری کورٹنی اب اس جہان میں موجود نہیں۔ تو پھر یہ بات معلوم کر کے تمہیں فائدہ کیا ہوگا؟" مارنر نے بزور پوچھا۔

اس زن فاحشہ نے اپنے رفیق کے چہرہ کی طرف غور کی نظر سے دیکھا۔ اور پھر وہی ہوئی گلوگیر آواز سے کہنے لگی۔ "اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ سرسہری کورٹنی واقعی اب اس جہان فانی میں نہیں ہے۔ تو میں کل ۱۰ بچے دو ہزار پونڈ کی رقم حاصل کر سکتی ہوں۔"

"اوہ" مسٹر مارنر کے منہ سے نکلا۔ اور مٹا اس کے دل میں اس دولت میں حصہ لینے کا خیال پیدا ہو گیا۔ جس کی نسبت اسے ابھی تک معلوم نہیں تھا۔ کہ وہ کس طریق پر حاصل کی جائے گی۔ جیسا کہ ہم نے پیشتر بیان کیا۔ اس کی اپنی مالی ضروریات حد درجہ بڑھی ہوئی تھیں۔ اور وہ سمجھتا تھا۔ اگر کچھ جلد ہی کسی ذریعہ سے روپیہ نہ ملا۔ تو میری حالت بیٹی کی عصمت فروخت کر کے بھی اتنی ہی ناز ثابت ہوگی۔ جیسے اس سے پہلے تھی۔

"ہاں" مسٹر سلگسبی نے ذرا تامل کے بعد کہا۔ "اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ مجھے تم پر اس سے بہت زیادہ اعتماد ہے۔ جتنا تمہیں تجھ پر ہے۔ میں اس معاملہ کی توضیح کے لئے آمادہ

ہوں۔ بات یہ ہے۔ سرسہری کو رٹنی نے مجھے دو ہزار پونڈ اس بات کے معاوضہ کے طور پر دے دیے
کا وعدہ کیا تھا۔ کہ میں روزانہ کے معاملہ میں چشم پوشی کروں گا۔۔۔“
”پھر؟ مسٹر ٹارنر نے جلدی سے کہا۔

”وہ انجام مجھے اب تک اس لئے نہیں ملا تھا۔ کہ سرسہری نے ہمیں ادا کرنے کے لئے
اور بعض اور ضروریات کی واسطے بنک سے بہت سارے پیسے۔ یعنی اس سے بھی زیادہ جتنا اس
کا دہل جمع تھا۔ نکال دیا۔ مگر کل صبح اس نے بنک میں ۸ ہزار پونڈ بھیج لئے تھے۔ اور اس نے
بنک کے منتظم سے کہا تھا۔ میں سہ پہر کو دو ہزار کا چیک فلاں لیڈی کو روانہ گا۔ اس جگہ ایک
قابل ذکر بات یہ ہے۔ مسٹر سلنگبی نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ کہ بنک کے منتظم سمجھے ہیں
میری ہندوستان میں بہت سی جائیداد ہے جس کا انتظام وہاں سرسہری کو رٹنی کے ایجنٹ کے
ہاتھ میں ہے اور اس کا رویہ مجھے سرسہری کی وساطت سے ملتا ہے۔ یہ فرضی داستان اس
لئے اختراع کی گئی تھی۔ کہ میری دینٹ کی طرف سے مجھے بنک کے نام گاہ بگاہ بڑی بڑی رقم
کے چیک ملا کرتے تھے۔ ان کی نسبت کسی کو شبہ پیدا نہ ہو کہ یہ فحش کسی ہیں۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ
اس داستان کی وجہ سے میری عزت بنی ہوئی اور شہرت محفوظ تھی۔ اب میں ۲۰۰۰ پونڈ کی رقم
جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ذرا سی تکلیف اور بہت ہی کم خطرہ کے ساتھ حاصل کر سکوں گی۔“

”ہاں! مسٹر ٹارنر نے اس بیان میں گہری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

”بے شک۔“ مسٹر سلنگبی نے جواب دیا۔ ”تم پوچھو گے کہ کس طرح؟ وہ یہ بھی بتاتی ہوں
یہ چیک مجھے کل شام ہی کو مل جاتا۔ اگر روزانہ کے خزانہ کی وجہ سے وہ گفتگو جو میرے ادبیروں
کے درمیان ہوتی رہی نہ جاتی۔ اس لڑکی کے خزانہ نے ہم دونوں کو اضطراب کی حالت
میں ڈال دیا۔ مگر“ اس نے اپنی آواز کو بہت ہی دبا کر کہا۔ ”اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ میں
سرسہری کو رٹنی کے دستخط کی نقل ایسی صفائی سے اتار سکتی ہوں کہ۔ کہ کوئی علامہ ماہر تحریر بھی
اسے شناخت نہ کر سکے گا۔ تم میرا مطلب سمجھ گئے؟“

”ہاں۔ ہاں میں سمجھ گیا۔“ مسٹر ٹارنر نے جواب دیا

”اور تم نے دیکھ لیا۔ میں تم پر کس وجہ اعتماد کرتی ہوں؟“ بیوہ عورت نے کہا۔

”مسٹر ٹارنر اپنی جگہ سے اٹھ کر کمرہ میں بجالت اضطراب ٹھہرے لگا۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ
مجھے بھی مسٹر سلنگبی پر اعتماد کر کے اسے اپنا رازدار بنالینا چاہیے؟ مگر ڈرے غور و فکر کے

ہداس نے آخر کار اسے اپنا متد بنا ہی بہتر سمجھا۔ عورت بھی بڑی سیانی تھی۔ اس نے تار دایا۔ اس کے دل میں کیا خیالات گزر رہے ہیں۔ مگر چونکہ وہ جانتی تھی۔ اس فکر کا نتیجہ میرے حق میں مفید ثابت ہو گا۔ اسلئے سہرا اٹھوٹھ رہی۔

”عزیز میڈم“ آخر کار تار تار نے دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہا ”اب مجھے تمہارے سامنے اس بات کا اعتراف کرنے میں غدر نہیں کہ سرسہری کو ڈنکی اس جہان میں نہیں ہے۔“ عورت نے ان لفظوں کو گہری توجہ کے ساتھ سنا۔ اگرچہ وہ اس خبر کے لئے پہلے سے ہی تیار تھی۔ تاہم جس وقت یہ فقرہ سٹرٹارڈ کی زبان سے نکلا۔ تو اس کے الفاظ اتنے خوفناک اور ہیبت ناک معلوم ہوئے کہ وہ ذرا دیر کے لئے سناٹے میں آگئی۔ دہشت اور اضطراب نے اس کے حواس کو عارضی طور پر محفل کر دیا۔

ذرا دیر تک کوٹارڈ نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ جو کچھ میں نے کہا۔ وہ بالکل درست ہے مگر اذہائے خدا ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہ سمجھنا۔ کہ میں اس کا قاتل ہوں۔ نہیں... سو بار نہیں۔ میں لاکھ بار ہوں... بیشک حقیقت میں نرا ہوں۔ گواہی بایوں کے باوجود میں قتل کے خفاک جرم کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ حالات کا ایک عجیب اور حیرت خیز اجتماع اس سانحہ کا موجب بنا۔ اور اگر تم میری باتوں کو غور سے سنو تو میں ساری کیفیت تمہارے سامنے بیان کر دیتا ہوں۔“

اس کے بعد سٹرٹارڈ نے شب گذشتہ کے سائے واقعات من و عن بیان عورت کے روبرو بیان کر دیئے۔ البتہ اس بات کو عذر اچھپائے رکھا۔ کہ خادمہ جیفیریز بھی اس سانحہ سے خبردار ہو چکا ہے۔ یا اس نے مجھے لاش دفن کرنے میں مدد دی تھی۔ یہ کیفیت اس نے اس وجہ سے پوشیدہ رکھی کہ انسان میں فطرتاً ایک جذبہ موجود ہے جو اسے اس بات کو تسلیم کرنے سے روکتا ہے کہ میں کسی اور شخص کے اختیار میں ہوں۔ یا اسے مجھ پر بغیر معمولی اقتدار حاصل ہے۔ اسکی بیان کردہ کیفیت سے سٹرٹارڈ نے یہی سمجھا کہ لاش کو سٹرٹارڈ نے تنہا دفن کیا۔

شرع میں تو یہ سارا بیان سٹرٹارڈ کی گونا قابل اعتبار معلوم ہوا۔ اور اس نے محال کیا اس قتل کا مرتکب دراصل خود تارڈ ہے مگر جب اس نے اس بات کا ذکر کیا کہ رہیہ لٹ جانے سے میری حالت نہایت زار ہو گئی ہے اور جو سٹرٹارڈ نے یہ سوچا کہ حقیقت میں اس شخص کے لئے بیرون لٹ کے قتل کی کوئی خاص یا ضروری وجہ موجود نہ تھی۔ تو رفتہ رفتہ وہ اس بیان کو درست سمجھنے لگی۔

سادہ کیفیت سن کر اس نے کہا جس تو اب وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔ مگر اب لوگ اس کی گم شدگی کی نسبت کیا کچھ نہ کہیں گے! معاملہ اتنا سنگین ہے کہ زور دار تحقیقات شروع کی جائیں گی جس کے نتائج سے میں بہت ڈرتی ہوں۔“

”امینان رکھو کسی کو تم پر یا میرے خلاف شبہ نہیں ہو سکتا۔“ مسٹر مارزن نے تسلی دہ ہجھ میں کہا ”میرا اپنا خیال یہ ہے کہ اس معاملہ کی نسبت اب کسی طرح کی تحقیقات ہونا ممکن نہیں۔ اس لئے میڈم تم اس بارہ میں ہر طرح مطمئن رہو۔ فکر کسی بات کی ہے۔ تو وہ تمہاری اپنی تجویز کے مطابق ہے جس کے مطابق تم وہ... جعلی چمک چلانا چاہتی ہو۔“

”نہیں یہ کام بالکل بے خطر اور محفوظ ہے۔“ مسٹر سلنگبی نے کہا۔ ”بیرونٹ نے بینک والوں سے زبانی کہہ رکھا تھا۔ کہ میں مسٹر سلنگبی کو چمک دینے والا ہوں۔ اس لئے اگر سرسہری کی گم شدگی کی خبر بینک کے کارکنوں کو لہی گئی ہو۔ تو بہر حال وہ چمک کاروبار فوراً یاد کر دیتے۔ اگرچہ اغلب یہ ہے کہ بیرونٹ کی نسبت کسی قسم کی اطلاع ابھی تک ان کو نہیں ملی ہوگی۔ کیونکہ اس کی گم شدگی کے متعلق اس کے متعلقین کے دلوں میں ابھی تک اتنی تشویش پیدا نہیں ہوئی۔ کہ کسی کو اس کے قتل کا شبہ ہو۔“

”اور اس کا نہیں پختہ یقین ہے کہ تم بیرونٹ کے دستخط کی نقل بڑی خوبی سے کرو گے؟“ مارزن نے پوچھا۔

”قطعی طور پر“ بیوہ عورت نے جواب دیا۔

”پھر کیا نہیں اس کام میں کسی طرح میری امداد کی ضرورت ہے؟“ مسٹر مارزن نے اس خیال کو پوچھا۔ کہ شاید اس ناپاک ذریعہ سے حاصل کردہ روپیہ میں مجھے اپنا حق پیدا کرنے کا موقع مل سکے۔

مسٹر سلنگبی تھوڑی دیر خاموش رہ کر سوچتی رہی۔ اور پھر اس انداز سے گویا وہ اس خاص مسئلہ کی نسبت جس پر وہ مسٹر مارزن کی آمد کے وقت سے غور کرتی رہی تھی۔ کسی امینان بخش فیصلہ پر پہنچ چکی ہو بلوی ”میری بات غور سے سنو۔ میں تمہارے روبرو ایک ایسی تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں۔ جس کا ہم دونوں کی ذات سے تعلق ہے۔ اور جس کی نسبت مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارے لئے بھی اتنی ہی مفید ثابت ہوگی جس قدر میرے لئے۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ تم مالی مشکلات میں مبتلا ہو؟“

بے شک ہوں "مشرٹارنر نے جواب دیا۔ اور وہ بڑی توجہ کے ساتھ اسی کیفیت کو سننے کے لئے تیار رہا جس کا تعلق کسی ایسی تجویز کے ساتھ معلوم ہوتا تھا جس کی بدولت اُسے اپنی مشکلات سے نجات حاصل ہو سکتی تھی۔

"اور کیا وہ مشکلات نہایت شدید ہیں؟" بیوہ عورت نے دوبارہ پوچھا۔
 "آئی کہ بھلائیات موجودہ مجھے اُن کا رفع کرنا غیر ممکن نظر آتا ہے" مشرٹارنر نے جواب دیا۔
 "گو یا تم خیال کرتے ہو۔۔۔ وہ وقت دور نہیں جب کہ غمخوار تمہارے حضرات ڈوگرز محل کر کے ال دس باب کو قرق کرالیں گے اور تم ایک دیرانیہ مقروض کی حیثیت میں جیسا خانہ میں بیچ جاؤ گے؟" عورت نے سوال کیا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اور اس پر میں اتنا اضافہ اور کرنا چاہتا ہوں کہ ان ذلتوں کا مقابلہ کرنے کی نسبت میں خودکشی کو ترجیح دیتا ہوں" مشرٹارنر نے کہا۔

سنرٹنگسی کہنے لگی "غیر خودکشی ایک نہایت خوفناک عمل ہے۔ میں تمہیں مشکلات سے بچانے کی ایک اور تجویز بنا تی ہوں۔ یہ تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ میں کل صبح ایک دوسرا رزیدہ محل کر نوکی۔ بناؤ کیا یہ روپیہ تمہارا ہی مال مشکلات کو رفع کرنے کے لئے کافی ہو گا؟"

مشرٹارنر نے جواب دیا "اس سے بھی بڑھ کر کیونکہ میں اس روپیہ کے کچھ حصہ سے اپنے اعلیٰ مقامی کاموں کو مکمل کر سکوں گا جن کی بدولت معقول آمدنی کی امید ہے۔"

"خیر زدہ دوسرا رزیدہ میں ایک شرط پر نہیں دینے کو تیار ہوں۔" سنرٹنگسی کہنے لگی۔

"اور وہ شرط؟" مشرٹارنر نے خوشی اور انتظار کے مشترک اشارات سے بے چین ہو کر پوچھا۔

"شرط یہ ہے کہ تم مجھ سے شادی کرو" سنرٹنگسی نے ایسے سکون کے ساتھ کہا۔ گویا وہ ایک نہایت معمولی سی تجویز پیش کر رہی ہو۔

شادی؟ مشرٹارنر نے جو اس تجویز کے لئے بالکل تیار تھا چہرہ زدہ ہو کر کہا۔

"ہاں شادی! بیوہ عورت نے اس لفظ کو دہرا کر کہا "تمہیں کیا بھی سے بچنے کے لئے پدیدہ کی ضرورت ہے۔ مجھے بہت غرضی سے محفوظ رہنے کے لئے شعہر کی تم ملتی مشکلات میں مبتلا ہو۔ اور میں ذہنی تکلیف میں کیونکہ شاید تمہیں معلوم ہوگا۔ میں حاملہ ہوں۔ اور غمخوار میرے

بچہ پیدا ہونے والا ہے۔ پس فیصلہ ہے کہ میں تمہیں جبل خانے سے بچاتی ہوں۔ تم مجھے

نہایتی سے عجب پاؤ۔"

مسٹر مارنر نے طنز آمیز لہجہ میں کہا "انتظام پر لحاظ سے سادی ہے۔ مگر اس میں ایک شے درمیان ہے؟"

"یعنی تمہاری بیوی روزانہ منڈ کے اعتراض کی ہے؟ مسٹر سنگسی نے کہا "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو اس روک کے فضول خیالات کی وجہ سے ہمیں وہ تجویز نامنظر رہے۔ جو ہمیں تباہی اور صحت سے بچا سکتی ہے؟"

"یہ اٹھک نہیں؟" مسٹر مارنر نے کہا "میں تجویز کو نامنظر نہیں کرتا۔ مگر سوال یہ ہے یہ اس روک کے سامنے اس معاملہ میں کیا عذر پیش کر سکیں گے؟ وہ دوسرے ملازمین کی نسبت کیا خیال کرے گی؟ اور تمہاری نسبت ایسے جو حالات معلوم ہیں۔ ان کے بعد وہ کیا کچھ نہ سوچنے لگے گی؟"

مسٹر سنگسی بڑے سکون کے لہجہ میں بولا "جو کچھ مجھ پر حال وہ اس شادی میں اپنے آپ کی طاقت نہیں رکھتی۔ اور یہی ایک خاص اہمیت رکھنے والا معاملہ ہے۔ یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسا کہ تم کہہ رہے ہو۔ تم سے اس لئے شادی نہیں کر سکتا کہ تمہارا بیٹھیا گھبرائیں اور میرا بہلا دھما دھم ہے۔ یہ اتنی سادہ و فرست نہیں ہوں کہ ایسی فضول باتوں کو ایک عادی ہی سمجھ سکے۔ بلکہ اس کا دھوکا دینا اور تم بھی اتنی دنیا دیکھ چکے ہو کہ یقیناً ایسی فضول باتوں کے زیر اثر تباہی و بربادی لینے پر آمادہ نہ ہو سکو۔ دیکھو میں تمہارے غصہ کی خاطر ہوں۔ ہاں یہ نہیں سہی و د میں سے ایک بات ہونی چاہئے۔ کیونکہ بال کا وقت نہیں۔ اگر تم ہاں کرنا چاہو۔ تو خاص اوقات کے ساتھ کل شام ہی کو شادی ہو جائے گی۔ اگر نہیں۔ تو شاید غیر مسترین بے جا تارہاری کائنات ختم ہو جائے؟"

مسٹر مارنر بولنا معلوم ہوتا ہے کہ اس ساری تجویز کو عام کاروباری حیثیت میں لے کر کیا ہو اور بے شک ہونا ہی اس لیے چاہئے۔ کچھ شک۔ اگر تم اپنی قسموں کو وابستہ کر لو۔ تو میں اپنی سکونت کا یکجائی انتظام کرنا چاہے گا۔ اس حالت میں کیا تم اور اس سنگسن مسٹر سنگسن مکان کو چھڑ کر میرے ہاں سکونت اختیار کرنا متصور کر رہے ہو؟

یہ عورت نے جواب دیا "کیونکہ میں جس وقت اپنا سامان فروخت کر دوں گی۔ تو امید ہے کہ ان روپیہ جمع ہو جائیگا کہ میرا ذاتی خرچہ ادا ہو کر کچھ مال تو بیچ دیکر۔ یہ ہر حال میں ہر روز جو کل منگے حاصل ہوں گے۔ وہ ہمارے آپ کے اخراجات کو کافی ہیں؟"

اور اس بات کا تم وعدہ کرتی ہو کہ یہ روپیہ کل صبح میرے حوالہ کر دو گی؟" مسٹر ٹانڈ نے سوال کیا۔

یوہ عورت نے جواب دیا "نہیں۔ صبح کو نہیں۔ کل شام کو جب ریم شادی ادا ہو چکی ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے پر بھروسہ نہیں کر سکتے؟" مسٹر ٹانڈ نے سنبھل کر کہا "مسٹر سٹنگلی نے پرسکون ہجوم میں کہا "سوال یہ ہے کہ یہ وعدہ کیا نہیں۔ ہمارے فرض ہے کہ جہانگیر ملکن ہو دودھ انہی سے کام لیں۔"

"فیوض طور ہے" مسٹر ٹانڈ نے کہا "مگر دوسرا سوال یہ ہے کہ میرے پاس کی کیا ضمانت ہے کہ جب ایک بار ہم دونوں عقد مناکحت میں آ گئے۔ تو پھر تم روپیہ کی حاجت کے متعلق اپنا وعدہ ضرور پورا کرو گی؟"

وہ کیا یہ ضمانت ناکافی ہے کہ میں اس شخص سے شادی نہیں کر سکتی۔ جسے دوسری صبح کو پکڑ کر تیل خانہ میں لے جاؤں گی؟"

مسٹر ٹانڈ نے کہا "شک ہے کہ یہ ایک فرضیت ہے۔ ضمانت نہیں دیکھو ہم اس بار کاروباری پہلو سے بحث کر لیتے ہیں۔ اور جہانگیر میں دیکھ سکتا ہوں۔ فائدہ سب کا سب ہمارا ہے۔ جن میں ہے۔ اگر تم ضرور ملتی ہو تو شادی کے بعد تمہارے فرض خواہ ہی میرے گرد جمع ہو جائیں گے یہ ذمہ تمہارے لئے رہا۔ چونکہ تم حاملہ ہو۔ اس لئے دینا کے روپیہ کا بوجھ نہ ہو گی۔ میں تمہارا بوجھ کا جائزہ لے رہا ہوں۔ یہ دوسرا فائدہ بھی تمہیں کو چھل ہوا۔"

مسٹر سٹنگلی نے تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگی "میں بتاتی ہوں۔ اس سوال کو کیونکر حل کیا جا سکتا ہے۔ میرے دل میں ایک نہایت عمدہ تجویز پیدا ہوئی ہے جسے یقیناً تم بھی پسند کر دو گے میں ایک نہایت معزز وکیل کو جانتی ہوں۔ یہ روپیہ تمہارے ساتھ چل کر میں اس کے ہاں آتا دیکھو اور نہنگی اور قرارداد یہ چوٹی کو شادی کے بعد تمہارے حوالہ کر دیا جائے۔"

"بہت خوب" مسٹر ٹانڈ نے کہا "اس وکیل کا نام کیا ہے؟"

عورت نے جواب دیا "مسٹر وارڈ۔"

ٹانڈ بولا "میں اسے جانتا ہوں اور اس معاملہ میں اسے فریق ثالث بنانے میں مجھے اعتراض نہیں۔ خیر قبضی مشکلات درپیش ہیں وہ حل ہو گئیں۔ اب صرف ایک رکاوٹ باقی ہے اور وہ یہ کہ میں روزانہ کس طرح اس کا ردوائی کے لئے تیار کروں۔ جہم مذکل شام

کرتی ہے؟
 مسز سبکسی کہنے لگی یہ کچھ اتنی مشکل بات نہیں اور مجھے یقین ہے۔ تم اس میں ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔ کہیں یہ بھی سنا ہے کہ باپ اپنی دہیلیوں کے ذریعہ اولاد کے عہد نما کو منع نہ کر سکے؟

دکوشش کرنا میرا فرض ہے۔ "مارنر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا کل مجھے کس وقت تمہارے گراہ وکیل کے ہاں چلنا ہو گا؟"

کوئی بارہ بجے کے قریب۔ میں دس اور گیارہ کے درمیان تنک سے فارغ ہواؤں گی۔ تم اتنے شادی کا سنس حاصل کر لینا؟

بہتر ہے۔ "سٹر مارنر نے کہا" اد کیا رسم شادی اسی مکان میں ادا ہو گی؟
 وہاں کل شام کو سات بجے۔ یہ دو لیدیوں کے ساتھ جنہیں میں جانتی ہوں۔ انتظام کروں گی کہ وہ شادی کے وقت دہیلیوں کا فرض ادا کر دیں۔ حرا لگی کی رسم ڈاکٹر وگٹیل سر انجام دیں گے۔ اور شادی ہونے کے بعد ہسٹم رومز مارنر کا بیچ کو چل دیں گے۔"

اس طرح ریسے سکین اور اطمینان کے ساتھ یہ انتظام اس مرد کا جس نے اپنی بیٹی کی عصمت و زینت کی اس عورت کے ساتھ جو پیسے عصمت و عیدہ اور اب جلعازی کے لئے آمادہ تھی۔ مکمل ہوا۔ اس کے بعد جب یہ لائق جوڑا ایک دوسرے سے جدا ہونے لگا۔ تو سٹر مارنر اپنی موٹر بوی سے بغلیں ہوا۔ اور اس نے اس کے لبوں پر بوسہ دیا۔ جو نہ صرف اس کا دہاری فیصلے کا جو دو فوائد کے درمیان ہوا بیجا نہ تھا۔ بلکہ معلوم ہوا تھا۔ خود مسز سبکسی الوداعی سلام کے ساتھ اس کی خواہشمند ہے۔

روزانہ کیسا تھ مارنر کی گفتگو

باب ۸

آٹھ سٹر مارنر کے پیچھے اس کے مکان پہل کر بچیں۔ اس نے براؤنر حسین رزرنڈ کو اپنی شادی کے انتظام کی غم میں بیچانے کا شکر اور ناگوار فرض اس طرح سراہا نام دیا۔
 رات کے نو بج چکے تھے کہ وہ مکان پہنچا۔ رزرنڈ اس نیک اور فزائیڈ دار لڑکی کی صحبت میں جسے اپنے باپ سے عینی محبت ہو۔ اور جو اس کے لئے ہر ممکن آسائش پیدا

کرنے کی خواہشمند ہو۔ دسترخوان کے انتظام میں مصروف تھی۔ اس میں شک نہیں۔ اس کا دل بجا ہوا اور طبیعت اندر وہ تھی۔ مگر جب اس نے صدر دروازہ پر باپ کی دستک سنی۔ تو اپنے احساسات پر قابو پا کر کسی سچے عیسائی کے استقلال سے کام لیتے ہوئے چہرہ پر خوشی کے آثار پیدا پیدا کر لئے۔ اگرچہ افسوس یہ خوشی زمانہ معصومیت کی حقیقی مسرت سے بالکل مختلف تھی۔

جس طرح تاریک اور طوفانی بادلوں کے ہجوم میں چاند سخت عجب و جہد کے ساتھ اپنا رخ منور پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ طرح اس کے پاس آئینہ چہرہ پر سکاہٹ کی ہلکی سی جھلک نمودار تھی۔

باپ بیٹی مددوں طعام کی نیر سے پیچھے گئے۔ کھانا بہت عمدہ تھا۔ کیونکہ روزانہ ایک سلیقہ اندر پرشہارہ کی تھی۔ اور اس کی گھائی میں ہر چیز نہایت خوبی سے تیار کی گئی تھی۔ مگر دونوں کے شکم حقیقی اشتہا سے محروم تھے۔ باپ بیٹی نے کم تریش فارمشی کی حالت میں ہتھوڑا سا کھانا کھایا۔

آخر کار جب دسترخوان بڑھایا جا چکا۔ اور سٹرٹارز نے چند گلاس شراب کی پی کرانی بہت اور استقلال کو مضبوط کر لیا۔ تو اس نے اس اہم معاملہ کا ذکر چھڑا۔ جس کی طرف آنے سے اس کی طبیعت سخت گھبراتی تھی۔ اگرچہ دل پر اس وقت سب سے زیادہ یہی مصدقہ عادی تھا۔

”میری عزیزہ روزانہ“ اس نے کہا شروع کیا اور اس وقت اس کا دلچسپ آئینہ نام تھا جس قدر اس جیسے نظر آتا تندرستانہ شخص کے لئے ممکن سمجھا جاسکتا ہے۔ ”میں تم سے ایک نہایت اہم معاملہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے۔ تم اسے بغیر کسی طرح کا جوش ظاہر کے صبر سکون کے ساتھ سنو۔ بات یہ ہے آج شام کو میری ملاقات سترٹنگس سے ہوئی تھی۔“

”وہ بدعاش... ریاکار عورت!“ روزانہ نے اس کا ذکر آستہ ہی چونک کر کہا میرا خیال تھا اس گھر میں اس کا نام کبھی میرے سننے میں نہ آئیگا۔“

”دیکھو میں نے شروع میں ہی تم سے کہہ دیا تھا۔ میری باتوں کو سکون اور اطمینان کے ساتھ سننا۔ ورنہ اندیشہ ہی ہے۔ جو معاملہ کو سنکر اس پر رائے سے سٹرٹارز نے ذرا سختی کے لہجہ میں کہا۔ ”جب میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ مجھے ایک نہایت اہم معاملہ کا ذکر کرنا ہے۔ تو کیا یہ واجب نہیں کہ تم میری باتوں کو پوری توجہ کے ساتھ سنو؟“

آبا جان۔ میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ ”روزانہ منہ کھینچی“ مگر اس عورت کے غلام

میر سے دل پر کیا اپنی عزت ... اس قدر غصہ ہے ...
وہ اس سے زیادہ تر کہہ سکی اور وہ نے لگی زبان جن زردار جذبات کو ادا کرنے سے
قاصر رہا تھی۔ ان کا اظہار ان نگہوں کی طرف سے ہونے لگا۔
سٹر نے مزید چپ چاپ بیٹھا رہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ اس طرح آئندہ سٹر کے بعد اچھا اثر
طبیعت میں ضرور سکون پیدا کر دیں گے۔

آخر کچھ دیر کے بعد سے نے کہا کہ روزانہ سٹر تم کچھ وار لڑکی ہو۔ اور اگر چاہو تو معقولیت کا
اظہار کر سکتی ہو میں اس کی باتوں کو نہیں اپنے باپ پر اتنا اعتماد ضرور ہو گا کہ کچھ وہ بیان کرے
اسے سن کر اور اس پر یقین کر دے میں وہ بارہ نہیں اس کا اطمینان دلاتا ہوں کہ دنیا میں تم سے
زیادہ نیچے کوئی شخص نہیں اور تمہاری مخالفت میں میں کسی کا جانب دار نہیں بن سکتا ...
میں کہہ رہا تھا ان تمام میری باتوں سے سٹر سلگسی سے ہوتی تھی ...

روزانہ اس نام کو سٹر کو چھ چھ لگی مگر آپ نے اس کے اضطراب کی طرف توجہ نہ دیکر
مسد کلام جاری رکھا اس طمانت کے دوران میں میں نے ان تشکیکات کو سننا چاہا تھا
مجھ پر وہ اس کو میری باتیں کرنا چاہتی تھی۔ اور جن کا ذکر تمہاری آمد کی وجہ سے رک گیا تھا۔
اس کی کیفیت سننے کے لئے میں اس کے مکان پر گیا۔ اور اس نے مجھے اس بات کا یقین دلا
دیا ہے کہ سٹر پر کافی گھبروت کے منہار سے رابطہ جو بدسلوکی ہوئی۔ اس سے اس کا ہرگز کوئی
تعلق نہ تھا۔ اور وہ اس بارہ میں بالکل بے خطا ...

”بے خطا“ روزانہ نے جھلک کر کہا اب جان آپ نہیں جانتے وہ عورت کتنی مکار اور چال بازی
وہ کتنی چھری ہے ... وہ تو کتنی صاحب ہے ... وہ میں کی کاٹھ ہے ... وہ جس وقت
چاہے اپنے آپ کو معلوم اور باکبار ظاہر کر سکتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے اس نے آپ
کو بھی کس وجہ سے سخت دھوکا دیا ہے مگر خدا کے لئے اس کی ظاہر داری پر نہ بھروسے
وہ ...

”روزانہ نے باقی تم کو سمجھا ہی ہے؟“ سٹر نے پوچھا پریشان ہو کر کہا ”کیا میں اتنا سیریدہ
نہیں ہوں کہ اس دنیا کے نیک و بد کو سمجھ سکوں؟“ نہیں روزانہ نہیں منسٹر سلگسی کے معاملہ میں
سخت غلط نہیں ہوئی ہے اور تم نے اس کی نسبت بالکل بے جا اندیشوں کو دل میں بگ دی ہے
ان بات کا اتفاق یہ ہے کہ کسی شخص کی نسبت میں فتویٰ صادر کرنے سے پہلے اس کے

سے شادی کر لیتا۔ جو تہارے ساتھ حقیقی ماں کی طرح سلوک کرتی۔ اس صورت میں ایسے انوسناک واقعہ کا ظہور میں آنا عجیب از اسکان تھا۔ مگر جو کچھ ہم چکا۔ اس پر کڑھنا ہے سو وہ چاہے اور اس ذریعہ سے تہاری آئندہ بہتری کا انتظام اب بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس نے پھر روزنامہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو باپ کے فطروں کو حیرت و استعجاب کے ساتھ سن رہی تھی۔ یہ انتظام کرتے ہوئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس خاقون کو جس کے خلاف بیہات کو دل میں جگہ دے کر اس کے حشلاق کو توہین کی گئی ہے۔ اس بات کا ثبوت ہیا کر دوں۔ کہ میں لمسے حقیقی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور ضمناً یہ بات ثابت کر دوں کہ خود تمہیں ان بے جا شبہات کی نسبت جنہیں تم نے دل میں جگہ دی۔ سخت انوس ہے۔

آبا جان میں آپ کا مطلب ذرا نہیں سمجھی۔ روزنامہ نے گھبرا کر کہا۔ کیونکہ اس کے دل میں ایک خوفناک شبہ پیدا ہونے لگا تھا۔ اگرچہ وہ شبہ اتنا عجیب از قیاس اور مضحکہ خیز نظر آتا تھا کہ وہ خیال کرتی تھی۔ میں نے والد کا نشانہ سمجھنے میں ضرور غلطی کی ہے۔

وہ پورا روزنامہ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ تہاری مادر مرحوم کی بچائے کسی عزت دار خاتون کو تہا لایا تھا۔ بتانے کا انتظام کروں۔ اور اس کی بہترین صورت بھی ہو سکتی ہے کہ...

”پیارے آبا!۔۔۔“ روزنامہ نے سوتیل ماں کے گھر میں نمودار ہونے کے خیال سے ہی خوف زدہ ہو کر کہا اور اس وجہ سے وہ اور بھی زیادہ دہشت زدہ ہوئی کہ جو کچھ اس کے باپ نے کہا تھا۔ اس کی بنا پر اسے شبہ پیدا ہونے لگا تھا۔ اس کا ارادہ کسے یہ عزت دینے کا ہے۔

سٹرڈار نے بیک ایک سختی کا لہجہ اختیار کر لیا اور کہنے لگا۔ تم کسی وقت سکون بخوشی اختیار کر سکتی ہو یا نہیں؟ کتنی فضول بات ہے کہ میں جو تجویز تہاری بہتری کیلئے پیش کر رہا ہوں۔ بیک کہ تم نفرت کی نظر سے دیکھتی ہو۔ پھر یہ دیکھو کہ روزنامہ اس گفتگو سے بہت دشت زدہ ہو گئی ہے اور اس رنجہ نظر رہ کا مہذب تر خاتمہ کرنے کی نیت سے اس نے کہا۔ روزنامہ میں نے تم سے اس تجویز کے متعلق جسے میں عمل میں لانا چاہتا ہوں۔ اس خیال سے شورہ لیا ہے کہ میں تمہیں ایک فہیم اور دلداندیش لڑکی سمجھتا ہوں۔ اور میری رائے میں تمہیں ایک فرمانبردار بیٹی کی حیثیت میں اپنے باپ کی دانا فی اور تجربہ کی اہمیت کو تسلیم کرنے سے انکار

نہ ہونا چاہئے میں تمہیں معلوم ہو کہ میرا ارادہ تمہاری بہتری کی خاطر دوبارہ شادی کرنے کا ہے۔ اور اس مطلب کے لئے میں نے سسر سائیکسی کا انتخاب بہترین سمجھا ہے۔
روزانہ کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ اور وہ بیہوش ہو کر شیخ کی طرف کرسی پر گر پڑی۔

”خندی اجیر خوف“ انا رنہ نے گہرا کر کہا۔ اور وہ اسے ہنسانے کے لئے آگے کی طرف بڑھا پھرا اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ ”بس اب میں وکیل یا نرمی سے کام نہ لوں گا۔ بہتر یہی ہے کہ کہروں۔ مجھے یہ کام کرنا ہے۔ اور اس کی نسبت اپنا حکم بزور سزاؤں نہ اس نے روزانہ کو کوئی شکھایا۔ اور اس کے زیر اثر اس کی بیہوشی رفتہ رفتہ زائل ہونے لگی۔ آخر جب اس نے آنکھیں کھولیں۔ تو سب سے پہلے اس نے اپنے باپ کی طرف دشت آسیر نظروں سے دیکھا۔ گویا وہ اس وقت زبان حال سے پوچھ رہی تھی۔ کہ جو کچھ میں نے سنا۔ وہ حقیقت ہے یا ایک خوفناک خواب؟

”ابا... پیارے ابا۔ اس نے ہوش میں آ کر دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ خدا کے لئے... اپنی عزیز بیٹی کی غلطی... یہ کام نہ کیجئے۔ جس کا ابھی آپ نے ذکر کیا تھا۔ دیکھئے میں سنت کرتی ہوں... میں ہاتھ جوڑتی ہوں... ایک ہی وقت میں میری اور اپنی خوشی کو قربان نہ کیجئے۔ جو گفتگو میں نے اس عورت اور اس مرد کے درمیان سنی ہے۔ اس کے ایک بھی لفظ کی نسبت مجھے دھوکا نہیں ہوا۔ اور وہ گفتگو... ایسے وہ اتنی خوفناک ہے کہ میں اسے یاد نہیں کر سکتی... ابا جان۔ وہ اس کی داشتہ ہے... وہ اس سے حاضر ہو چکی ہے...“

”خاموش! خاموش! سسر خاں رنہ نے سختی سے کہا۔ باپ کا حکم ماننا ہر ایک فرمانبردار بیٹی کا فرض ہے۔ اس نے سنو میں تمہیں کیا حکم دیا ہوں۔ نہ صرف میری یہ خواہش ہے کہ میرا سسر سائیکسی کے ساتھ شادی کر لوں۔ بلکہ میں تمہیں بزور تاکید کرتا ہوں۔ کہ اس کے رشتہ محبت سے نہیں تو ادب سے غمزدہ ہونا۔ تمہارے ساتھ میری محبت اور حق سلوک کا دار و مدار اسی بات پر ہے کہ تم میری نصیحت پر عمل کرو۔ پھر اس نے وزارت کر کہا۔ ایک اور وجہ اس شادی کا یہ بھی ہے۔ کہ اگر میں نے سسر سائیکسی کو عقد مناکحت میں ملایا۔ تو میں تمہارا ویرانہ ہو جاؤں گا... میری ساری جائیداد ان پچھین لی جائے گی... خدا کی قسم میں خاندان کو برباد نہیں

اور اس کے بعد یاد رکھو کہ یہ بھی محتاج ادب کے خاتمان ہو کر گلیوں میں آثارہ پھردگی۔ اس وقت کوئی تنہا دوست یا مددگار نہ ہو گا۔ دیکھو میں نے تمہارے سانسے پروری صاف بیانی سے کام لیا ہے۔ اب تم جانو اس کا نیک و بد کیا ہے۔ کیا تم یہ چاہتی ہو۔ تمہارے فرضی تعصبات میرے حقیقی اغراض و مقاصد پر غالب آجائیں؟

روز امشب ان لفظوں کو سن کر سنانے میں آگئی۔ حیران تھی کہ اس گفتگو کا کیا جواب دے۔

چند منٹ تک وہ بے نور آنکھوں سے والد کے چہرہ کی طرف دیکھتی رہی۔ گویا اسے اپنی قوت سامع پر بھروسہ نہ تھا۔ اور وہ ان لفظوں کی تصدیق باپ کے چہرے سے کرنا چاہتی تھی۔ پھر غالباً سوچ کر میرے دل کا ابال اسے کمرہ کی تنہائی میں ہی نکل سکتا ہے۔ وہ چپ چاپ جلد جلد قدم اٹھاتی اس کمرہ سے چلی گئی

بد نصیب۔ بے یار و مددگار لڑکی! تیری حالت کتنی دردناک اور رحم انگیز ہے۔ کاش میری تسکین کے لئے کلیئر لسن اور ایڈریلا س ہی موجود ہوتے۔ اور وہ تجھے اپنی پناہ میں لے لیتے مگر نہیں۔ وہ اگر صدمہ مقام میں موجود بھی ہوں۔ تو تجھے ان کے پاس جانے ... انہیں منہ دکھانے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کے سامنے تو اپنی داستان الم کیونکر بیان کر سکتی ہے؟ کیا ان کے رد پر اس شہ مناک واقعہ کو بیان کرنے کی نسبت مر جانا بہتر نہ ہو گا؟

اپنی خواب گاہ میں ایک کرسی پر بیٹھ کر اس نے جذبات کو سب جلاب اشک کی صورت میں خوب اچھی طرح خارج ہونے دیا۔ سبزہ ہجوم یاس سے متلاطم تھا۔ آنکھیں اشکبار تھیں۔ اور سن سے وہ رہ کر سبکیاں لینے کی آواز نکل رہی تھی

اسی طرح ایک گھنٹہ گزر گیا۔ مگر اس کے باوجود اسے لیٹنے یا سونے کا خیال نہیں آیا۔ اشیائے یاس کی حالت میں انسان ضروریات معیشت سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔

اسے والد کے اپنی خواب گاہ کی طرف جانے کی آواز سنائی دی۔ مگر اس واقعہ نے نے بھی اس بارہ میں ہنر دار نہ کیا۔ کہ میرے سونے کا وقت ہو گیا ہے۔

بہت دیر تک آستو بہانے کے بعد بڑ بول ہو کر وہ گہری فکر کی حالت میں بے خبر سی بیٹھی تھی۔ کہ بلا یک اس قسم کی آواز سننے سے ہونگا دیا۔ گویا کوئی اس کے کمرہ کے

دردا زہ کی بھی کو گھبرا کر اندر آنا چاہتا ہے۔

وہ چونکی اور اس نے اس آواز کو غصہ سے مٹنا شروع کیا۔ چونکہ دردا زہ اور اس مقام کے دو میان جہاں وہ بیٹھی تھی۔ ہلنگ بچھا ہوا تھا۔ اس نے دردا زہ اس کی نظروں سے پوشیدہ تھا۔ مگر آواز سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی کمرہ کے اندر داخل ہو رہا ہے۔ ایک ہلکی سی جھنجھ مار کر وہ اٹھی۔ اور آگے کی طرف بڑھی۔ کیا دیکھتی ہے۔ کہ ایک مرد کمرہ میں داخل ہو کر دردا زہ کو اندر سے بند کر رہا ہے۔

یہ مرد جعفریہ۔ یعنی سٹرٹارٹز کا نیا خادم تھا۔

روزا منڈ نے اس سے گہرا بٹ اور اضطراب کے لہجہ میں پوچھا۔ جان تم اس وقت کس لئے آئے ہو؟ اسے اضطراب اس لئے تھا۔ کہ کہیں والد نے پریشانی میں کوئی خطرناک بات نہ کر لی ہو۔

وہ بد سناش شرابیوں کی طرح لڑکھڑاتا آگے کو بڑھ کر کہنے لگا۔ "مس کچہ۔ بات نہیں ہیں تو۔ کیا نام بتا رہی ہو؟ صورت پر فریفتہ ہو کر آیا ہوں۔"

روزا منڈ کا چہرہ فرط غضب سے قرمز ہو گیا۔ اودھ چلا کر کہنے لگی۔ "دور ہوؤ دی جنرل اور کبھی میرے کمرہ میں آیا۔ دیکھ تو سبھی صبح والد سے کبکس طرح تیری ہڈیاں پسواتی ہوں؟"

"ہو! ہو! ہو! جعفریہ نے گونا گونا گویا طریق پر قہقہہ لگا کر کہا۔ "تمہارے والد۔ میں۔ کیا نام کوئی ایسی بات نہیں کریں گے۔ اور تم نے اگر غل مجایا۔ تو اس میں تمہارے لئے ہوا خرابی ہے۔ مجھے بہت سی ایسی باتیں معلوم ہیں۔ جن کی وجہ سے تمہارے والد مجھ سے جھگڑا کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔ اس لئے پہلے سب سے ہی طرح سے ایک بوسہ دیدو۔۔۔"

"ناہنجار اب شیطان! روزا منڈ نے جس کی آنکھوں میں اس بے عزتی کی وجہ سے آتش بھرا ہے۔ بھلا کر کیا تجھے میرے ساتھ اس قسم کی شرناک گفتگو کرتے عزت نہیں ہوتی! دیکھ میں پھر کبھی ہوں چپکے سے باہر چلا جا۔ روز کچہ ہو جائے۔ میں شوخ و مل چاکر سب کو بیدار کر دوں گی۔ چنانچہ یہ کبکروہ گھنٹی کی رسی کی طرف بڑھی۔

"دیکھو میں ان فضول باتوں سے باز آ جاؤ۔ جعفریہ نے بڑے سکون کے لہجہ میں کہا۔ اور پھر وہ دونوں بازو چھاتی پلٹت کر بند دردا زہ کے ساتھ پیٹھ لگا کر کھڑا ہو گیا اور روزا منڈ

کی طرف گستاخانہ نظروں سے گھبرنے لگتا۔ اگر تم نے کچھ شرارت کی۔ تو میں تمہارے بھائی
کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ تمہارے والد کو یہاں لے کر لے لو۔ تو جعفر نے نام نہیں لیا۔
نہاںسی ابیرے والد کو "ا خوش از کسے حیرت زده ہو کر چکر کھاتے ہوئے ایک کرسی پر
گر کر گیا۔ تیرہ سے عرصہ میں اتنی خوفناک باتیں طور میں اچکی تھیں۔ کہ اس کا دل ہر قسم کی
بری خبر کو سننے اور اس پر یقین کرنے کے لئے آمادہ تھا۔

"میں شیطان کی قسم میں جوٹ نہیں کہتا" جعفر نے جواب دیا۔ تمہارا باپ میرے
بھائی ہیں۔ اور میں۔ کہا نام سب چاہوں۔ اسے بھانسی پر شکوا سکنا ہوں۔ اس کے
علاوہ مجھے تمہارے اپنے واقعات کی بھی سب خبر ہے۔ صبح کو جب ستر سنگھی...
یا جو کچھ بھی اس کا نام ہو۔ یہاں آئی ہے۔ تو میں نے دروازہ کے ساتھ لگ کر یکساں وقت تو صاف
نہیں کیا تھا۔"

میرے خدا ابیرے خدا۔ روزانہ ملے تھے۔ اپنی خوشنما پیشانی کو زبرد پر کر گیا
اس وقت اسے محسوس ہونا تھا کہ میں دیوانی ہوئی جاتی ہوں۔

"دیکھو میں اس طرح گھبرانے کی بات نہیں۔ جعفر نے کہا۔ کیا نام میں نے یہ باتیں
پریشان کرنے کے لئے نہیں کہیں۔ مگر اصل یہ ہے۔ کہ مجھے تم سے یکایک محبت سی پیدا ہو گئی جو
اور اگر اتفاقیہ طور پر میں نہیں یہ بتا دوں۔ کہ تمہارے والد نے اس بیرون کے حلق پر چیری
پھیر دی تھی۔ جو کل رات یہاں آیا۔ اور جو میری ملنے میں وہی آدمی تھا۔ جس کا ذکر تم نے کل
ستر سنگھی سے کیا تھا۔"

روزانہ اپنے خوفناک جذبات کو جن کا اثر وہ اثر اس کے دماغ میں دیوانی کا عالم
پیدا کر رہا تھا۔ زیادہ عرصہ تک نہ دبا سکی۔ اور اس نے چیخ کر کہا۔ "او دیو حیرت..."

مگر میں اس وقت اسے اس قسم کی آواز سنائی دی۔ گویا اس کا والد اپنی خواب گاہ سے
نکل کر بے سخاں اس گھر کی طرف آ رہا ہو۔ اس کے ایک لمحہ بعد وہ زبردست دروازہ
کو دھکا دیکر اس کمروں میں داخل ہو گیا۔ اس کا دھکاک سے بدشاخ جعفر نے ایک طرف گھر پڑا
والد... پیادہ والد روزانہ نے اس کے بازوؤں میں لپیٹ کر کہا۔ "خدا کے لئے
بیچ اس خوفناک شخص سے پناہ دو۔ جو ابھی میرے سامنے کئی طرح کی ہیبت ناک
باتیں بیان کر رہا تھا۔"

ہے۔ ا۔۔۔ باوجود اس کے جب میں سوچتی ہوں۔ اس برعکاش لڑکے نے یہ خوفناک الزام کتنے سکون۔۔۔ کس قدر اطمینان کے ساتھ اس کے خلاف عائد کیا تو۔۔۔ آہ! میرے خدا! میرے خدا!

اتنا بگڑا ہوا اس طرح رونے لگی۔ گویا اس کا دل ٹوٹنا جا رہا ہو۔

وہ اسی دردناک۔ اذیت دہ حالت میں بیٹھی رہی کہ کمرہ کے دروازے پر ہلکی دستک کی آواز سنائی دی۔ اس نے پوچھا کون ہے؟ جواب میں اس کے باپ کی آواز آئی۔ میں ہوں اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ مگر جس وقت ٹارنر نے اندر قدم رکھا تو یہ خوف زدہ ہو کر پیچھے کھمبہ لگئی۔ کیونکہ اس کا چہرہ لاش کی طرح زرد تھا۔ اور اس پر خوف اور تکلیف دہ جذبات کا اثر نمایاں طور پر نمودار تھا۔

باپ کے سامنے ایسا کے طور پر دونوں ہاتھ جوڑ کر وہ کہنے لگی۔ ابا جان جو بات ہو صاف صاف کہہ دیجئے۔ میں بدترین اطلاع سننے کے لئے بھی تیار ہوں۔ مگر زبردستی خدا بچے تو اس کی حالت میں نہ رکھے۔ یہ میں جانتی ہوں۔ اس گھر میں کئی خوفناک واقعات طبعاً میں آئے ہیں۔ اور ان کی نسبت صحیح واقفیت نہ رکھنے کی وجہ سے میرا دل بے چکر میں آ رہا ہے۔۔۔ میں دلیلاًنی ہوئی جاتی ہوں!

سٹرٹارنر نے بیٹی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا یہ عزیز میرے شک اب وقت آ گیا ہے۔ جب ہمیں سارے حالات سے خبردار کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ برعکاش بغیر میں نہیں اس قدر باتیں بتا رہی ہیں۔ کہ میرے لئے اب حقیقت کو چھپانے کی کوشش کرنا بے سود ہے۔

آہلی کیا نہیں ہے۔ کہ میرے باپ کا ہاتھ خون آلود ہوا۔ کیا یہ صحیح ہے کہ یہ خون بیٹی کی بے حسی کے لئے اکبر سے بہا گیا یا روزنامہ نے رکتے رکتے غیر معمولی جوش کے بجائے کہا۔ اس وقت اس کی آنکھیں دالہ کے خوفناک چہرہ پر وحشت آمیز طریق پر لگی ہوئی تھیں۔

”نہیں روزنامہ نہیں! سٹرٹارنر نے زوردار لہجہ میں کہا! بیٹھ جاؤ اور اپنی طبیعت کو سکون دو۔ میں نہیں سارے حالات سے خبردار کرتا ہوں۔ جن کا اظہار اب ضرور ہو گیا ہے۔“

باپ نے یہ کہتے ہوئے برعکاش لڑکی کو ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اور خود اس کے قریب

جی الیک کر سکے جا کر دونوں باندو کو اس کی لپیٹ کا۔ بارادیکھ کھڑا ہو گیا۔ پہر کہنے لگا۔ کل رات جب تم خواب گاہ میں چلی گئیں۔ تو سرسبز ہی کو دیکھی یہاں آیا تھا۔۔۔ مگر اُس نے اس مکان میں نہ آنے کی جرات کی۔ جس میں اس کی بدولت سخت مصیبت نازل ہوئی۔ مگر اس کی آمد کا منشا یہ تھا۔ کہ اس سے جو خرابی ظہور میں آئی ہے۔ اس کی ہر ممکن طریق پر عملائی کر دے۔ میں اُسے نشست گاہ میں چپوڑ کر اس لئے مقبرہ کے کمرہ میں گیا۔ کہ تمہیں اس کی آمد اور ان تجاویز سے آگاہ کروں۔ جو اس نے اس بارہ میں پیش کی تھیں۔ مگر میں نے دیکھا۔ کہ تم اس قدر جوش کی حالت میں تھے۔ کہ اس معاملہ کی طرف توجہ نہ دے سکتے تھے۔ تمہیں یاد ہے۔ میں اس وقت تمہیں لیکن ڈینے کی فرمائش رک گیا تھا۔ پھر جب تمہاری طبیعت سکون پذیر ہونے لگی تو میں دوبارہ نشست گاہ کی طرف گیا۔ مگر اب وہ کتنا خوفناک نظارہ تھا۔ جو وہاں میرے دیکھنے میں آیا۔

اس غلط اور دھوکا دینے والی تمہید کے بعد مشرعاؤں نے رات کے خوفناک اوقات بعینہ اسی طرح بیان کرنے شروع کئے۔ جیسے وہ ظہور میں آسکتے۔ چنانچہ اس نے سینہ پر ہیکے ہوا روپہ کی چوری کا لہجہ ذکر کیا۔ اور یہ بتایا کہ جان جھپٹنے نے لاش کے دفن کرنے کے معاملہ میں بچے کہاں تک مدد دی۔ خاتمہ پر وہ کہنے لگا۔ میری عزیز لون منڈ تم اپنی طرح دیکھ سکتی ہو۔ واقعات کے اجتماع نے کس طرح ایسی صورت اختیار کر لی ہے کہ اگر یہ خوفناک سانحہ لوگوں کی نظروں میں آگیا۔ تو سب کے شبہات میوے ہی خلاف چوتھے۔ ان حالات کو سن کر تم کہہ سکتی ہو۔ کہ بد معاش جھپٹنے نے کس لئے تمہارے نام پر اس واقعہ کی نسبت گستاخانہ لہجہ اختیار کیا۔ یہ سوچ کر تینا بالکل اس کے اختیار میں ہوں۔ اس نے یقین کر لیا۔ کہ میں اپنی بیٹی کو اس کی لغو کلامی سے محفوظ رکھنے کی کوششیں نہ کروں گا۔ روز امند ان سب باتوں کے علاوہ خود بشر سلنگی کا لہجہ پر اسی سانحہ میں بہت دباؤ ہے۔ اسے معلوم تھا۔ کہ ہیروئٹ شب گذشتہ کو بیانی یا اسے یہ بھی معلوم تھا۔ کہ وہ یہاں سے واپس نہیں گیا۔ جن طرح حالات کے زیر اثر مجھے ساہو وادعا تمہارے روبرو بیان کرنے پڑے ہیں۔ اسی طرح اس کے سامنے بیان کرنے پڑے تھے۔ اور بیچ پوچھو تو اس کے ساتھ میری شادی کی حقیقی وجہ بھی پکا ہے۔ تم اسے مجھری کی شادی سمجھو۔ مگر حالات کا تقاضا ہے۔ کہ یہ رسم بھی شام تک ادا ہو جائے۔ پس بد معاش اگر کبھی میں اپنے بھتیجے یا بھتیجی سے محبت تھی اس وقت اس سے محبت ہے۔ تو از براہ خدا اس پر رحم کرو۔۔۔ و تم کو وہ وہ ملاحت کا سنہرا اور اٹھیں۔ اور اس کے علاوہ خود اسی بیٹی سے کہہ کر ہلو کا طرفہ

سے کوئی قول یا فعل ایسا نہ ہو جس سے اس کا غم یا ذہنی اذیت اور بڑھپے

سٹرٹارڈ نے ایسی چالاک کی کے ساتھ واقعات کو فرحانیات میں لاکر اس داستان کو اپنے میٹھی کے سامنے بیان کیا۔ اور مختلف واقعات کو ایسی ہوشیاری سے الجھایا۔ کہ سننے والے کو معلوم ہوتا تھا۔ وہ درحقیقت بعض حالات کا شکار ہے۔ تدریقی طور پر فیاض طبع ہونا مشد کے دل پر اس کا گہرا اثر ہوا۔ اور اس کے قلب میں اپنے باپ کے متعلق گہری ہمدردی اور رحم کا احساس پیدا ہو گیا۔

”پیارے ابا“ اس نے ساری داستان کو شکر کہا۔ میں آپ سے معافی کی خواہش کرتا ہوں۔ میں آپ سے غموں کی بجٹی ہوں کہ میں نے آپ کی نسبت غیر منفعتانہ اور خوفناک شبہات کو دل میں جگہ دی۔ مگر اس شخص جیفریز کا طرز عمل... اس کا لگایا ہوا خوفناک الزام اور پیرتیں وقت آپ نے اسے کمر میں موجود دیکھا۔ تو آپ کی طرف سے غیر معمولی نرمی کا اظہار ان سب باتوں نے مگر میرے ذہن پر جو گذشتہ چند روز کے عرصہ میں کئی طرح کے صدمے ابنا چکے۔ غیر معمولی اثر کیا... اس نے انہوں سے ہمارا کئی غموں سے واسطہ پڑ گیا۔ اور کئی خطرات نے ہمیں گھیر لیا۔ پیارے والدین آپ سے التماس کرتی ہوں۔ یہ سرزمین اب ہمارے رہنے کے لائق نہیں... اور انگلستان کو خیر یا دکرا کسی اور ملک کو اپنا وطن بنائیں۔“

”نہیں روزا“ اس نے یہ غیر ممکن ہے۔ ”سٹرٹارڈ نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔ میں نے ذاتی حفاظت کے اس فریو پر غور کیا تھا۔ مگر اس خیال کو سوچنے کے بعد فوراً ہی شرمک کر دینا پڑا۔ کیونکہ غیر ملک میں جا کر لگا کر ہی یا فاقہ کشی کرنے کی نسبت اپنے وطن میں خطرات کا ہونا اور مقابلہ کرنا۔ اور خشک روٹی کہا جاتا ہے۔ اور یہ بہتر ہے۔“

”پیارے ابا“ میں دونوں محنت شاکر کر کے روزی کا میں گئے۔ اور اس طرح دوبارہ اپنے حالات میں زندگی بسر کرنے کی کوشش کر نیکی... مگر نہیں جب تک آپ کی بیٹی کی صحت اس قدر بڑھ رہی ہے۔ وہ آپ کو محنت کا موقع نہ دے گی۔ میں خود ہر قسم کی تکالیف برداشت کروں گی... میں محنت کر کے روزی کا میں لگوں گی۔ مگر آپ کی صحت خراب نہ ہوگی۔“

نیک دل لڑکی سننے پر اسے خوشی کے لہجے میں کہا۔ مناسب ہے۔ ہم اس ملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلے جائیں۔ سہرا کے لئے ہم فرانس یا پرتگال یا جیچہ باتوں میں رہا ہوتے۔ حاصل ہے... میں انکو پرکشی ہو سکتی ہوں اور کشیدہ ہو کر جان لی جائیگی۔ اس لئے آپ کی سہرا

میں لندشہ نہ ہو کہ مجھے رزمی کمانے میں کسی طرح کی دقت کا سامنا ہو گا۔

”جہیں نہیں رزدا سنڈینہ نامکن ہے“ اسٹرٹارزن نے کہا۔ اور اب اس کے دستانوں پر افسوس برپا ہے۔ کیونکہ اس مصیبت بدبختی اور خطرہ کی حالت میں جتنا زیادہ وہ اپنی بیٹی کی نیک خدمتوں سے واقف ہو کر باطن میں اس کی خوبیوں کا ادراک ہوتا تھا۔ اسی قدر اس کے اندر اس بارہ میں رنج و اہم کا احساس ہونے لگتا تھا۔ کہ میں نے ایسی نیک لڑکی کے متعلق سترشاگ غماری کا سلوک کیا۔

”نامکن کس لئے۔“ رزدا سنڈینہ پوچھا۔ اباجان ان خطرات پر غور کیئے۔ جن میں آپ اس وقت گھسے ہوئے ہیں اور ایک طرف آپ کا خادم جیفریز موجود ہے جسے نہ آپ برخاست کر سکتے ہیں۔ نہ اسے مارا جاسکے گا موقتہ دے سکتے ہیں۔ اور وہ گفتگو کی پیشی سے گت فنی کے کلمات کہہ رہا ہے۔ دوسری طرف سترٹنگلی ہے جس کے ساتھ آپ شادی کرنے پر مجبور ہیں۔ اور وہ شادی اس مکان میں ایک ایسی صحت کو داخل کرنے کا موجب ہوگی۔ جس کے لئے ہم دونوں میں سے کسی کے دل میں ہی جذبہ محبت یا احترام پیدا نہیں ہو سکتا۔

گس رزدا سنڈینہ سترٹارزن نے گہرا کر کہا۔ یہ سارے آلام... یہ سبقرانیاں اور خطرات میرے معتد میں لگے ہیں۔ تقدیر مجھے اس راہ پر چلنے میں اکسارہا ہے۔ جدھر میرے قدم اٹھ چکے ہیں۔ مجب پر لازم ہے جس طرح بھی ممکن ہو۔ اپنے افسوسناک و دوزخ کی گواہی راہ پر چل کر ختم کروں۔ میں کسی غیر ملک میں جا کر نہ فائدہ کشی کر سکتا ہوں۔ نہ اپنی بیٹی کا شقت سے پیٹ بالنا ہی مجھے منظور ہے۔ اس کے علاوہ مجھے یقین ہے۔ یہاں رہ کر میں اپنی کوشش سے مستقبل قریب میں معقول دولت فراہم کر سکوں گا۔ پس بہتر ہے۔ میں یہیں ہوں۔ اب تم سے جو بات میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ فقط یہ ہے۔ کیا حالات پیش آمدہ میں تم اپنی سوتیلی ماں کے اس گھر میں رہنے پر رضامند ہو۔ یا اس مصیبت میں اپنے باپ کا ساتھ دینے سے انکار کرتی ہو؟

برفیب لڑکی نے جسے باپ سے حقیقی محبت تھی۔ دونوں بازو اسکی گردن میں ڈال لئے اور پیار سے بزل گیر ہو کر کہنے لگی۔ اباجان یقین رکھئے۔ آپکی خاطر میں ہر ایک مصیبت کا مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ خواہ کچھ ہو جائے۔ میں مصیبت کے وقت میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گی۔

یہ خوفناک مکالمہ ختم ہوا۔ تو باپ اپنے کمرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے سینہ میں سخت اذیت وہ جذبات اٹھ رہے تھے۔ بیٹی اپنی چار پائی پر لیٹ گئی۔ جہاں ذہنی اور بدنی تکان کی

وہ ہے وہ تھوڑی دیر بعد سو گئی۔ مگر جو خوفناک باتیں اس نے شب مذکور کو حالت بیداری میں دیکھی یا سنی تھیں۔ وہی خواب میں اس کے سامنے پیش آتی رہیں۔

جملی چک

باب ۸۲

آہ ایہ دنیا جس میں ہم آباد ہیں۔ کتنے عجائبات کا مروج اور حیرت خیز واقعات کا مرکز ہے اور اس کے اندر نوع انسانی کی کس تیزی کے ساتھ راہ ترقی پر چل رہی ہے۔

زمانہ حال کے علوم کے مقابلہ میں دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ یہاں اسلام کی دینی محض جہالت اور لاعلمی کا دسرا نام تھیں۔ مگر زمانہ گزشتہ میں بھی اس دنیا کے اندر صاحب ذہانت لوگ اور بیدار مغز فاضل پیدا ہوئے۔ مگر وہ ترقی کی راہ میں اس لئے کوئی خاص مشغول طے نہ کر سکے کہ ایک تو اس زمانہ میں اتنی دریافتیں موجود نہ تھیں۔ جو آجکل ہیں۔ دوسرے عصر قدیم میں وہ پیرٹ کام نہ کرتی تھی۔ جو زمانہ حال سے مخصوص ہے۔

ہاں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کیا ان ترقیوں کے ہوتے ہوئے ہم اپنے اسلام کی نسبت زیادہ خوش ہیں؟ ایک معمولی مثال دیکھیے۔ کیا زمانہ حال کا مزدور ان قدیم باشندگان برطانیہ سے زیادہ خوش حال۔ زیادہ با آسائش اور حالات کے لحاظ سے زیادہ قابل رشک ہے جو زمین کے اندر غاروں یا درختوں کی کہوہ میں رہتے اور سوئی سے پھنکے لئے اپنے بدن کو رنگا کرتے تھے؟

افسوس! ہر قسم کی غلابہ یا خوشحالی عظمت۔ شوکت اور تہذیب کے باوجود کثیر التعداد اخلاقی مکاتب۔ مجلسی نظام اور ذہنی ترقی کے ہوتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ من حیث القوم لوگوں میں افلاس کا خوفناک مرض ترقی پیا کر رہا ہے۔

لاکھوں بندگان خدا اتنے خوش متھے فارغ البال ادا تھے با آسائش نہیں ہیں۔ جن قدر ہونے چاہئیں بہم دیکھتے ہیں۔ ایک صاحب حیثیت مغز مرق کھیت کے سارے المیہ پر قابض ہو جاتا ہے۔ باقی خلق خدا کو ڈنٹھلوں پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔

اس وقت یہی جب کہ میٹھا لوگوں کو گرانی اور کیانی کی شکایت دہ پڑ رہے صاحب حیثیت طبقہ اپنا وقت عیش و عشرت میں بسر کرتا اور بیفکر ماکے دن گزارتا ہے۔ ان کے

ہاں رقص و سرود کی محفلیں گرم ہیں۔ اندیشہ پرستی حد اتنا کتنی ہوئی ہے۔ غرض طبع انسانی کی ادنیٰ و اعلیٰ خواہشات کے حصول کی خاطر کوئی خرچ یا کوئی فضول خرچی اہٹا نہیں رکھی جاتی۔

اف کس قدر افسوسناک خود غرضی... کتنی جگر من خود پسند کا یہ ہے!

کیا اسیر طبع کے لوگوں کو ان بے شمار غریبوں کا کچھ بھی پاس ہے۔ جو دن بھر مشقت کرتے ہوئے گزراوقات نہیں کر سکتے!

ناظرین! آپ رحم انسانی کی صفت ایک ادنیٰ درجہ کی جوتہڑی میں موجود دیکھیں گے۔ سارے عالم کے محلات میں نہیں... نوع انسان کا درد ایک غریب کی دوزخ نما کوٹھری کے اندر تو موجود ہو گا۔ مگر امر کی شاندار شستہ گاہوں میں نہ گرو نہیں۔

پھر کیا اس کا نام انصاف ہے۔ کہ ایک بیانی کی صحبت کا دوسرے کو ذرا ایسی پاس نہ ہو؟ کیا اس کا نام عروت ہے۔ کہ ایک فریق ناز و رنگ کے جلسوں میں محو ہو۔ اور دوسرا ہڈی کی فکر میں!

کہتے ہیں جس وقت روتہ الکبریٰ میں آگ لگی۔ تو نیر واپنے قصر شاہی کی چیت پر ہڑے سے سانگی بجا رہا تھا۔ کیا امر اور غریب کی حالت پر آج بھی حکایت صادق نہیں آتی؟

مصنوع سخت و سنجیدہ ہے۔ اور اس کی نسبت کچھ۔ لکھنا سخت ذہنی تکلیف کا باعث ثابت

ہوتا ہے۔ ناظرین! کہیں گے۔ پیراس کا ذکر بھی کیوں کیا جاتا ہے؟ اس سوال کا جواب دینے سے

پہلے ہم خود چند سوالات پوچھنا چاہتے ہیں۔ کیا ہر فرد انسانی کا یہ حق نہیں۔ کہ وہ اپنی نوع کی بہتری

کا اتفاق کرے؟ کیا یہ فرض انسانی نہیں کہ کسی فریق کو غلط راہ پر چلتے دیکھ کر اسے متنبہ کیا

جائے؟ کیا کسی قسم کی اصلاح کا اس وقت تک امکان ہے۔ جب تک ان خرابیوں کا

اظہار نہ ہو۔ جن کو رفع کرنا ضروری ہے!

کچھ اور اعتراض یہ سننے میں آتا ہے۔ کہ عورتوں کو قومی مسائل میں دخل دینے کا حق حاصل

نہیں۔ واہ! کتنا فضول اعتراض ہے! یہ کہنا تو سراسر غلط اور واقعات کے خلاف ہے۔

کیونکہ نہ صرف اپنی خاطر بلکہ اپنے بچوں کے لئے بھی جنہوں نے کل کو باپ بننا ہے۔ عورتوں کے

اند قومی معاملات سے دلچسپی پیدا کرنا ضروری ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ کہ عورت کا ذہن اتنا کمزور

ہوتا ہے کہ قومی اجمیریت کے مسائل پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ عورت کا دماغ حقیقت میں مرد

کے دماغ کے برابر روشن ہے۔ مگر اسے بالیدگی کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ لہذا اسے کند کرنے

کی کوشش کی جاتی ہے۔ وہ زمانہ گزر گیا۔ جب عورتوں کے لئے کھنچ پھون کی پردہ کش یا احمد خانہ داری کی نگہبانی کا فرض کاٹی سمجھتے یا انہیں شہ گماہ کا سنگار خیال کرتے تھے۔ مانا کہ ہم عورتوں کے سپاہی یا لاج بننے کے حق میں نہیں۔ اور یہ بھی نہیں چاہتے کہ وہ حوا مشقت کے کاموں میں حصہ لیں۔ مگر وہ سوچتے اور خود کرنے کا کام تو اچھی طرح کر سکتی ہیں عورتوں کی ذہانت سے خاندانہ اثبات کا اب تک دنیا کو خیال ہی نہیں آیا۔ اور ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ اس طرف توجہ دینے سے ترقی عالم میں غیر معمولی امداد حاصل ہو سکے گی۔ عورت کا دماغ مرد کی نسبت زیادہ پرسکون زیادہ دد رس زیادہ بیدار ہو تا ہے۔ ہم اور خود ہی مشکلات کو سلجھانے کا ادہ اس کے اندر قوت انفاق کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کا فیصلہ صحیح۔ مذاق شستہ اور سحر۔ یہ کام لینے کا ادہ مرد سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ پس کیا یہ فضول اور خلاف انصاف بات نہیں۔ کہ عورت کو اس سوسائٹی کی ترقی میں اثر انداز ہونے سے باز رکھا جائے جس کے لئے وہ پہلے ہی ایک زیور اور زلیہ راحت سمجھی جاتی ہے؟

افسوس صرف اتنا ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں میں بھی بعض افسوسناک متشنیات موجود ہیں جیسے ایک امر تھا سنگبسی ہی کی ذات تھی۔ ہم اس حقیقت کو چھپانا نہیں چاہتے کہ اس عورت کے اصول نہایت خراب جذبات نفسانی۔ غیر معمولی طور پر تیز۔ اور اس کی کائنات محض شر و امیر باؤں اور خوفناک سازشوں کے اختراع تک محدود تھی۔ مگر اوہم اس ریاکار فاحشہ کی طرف چلیں۔ اور دیکھیں اس نے اس خوفناک سنجیز کو کیونکر عملی صورت دی جس کا اسے اب بے حد خیال لگا ہوا تھا۔

صبر دم ناشتہ کر کے وہ میز کے قریب بیٹھ گئی۔ اور دماغ سے ان خطوں کا پلندہ نکالا۔ چونکہ مختلف اوقات میں اسے سرسبزی کوڑنی کی طرف سے موصول ہوتے رہتے تھے۔ وہ ان پر مغول بیروٹ کے دستخط کا عقد سے مشابہہ کرنے لگی۔ کم و بیش نصف گینٹہ وہ بیروٹ کے دستخط کی نقل امارتے کی کوشش کرتی رہی۔ اور اگرچہ جیسا اس نے مٹر ٹارنر سے کہا تھا۔ وہ اس کام میں پہلے ہی کافی شاق تھی۔ تاہم اس نے نقل کو مطابق اصل بنانے کے لئے نصف گینٹہ اور مشق کرنا ضروری سمجھا۔

آخر کار اس نے اس خوفناک کام کو ایسے طریق پر سرانجام دیا۔ جو ہر لحاظ سے الطینت بخش تھا۔ چنانچہ اب اس کے سامنے پیر و در پیر پونڈ کا۔ سرسبزی کوڑنی کا دستخط

چک پڑا تھا۔ اور کوئی شخص اسے سرسری نظر سے دیکھ کر ہرگز نہ کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ خود بیرون کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ہے۔

ہم نے بیان کیا کہ یہ عہد ساز مٹی کاموں کی تکمیل اور خطرناک مقاصد کے حصول میں بہت دلیہ اور حوصلہ ور تھی۔ مگر جو خوفناک فعل اس وقت اس نے کیا وہ الیا تھا۔ کہ باوجود بڑے ضبط کے وہ سر سے پاؤں تک کانپ گئی۔ یہ اس لئے کہ اب تک اس نے جو باتیں کیں۔ وہ ایسی تھیں۔ کہ اگر ان کا راز فاش ہو جیتا۔ تو زیادہ زیادہ بنامی اور دولت کا اندیشہ تھا۔ لیکن تھا۔ اس کے چلن پر حرف نہ تھا۔ مگر اس کی زندگی یا آزادی کے متعلق کسی طرح کا خطرہ نہ تھا۔ لیکن اس وقت اس نے جو کام کیا۔ وہ اتنا خطرناک اور دلیہ نہ تھا۔ کہ اس کی بدولت اس کا قدم اس شاہراہ پر اٹھنے لگا۔ جو اپنے راہ لورڈوں کو پھانسی کی منزل تک لے جاتی ہے۔ اس صلی چک کو جو سیز پر سامنے تیار پڑا تھا۔ دیکھ کر وہ زور سے کانپا اور جبک کر نیچے ہٹ گئی۔ ایک بار اس کے جی میں آئی۔ کہ اسے اٹھا کر چاک کر دوں۔ اور اس کے ہزاروں کوڑے بواہیں اڑا دوں۔ تاکہ اس طرح حفرہ کا وہ تارک بادل جو سامنے نمودار ہو گیا تھا وہ جو چلے گئے ہوں۔ یہ خیالی آتنی ہی جلدی دور ہو گیا۔ جس تیزی کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔ وہ فکیر نہ ہوئی۔ اور اس وقت یہ بے خوفی اس کی بڑی حد تک مودگاز ثابت ہوئی۔ اس نے سوچا۔ حفرہ اتنا عظیم نہیں جس قدر وہ باہری النظر میں معلوم ہوتا ہے۔ پس اس نے ہر قسم کے اندیشوں کو نظر انداز کر کے چک کو نیک میں پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

غیر معمولی نفاس کا لباس پہن کر چک کو ساتھ لئے وہ ایک کرایہ کی گاڑی میں لوہر ڈسٹر کی طرف چلی۔ اور اس عمارت کے سامنے گاڑی سے اترتی۔ جس میں وہ نیک واقع تھا۔ جہاں یہ چک بھنونا تھا۔

اپنے دل سے یہ کہہ کر کہ اس وقت پورے حوصلے کام لینے کا موقع ہے۔ وہ بڑی جرات کے ساتھ اس شاندار عمارت کے اندر داخل ہوئی۔ اور سید ہی اس طرف کو چلی جہاں چک پیش کرنا تھا۔

ایک کلک نے فوراً چاک اس کے ہاجہ سے لے لیا۔ مگر جس وقت وہ خوفناک پرزہ پانچ اس کے ہاتھ سے نکلا۔ تو سرسری نگاہی کو اپنا دل سینہ کے اندر جھپٹا محسوس ہوا۔ وہ سوچتی تھی کہ کوئی مذید اب اس چک کو داپس لے لینے کا ہو۔ تو میں اسے داپس لے کر اسی وقت

چاکر کو دور۔

اب اس کا سکون صرف اس انتہائی مجبوری کی وجہ سے تھا۔ جو خطرہ پیش آمدہ سے محفوظ رہنے کا ذریعہ تھی۔ مگر عورت اتنی ریاکار بھی نہ تھی کہ اس نے اپنے قلبی اضطراب کو چہرہ پر مطلق ظاہر نہ ہونے دیا۔ کیا مجال کہ منہ کی رنگت میں ذرا بھی فرق آیا ہو۔

کلرک چک کو ہاتھ میں لے کر قریب کی میز کی طرف گیا۔ اور اسے حقیقتاً یا منہ سلگسکی کے خیال میں زیادہ غور سے دیکھنے کے بعد اس نے کہا: "میڈم اس پر پرسوں کی تاریخ درج ہے۔ کیا اس کے بعد آپ کی سرسبزری کو ریشی سے ملاقات ہوئی؟"

منہ سلگسکی نے جواب دیا: "نہیں۔ اور اسے خود اس بات پر حیرت ہوئی کہ میری طرف سے اتنے غیر معمولی سکون کا اظہار کیوں کر ہوا۔ پھر وہ اپنی طرف سے کہنے لگی: "میرا خیال ہے وہ کہیں مشہرے باہر گئے ہوں؟"

کلرک نے کہا: "میڈم میں اس سوال کے لئے مسافری کا خلاصہ نگار ہوں۔ بات یہ ہوئی۔ کل شام بینک بند کرنے سے ذرا پیشتر سرسبزری کا نوکر آیا تھا۔ اور ہم سے پوچھتا تھا کہ وہ بینک میں تو نہیں آئے؟ پھر اس نے دُعا کر کہہا: "ہاں اس چک کا روپیہ آپ کس صورت میں لینا چاہتے ہیں؟"

اس فقرہ کو سن کر گنہگار عورت کو غیر معمولی اطمینان کا احساس ہوا۔ اسے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا کسی نے اس کو ایک عمیق سمندر کی تہ سے جہاں وہ غرق ہو رہی تھی۔ اور جہاں اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ ایک باہر نکال لیا ہے۔ اس کے اندر جذبات کا اتنا عظیم مزاجانہ اثر پیدا ہوا۔ کہ گویا اب تک اس نے اس مشکل امتحان کے چند منٹ سیدھے کپڑے گزارے تھے۔ مگر اب انتہائے اضطراب کے زیر اثر اسے بینک کی کپڑی کا سہارا لینا پڑا۔ اگرچہ کلرک نے اسے اضطراب سے بے چینی کو باطل نہیں دیکھا۔

اس نے جبکہ کاروبار جس صورت میں وصول کرنا تھا۔ بتایا۔ اور اس کے بعد یہ رقم ادا کر دی گئی۔ تودہ شکر کا کلمہ پڑھتی بینک سے رخصت ہوئی۔

پھر جب کہ وہ شارع سے ہی اپنی اس "پاک تجویز" کی کامیابی کی نسبت دل میں یقین رکھتی تھی۔ تاہم اب عملی طور پر کامیاب ہونے سے اسے اتنی حیرت اور سرسرت ہوئی کہ اسے اپنی کامیابی کا یقین نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اسے مشکل کر جس وقت وہ گاڑی میں سوار ہوئی۔ تو اس کا دماغ

چکر میں تھا۔ اور دل زرد کے ساتھ دھڑک رہا تھا۔ پیر جب گاڑی بنک کے دروازہ سے چلی۔ تو اس کے بچکوں نے سنسر سلینگی کے جوش اضطراب کو اور نہ یاد بڑھا دیا۔ شکر شکر کے وہ اپنے مکان واقع اولڈ برنگٹن سٹریٹ میں پہنچی۔ وہاں سٹرٹارنز سے اس کا منتظر تھا۔ وقت بھی بارہ کے قریب ہو گیا تھا۔ اور اسی ساعت کو اس گنہگار جوڑے نے وکیل کے ہاں جانے کے لئے مقرر کیا تھا۔

وہ نشست گاہ میں داخل ہوئی۔ تو سٹرٹارنز اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔ اور دیر تک اس کے چہرہ کی طرف نظر غور سے دیکھتا رہا۔

سٹرٹارنز حقیقت میں سنسر سلینگی کی اس مجرا نہ کو شمش کا انجام معلوم کرنے کے لئے بہت بے چین تھا۔ کیونکہ اس کی بربادی یا نجات کا نام و مدار اب اس خوشگ کام کی تکمیل پر ہی تھا۔ اس مطلب کے لئے اس نے بہت سی مشکلات کو زیر کیا۔ اور ہتھیار فرمایا کیوں۔ اس روپیہ بیکی کی خاطر اس نے اپنے صنیعہ کی اس آواز کو دبا کر ایک عصمت ریختہ فاش عورت سے شادی پر آمادگی ظاہر کی۔ اور اپنی بیٹی کو اس بات کا یقین دلایا کہ میں اس سے شادی کرنے پر مجبور ہوں۔ اب ان ساری دشواریوں پر غالب آنے کے بعد میں اس وقت جب کہ ساحل کامرائی سامنے نظر آتا تھا۔ وہ بہت ڈرتا تھا۔ کہیں موج حوادث کشتی امید کو چور چور نہ کر دے۔ صبح کو مکان سے چلتے وقت اس نے جان جھیرنے کیا تھا۔ بھی کچھ اس قسم کا تھنسیہ کر لیا تھا کہ وہ بلا تاخیر اس کی ملازمت سے سکدوش ہو جائے۔ چنانچہ جس وقت یہ خود سنسر سلینگی کے مکان کی طرف روانہ ہوا۔ تو اس سے تھوڑی دیر پیشتر جان جھیرنے اس کے مکان سے رخصت ہو چکا تھا اور یہ سٹرٹارنز کے نزدیک تھا۔ خود ایک اطمینان بخش امر تھا۔ غرض چنانک اس کی تبدیل قسمت کے ابتدائی امور کا تعلق تھا۔ اب تک ساری باتیں اطمینان بخش طریق پر ہوتی رہی تھیں۔ اور اب وہ یہ جاننے کا منتظر تھا۔ کہ سب سے ضروری بات میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے۔

سنسر سلینگی کی طرف بڑھ کر اس نے پر شوق لہجہ میں بولا۔ کیوں سینڈم کیا خیر لائی ہو؟ وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور بولی میں کامیاب تو ہو گئی۔ مگر ایمان کی بات ہے خواہ وہ ادھر کی ادھر ہو جائے۔ میں دوبارہ ایسی سخت ذہنی ادیت اور روحانی عذاب کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ اتفاقاً وہ عرصہ جو تیش و مسرت۔ مذکر گرفت اور حصول کامیابی

کے درمیان حائل تھا۔ بہت ہی خوفناک ثابت ہوا کہ
سٹرٹارنز کے دل میں اب اول مرتبہ اس ادباؤں پر وہ سے جسے وہ عنقریب ہی منکر
بنانا چاہتا تھا۔ محبت کا احساس پیدا ہوا۔ عاشقانہ لہجے میں کہنے لگا: "میری جان صبح
کی مصروفیت نے تمہارے چہرے پر سرخی تو بہت دکلائی ہے۔ اگر دی ہے۔ میں شادی کا
لائسنس بھی لے آیا ہوں اور۔۔۔"

"مگر تم نے روزِ ازدواج کی نسبت کچھ انتظام کیا؟ سٹرٹنگبی نے جلدی سے پوچھا۔
سٹرٹارنز بولا: "اس کا اب فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ ٹارنر کا بیچ میں تمہارے ساتھ
نہایت ادب آمیز سلوک کرے گی۔ وہ ان پر اس کا برتاؤ تمہارے ساتھ ویسا ہی ہو گا
جو کسی بیٹی کا ماں کے ساتھ ہوتا چاہیے۔ میں نے دلائل کے زور سے اس کے سامنے عرض کیا
کہ رفع کرنا۔ اور اب وہ ہر طرح میری بات ماننے پر رضامند ہے۔"

سٹرٹنگبی کہنے لگی: "اس سے معلوم ہوا کہ سبھی کام اطمینان بخش طریق پر ہو رہے
ہیں۔ یقیناً خدا کی عنایات ہمارے شامل حال ہیں۔ مگر میں اب میں سب سے پہلے سٹرٹارنز
کے دفتر کا طرف چلنا چاہتی ہوں۔"

چنانچہ دونوں اس طرف کو روانہ ہوئے۔ انہوں نے مختصر لفظوں میں وکیل کے سامنے
اپنی آمد کا منشا بیان کیا۔ اور اس نے بھی اس تصفیہ پر کسی تعجب یا حیرت کا اظہار نہ کیا۔
کیونکہ ہر دو ایک نیچے کاروباری آدمی بنا۔ اور اسے خواہ کسی طرح کی ہدایات دی جائیں۔ وہ
کبھی اپنے جذبات کا اظہار نہ کرتا تھا۔ جن سے اس کے موکلوں کو رنج پہنچے۔ نہ وہ اپنے موکلوں
سے ان کا مرضی کے خلاف کوئی بات جلنے پر زور دیتا تھا۔ ساری ہدایات کو شکوہ ایسے سکون
اور اطمینان کے ساتھ گویا مسئلہ کسی اراضی کی خرید کا ہو۔ کہنے لگا: "مطلب یہ ہے کہ میں
سٹرٹارنز کی اس مقدم کو اس وقت تک بطور امانت رکھوں۔ کہ سٹرٹارنز شادی کے بعد اسے
وصول کر لے آئیں؟"

"ہاں" سٹرٹنگبی نے کہا

"اور میرے دوست میں کل صبح ہی یہ رویہ آپ سے اپنے کے لئے حاضر ہوں گا مگر
ٹارنرز نے مسکرا کر کہا

سٹرٹارنز نے نوٹوں اور پونوں کو لوہے کی پیٹی میں محفوظ کر دیا۔ اور کہنے لگا: "بہت

اچھا یہ آپ کی امانت ہے جب چاہیں لے جاسکتے ہیں۔ مسٹر مارنز میں اس شادی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔۔۔ مسٹر سلنگسی آپ کے لئے بھی میری دعا ہے کہ یہ شادی آپ کی حیات کا اہل کام و زحمت ہو۔

اتنا کہکرویل نے دونوں کو سلام کیا۔ اور وہ اس کے دفتر سے رخصت ہو گئے۔ اب مسٹر مارنز مسٹر سلنگسی کو اولڈ برلنگٹن سٹریٹ میں چھوڑنے چلا۔ اور وہاں سے جبکہ جلد ملن تھا گاڑی میں سوار ہو کر اپنے مکان کی طرف لڑا۔ تاکہ شام کے کھانے سے قبل فارغ ہو کر رسم شادی کے لئے تیار رہ سکے۔

مگر جب وہ گاڑی میں پہنچا۔ تو جس خادمہ نے دروازہ کھولا۔ اس کی زبانی معلوم ہوا کہ اس کی مٹی روزانہ ایک گھنٹہ پیشتر مکان سے رخصت ہو گئی ہے۔ رخصت ہو گئی ہے؟ مسٹر مارنز نے حیرت زدہ ہو کر کہا "مگر وہ بہر حال رات ہی آج بھی" اس نے نیم یقینی۔ نیم استغما یہ بھیہیں کہا "کیا وہ اپنی واپسی کے متعلق کہہ نہیں سکتی تھی۔ کہ میں کب تک آؤں گی؟"

خادمہ بولی "انہوں نے زبانی صرف اتنا کہا تھا کہ میں ان کی طرف سے آپ کو یہ رقعہ دے دوں۔"

مسٹر مارنز نے رقعہ خادمہ کے ہاتھ سے لیکر چاک کیا۔ اور اس کے اندر جو رقعہ بند تھا اسے بغور پڑھنے لگا۔ لکھا تھا:-

اباجان سب سے پہلے میں اس فعل کے لئے معافی کی خواہش کرتا ہوں۔ جو میرے پیش نظر ہے مگر کیا کروں۔ میرے لئے یہ سراسر غیر ممکن ہے کہ میں اس مکان میں اس عہد کے ساتھ رہوں۔ جو عنقریب میری سوتیلی ماں کا درجہ حاصل کرنے والی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا تھا میں اپنا آبائی مکان چھوڑ کر کہیں نہ جاؤں گی۔ اور جاسمہ وہ وعدہ بچے دل سے کیا گیا تھا مگر اس کے بعد جو خیالات پیدا ہوئے۔ وہ میرے دماغ میں اتنا درد و آگ کا اثر پیدا کرنے والے تھے کہ میں محسوس کرتی ہوں۔ میرے لئے اس وعدہ کا ایسا سراسر غیر ممکن ہے آپ کو معلوم ہے گذشتہ چند گھنٹوں کے عرصہ میں میرے احساسات کو کتنا سخت صدمہ پہنچا۔ اور میرے دل کس درجہ مجروح ہو چکا ہے۔ میں نے اپنے غم کو دبائے اور نہ ہنسی آؤں گا۔ کہنے کی بہت کوشش کی۔ مگر شب گذشتہ کے واقعات یعنی اس بدعاش جیفریز کا بیباکانہ سلوک اور سرنہری کورٹنی کے مطلق خوفناک راز کا انکشاف۔ ان باتوں نے پیارے والد میرے دل کو سخت ہی مضطرب کر دیا ہے اور میں کہہ سکتی ہوں۔ آپ ہی اس ناچیز بچی کے دل سے دیکھ سکتے ہیں کہ ان کے دل میں زیادہ مضبوطی کے اس باغیچہ کو برداشت نہ کر سکتا۔ پس اس حساب سے

کہ اس گھر میں میری موجودگی آپ کے لئے موجب راحت نہیں بلکہ باعث تشویش ہوگی۔ میں یہاں سے رخصت ہوتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آپ کی دعائے خیر ہمیشہ میرے شامل حال رہے گی۔ پیار سے اپنا پیسہ لے لئے غم نہ کرو۔ خدا کا راز ہے اور وہ میری حفاظت کا کوئی ذریعہ پیدا کر دے گا میں وقتاً فوقتاً آپ کو خط لکھتی رہو گی اور اگر کبھی خوشی کا زمانہ پھر آیا... مگر انوس اس کی نسبت سروسٹ میرے دل میں کوئی امید نہیں۔ ایک طرف میں آپ کے ذمہ چھوڑتی ہوں اور وہ یہ کہ میری عزیز از جان بہن اور بھائی کلیرنس کے سامنے میری رخصت کے متعلق کوئی عذر جو آپ کو معقول نظر آئے پیش کر دیکھے گا اور اصرار پیار سے والدہ اوداع ایس نہیں جانتی۔ اس خط میں کیا لکھ رہی ہوں۔ کیونکہ دماغ میں آگ سی لگی ہوئی ہے۔ دل بٹھا جاتا ہے اور آنکھیں آنسوؤں سے پر ہم ہیں...

جب تک سٹرائزنز اس رقعہ کو پڑھتا رہا۔ فادمہ اس کے چہرہ کو عذ کی نظر سے دیکھتی رہی رقعہ کے مضمون کو ختم کر کے سٹرائزنز نے اپنی نگاہ پرزہ کاغذ سے ہٹائے بغیر ہی کپکپائی ہوئی آواز میں فادمہ سے پوچھا: کیا اس رندانڈ مضطرب نظر آتی ہے؟

فادمہ کہنے لگتی تھی ہاں۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور اُن کی حالت دیکھ کر مجھے سخت ہی سنج ہو گیا۔ میں نے انہیں تسلی دینے کی کوشش کی۔ مگر انہوں نے بالواسی کے ساتھ سر ملایا۔ اور اس طرح سسکیاں لیتی رہیں۔ گویا اُن کا دل ٹوٹا جا رہا ہو۔ میں نے پیٹے ہی سمجھ لیا تھا۔ وہ مکان سے جا رہی ہیں۔ کیونکہ اُن کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی گٹھری تھی۔ اور جب انہوں نے یہ رقعہ آپ کو دینے کے لئے پیش کیا۔ تو اتنا روئیں کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔

سٹرائزنز نے اور کچھ نہ کہا۔ اور وہاں سے سیدھا اپنے کمرہ میں پہنچا۔ جہاں وہ شام کے ساڑھے پانچ بجے تک رہا۔ اس وقت وہ شادی کا لباس پہننے کو نشست گاہ سے اُتر آکر زکریا دسترخوان بچکانے کے متعلق سوال کیا۔ مگر اس نے جواب دیا مجھے ہموک نہیں اور فوراً گاڑی تیار کرنے کا حکم دیا۔ جیفریز کی بجائے اُسی صبح کو عارضی طور پر ایک کم سن لڑکے کو سائیس کی جگہ ملازم رکھ لیا گیا تھا۔ وہ گاڑی تیار کرنے چلا اور سات بجے سے چھوڑی دیر پہلے سٹرائزنز اولڈ بنگلنگن سٹریٹ میں پہنچ گیا۔

چہنپ کہ وہ نہایت سنگدل اور بے رحم شخص تھا۔ مگر اس واقعہ یہ ہے کہ مٹی کے فرار سے اسے بھی سخت صدمہ ہوا اس لئے نہیں کہ وہ سمجھتا تھا۔ اس کی عدم موجودگی پر نشان کن تھا ہوگی۔ کیونکہ حقیقت میں اسے اپنی بیٹی کے ساتھ اس درجہ محبت نہ تھی کہ وہ اس خیال کو دل میں جگہ دیتا۔ سنج اسے اس وجہ سے ہوا کہ اس کے خوار کی بدولت اس پر واضح ہو گیا کہ میرا زادی

ہمیشہ کے لئے ہاتھ سے جاتی رہی۔ اور مجھے ایک شدید ضرورت کے تقاضے سے اپنی قسمت کو ایک ایسی ادبائش اور بگڑی ہوئی عورت سے وابستہ کرنا پڑا ہے۔ جس کی آمد کے خیال نے میری بیٹی کو گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔

اس قسم کے خیالات کی وجہ سے مسٹر مارنر اپنے چہرہ کو اتنا پرسکون نہ بنا سکا جتنا وہ جیسے موقع کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی جہانک ممکن تھا۔ اس نے ظاہر داری کو برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ چنانچہ جب اولڈ برنگلٹن شریف والے مکان میں مسٹر بلنگسی نے اس کا خافہ ڈاکٹر وگٹیل اور دودا اور مہانوں سے کرایا۔ جو پہلے سے موجود تھے اور جن میں سے ایک پادری تھا۔ تو اس نے کسی غیر معمولی اضطراب کا اظہار نہ ہونے دیا۔

رسم شادی اس پادری نے ہی ادا کی اور دہن کی حوالگی کی رسم ڈاکٹر وگٹیل کی طرف سے ہوئی۔ بعد میں ایک بدشوکت و دسترخوان بچھا یا گیا۔ آخرات کے دس بجے کے تھوڑی دیر بعد مسٹر اور مسٹر مارنر کا بیچ کی طرف روانہ ہوئے۔

میوہ تلخ

باب ۸۳

دوسرے دن صبح کے پہلے اسیے مسٹر مارنر مسٹر باورڈ وکیل کے دفتر میں داخل ہوا۔ باوجود ان بہت سے ناگوار واقعات کے جن کے حال میں ظہور پذیر ہونے سے اس کا مضطرب رہ چکا تھا۔ اس وقت اس کے چہرہ پر اطمینان کی مسکراہٹ نمودار تھی۔ کیونکہ اسے عنقریب ایک نئی قرار رقم وصول ہونے والی تھی۔ اس کی انگلیاں ان نوٹوں اور پونڈ نوٹوں کو اپنی گرفت میں لینے کے لئے بے قرار تھیں جنہیں کل سہ پہر کو مسٹر باورڈ کی بیٹی میں بحفاظت رکھ دیا گیا تھا۔

رہسہ میں وہ سوچ رہا تھا کہ اس نوپیر کی مدد سے میں سائے ترغیے ادا کر کے مالی تفکات سے بہائی حاصل کروں گا۔ اور اس کے بعد میں نے جو عمارتی کام شروع کر رکھے ہیں ان کی تکمیل سے اتنی معمول آمدنی شروع ہو جائے گی کہ "نکار وڈ ٹمٹ" جانے کے ساتھ ہی "غم فروا" بھی نہیں رہے گا۔ اس قسم کے دل خوش کن خیالات نے جو کاٹیج سے وکیل صاحب کے دفتر تک آتے ہوئے اس کے قلب میں پیدا ہوئے تھے اُسے سرور اور اطمینان

کر دیا۔

یہ ایک امر واقعہ ہے کہ ان کی کسی جگہ سے روپیہ وصول کرنے جائے تو خواہ وہ بنگالی ہو۔ یہ روپیہ زیادہ عرصہ تک میری جیب میں نہ رہیگا۔ بلکہ اسے ایک ہاتھ میکے دوسرے ہاتھ ادا کر دینا ہوگا۔ اسے غیر معمولی اثر راحت ضرور محسوس ہوتا ہے۔

یہ پہلا موقع تھا کہ مشرباز نے مدت دراز کی تفریق کے بعد ذرا الطینان محال کیا۔ چنانچہ جس وقت وہ مشرباز کو کے مکان کے صدمہ دوا کی ٹیڑھیں پھڑھنے لگا ادا سے قریب ہی ایک غریب گداگر عورت بچہ کو تشنگی انداز سے گود میں لئے نظر آئی۔ تو اپنی خوشی میں مجھ پر کہ اس نے اس غریب کی طرف شہانہ عقارت کی نظر سے دیکھا۔ وہ اسی خوشی المنان کو کتنا بدو مانع بنا دیتی ہے!

چہرہ پر مسکراہٹ اور دل میں سردی کا احساس لئے مشرباز دفتر کے اندر داخل ہوا مگر یہاں معاملات کی جو صورت اسے نظر آئی وہ بہت پریشان کن تھی۔

ہر طرف اضطراب پھیل چکا تھا۔ کلک کلک کی کے قریب جمع ہو کر ہنرہ صورتیں بنائے ٹیسٹ ٹیسٹ باتیں کر رہے تھے۔ سبکی شریفیادہ جکوں کو جن پر ان کے نام منقش تھے۔ وہ جن میں بنگالی ہریان کی ہنڈیاں اور نکالت نامے بندھے تھے۔ کھوکھو دیکھ رہے تھے۔ اور دو تین عورتیں ایک کونے میں کھڑی زار زار روتی اور رہ رہ کر یہ کہہ رہی تھیں۔ ”مواکتا بدویش نکالا“ ”تھک نہیں کا“ ”ہم غریبوں پر بھی اسے رحم نہ آیا“

اس ہیئت تک نظارہ کو دیکھ کر مشرباز نے خوفزدہ۔ حیران و ششدر اور خاموش کچھ کوشیا۔ اسے اپنے دل میں سردی کا اثر محسوس ہوا۔ اس کی حالت اس وقت ایسی تھی کہ کوئی چاہتا تو انگلی کے اٹارو سے اسے فرش زمین پر کرا سکتا تھا۔

بہت دیر بعد جب اس کی طاقت گویائی بحال ہوئی تو وہ ان شرف سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

”معاذ جبالہ... آخر یہ کیا معاملہ ہے؟“

جو آدمی جکوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کلکوں کی طرف اشارہ کر کے کہا ”ان سے ہی کچھ پوچھئے“ اس کے انداز سے پایا جاتا تھا کہ جواب آنا تو کچھ بہت کدھ لٹے ہوئے ہیں۔ اور اس قسم کی اطلاع دیا کرنا دیکھ کے ملازموں ہی کا فرض ہے۔

مشرٹارز نے اب ان کلرکوں کی طرف رجوع کیا۔ اور کہنے لگا "کیوں صاحبان۔ آپ ہی کچھ بتائے۔ معاملہ کیا ہے؟ کیا مشرباؤں پر بیکاریک کوئی آفت نازل ہوئی ہے؟"

"ہاں آفت ہی سمجھئے۔" کلرکوں میں سے ایک نے چہرہ پر استہزا کی علامات پیدا کر کے کہا۔

"کیا اس کا انتقال ہو گیا؟" مشربارز نے جس کا جوش اب ناقابل برداشت ہو چلا تھا گہرا کر پوچھا۔

"نہیں۔ جناب... انتقال تو نہیں۔ البتہ..."

"وہ البتہ کیا؟" مشربارز نے سر سے پاؤں تک کانپتے ہوئے پوچھا۔

"جناب وہ فرار ہو گیا ہے؟" ملازم نے جواب دیا۔

"فرار ہو گیا؟" مشربارز کے منہ سے نہایت بڑے لفظوں میں نکلا۔ اور اس کے ساتھ

ہی اس کے دماغ میں ایسا چکر آیا کہ اگر دیوار کا سہارا نہ ہوتا تو وہ ضرور ایک مخمور شرابی کی طرح زمین پر گر جاتا۔

ہاں۔ یہ امر واقعہ تھا کہ سکون پسند۔ کلرک و باری اور دیانت دار مشرباؤں و شوب گذشتہ

کو کسی طرف فرار ہو گیا۔ کسی کو معلوم نہ تھا۔ وہ کہاں گیا۔ اگرچہ سینکڑوں اس کے فرار سے

تباہ ہو کر بد دعائیں بے ہے تھے۔ چند منٹ گزرنے پر کلرکوں میں سے ایک نے مشربارز

سے جو کمرہ کی دیوار کے ساتھ بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ اور اس کی آنکھیں متحرک۔ چہرہ لاش

کی طرح سپید اور عسائی شخی طریق پر کانپ رہے تھے پوچھا "صاحب آپ کچھ بیمار ہیں؟"

"نہیں۔ نہیں۔ میں جلد ہی اچھا ہو جاؤں گا۔" بے نصیب شخص نے کہتے ہوئے کہا۔ "مگر یہ

صدمہ... آفت! یہ صدمہ ناقابل برداشت ہے! ہائے میرے دو ہزار پونڈ..."

تباہی! تباہی!"

کلرک کہنے لگا "جناب یہ واقعہ آپ کی طرح بہتوں کی تباہی کا باعث ہو گا۔ مگر یہ سوچو دل کو

تسلی دیجئے کہ صرف آپ ہی ایسا آدمی نہیں ہیں۔ جسے نقصان پہنچا۔"

تسلی! ایک مشربارز کے لئے تسلی کا امکان باقی ہے جس کی ساری امیدیں خاک میں

مل گئیں... جس کی برباد تھا حد انتہا کو پہنچ گئی۔ اسی بربادی سے بچنے کے لئے اس نے

سیکڑوں قربانیاں کیں اور ہر قسم کے جھوم اور گناہ اپنے اوپر لئے... اسی بربادی

محمود نے اپنے کئی غلط اس نے اپنی بیٹی کی عصمت سر نہ ہی کوٹنی جیسے ادا باش امیر کے حوالہ کی اور خود ایک فاحشہ جعلی ساز عورت سے شادی کرنا منظور کیا۔ ہائے! ان قربانیوں کے باوجود وہ سب ادا اور بربادی سے نہ بچا!

ادبہ نصیب۔ آخر کچھ ان تمام سازشوں۔ گنہوں اور زلموں کا ثمرہ کیا ملا؟ تو ذلیل گڈوگر ہر گڈوگر میں بھیک مانگتا۔ تو افلاس و بخت کی انتہائی تلخیوں سے بہرہ اندوز ہوتا۔ مگر اسے کاش اس خوفناک بازی میں اپنی راحت۔ چلن۔ نیک نامی اور عزت کو برباد کر کے آج اس قابلِ عزت حالت تک نہ پہنچتا!

دیکھنا۔ وہ شخص جو دہشت پرست فخریہ انداز سے سر کو اٹھائے۔ مسکراتا ہوا دفتر کے اندر داخل ہوا تھا۔ اب پڑمرودہ عورت۔ خم کمر۔ ذات نصیب۔ بے مال پریشان۔ اپنی اصل عمر سے ۱۰ سال بڑھا ہوا ہر کام پر آمادہ ہے۔ کیا اس وقت اس کی حالت اس غریب بھکاری سے زیادہ قابلِ نفرت نہیں جس کے ساتھ ذرا ادب پرست اس نے شاید حقارت کا سلوک کیا تھا؟

آہ! اس دنیا کی دورنگی کتنی حیرت خیز ہے! زمانہ کا انقلاب کس طرح ان واحد میں غمزدگی و شخص کو کچل کر تو قرضہ دلت میں گرا دیتا ہے!

بے نصیب شخص۔ کیا تیری سزا کا آغاز اس دنیا میں نہیں ہو گیا؟ کیا وہ چیز جسے دنیوی نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس جہان میں ہی موجود نہیں؟ کیا تیرا دل و دماغ اذیت کے خوفناک شعلوں میں جھسم نہیں ہو رہا؟ کیا تیری زبان شدید بخار کے مرعین کی طرح خشک نہیں؟ کیا تیری روح کو کوئی غیر فانی کیرا نہیں لگا رہا؟ تیرے مکان میں ایک لاش دفن ہے جس کا دفن تیری زندگی کو خطرہ میں ڈال سکتا ہے۔ تو اس مکان پر کس طرح دباؤ جاسکتا ہے جسے تیری مظلوم بیٹی نے تجھے تیری ناعاقبت اندیشیوں کی وجہ سے چھوڑا۔ اور جہاں تو نے ایک نیک دل محسوس کو نکال کر اب ایک گھنگار زانیہ کو لایا ہے۔

جب ہم اس بات کو سوچتے ہیں کہ انسان کی بدنی ساخت کس درجہ نازک ہے۔ اور کس طرح انتہائی غم۔۔۔ فوری بربادی اور غیر معمولی اذیت۔ قلب کی حرکت کو بند کرنے یا دماغ میں اختلاج خون پیدا کر کے سر عام کی قربت پہنچانے کا موجب ہو سکتی ہے تو یقیناً یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ انسان صدمات کے لئے بار غظیم کو بھی جو مٹھڑا۔ نر کو اٹھا کر بڑا برداشت کر کے زندہ رہ سکتا ہے۔

بے شک۔ انسان کا دل انتہائی کشیدگی کی حالت تک پہنچ کر ہی اپنے فعل کو معطل کر رہا ہے اور دماغ میں ہزاروں خوفناک۔ دیوانہ کن خیالات کا ناقابلِ برداشت ہجوم پیدا ہو چکا ہے تبھی فہم و ادراک کی صفات علوی انسان کو جواب دیتی ہیں یا کسی رگ کے پھٹ جانے سے۔ ورنہ نصیب اس انتہائی اذیت سے نجات حاصل کرتا ہے۔

جب کہ مسٹر مارنر سربراہ ڈاکٹر کے وزار کی خبر سن کر زندہ درگور کی سی حالت میں تھا اس کے مکان پر ڈاکٹر مارنر کا شیخ میں بعض اہم واقعات ظہور میں آئے تھے۔ مسٹر مارنر جس کا نام کل تک سنر سلنگبی تھا۔ اپنے کمبوں کو کھول کر ان کا اسباب جگہ جگہ رکھنے میں مصروف اور اپنے دل میں اپنی تجاویز کی کامیابی پر مسرور تھی۔ اسے بے عزتی سے محفوظ رہنے کیلئے شوہر مل گیا تھا۔ اور وہ شوہر اس وقت جس روپیہ کی وصولی کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس کی بدولت اسے گھر کی مالی شکلات رفع ہو جانے اور عمارتی کاموں کے ذریعہ آئندہ معقول آمدنی کی امید تھی۔ روزانہ کے مکان سے چلے جانے کی بھی اسے خوشی تھی۔ کیونکہ یہ لاکھ بے حیا اور فاحشہ تھی۔ بہر حال اس بات سے اس کی طبیعت گھبراتی تھی کہ مجھے ایک ہی مکان میں اس لڑکی کے قرب میں رہنا پڑے گا۔ جو میرے سامنے اسرار سے خبردار ہے اور جسے خود میری طرف سے سخت ضرر پہنچا یا گیا ہے۔

مسٹر مارنر ان خانگی امور اور اطمینان بخش خیالات میں غوطہ کھینچ رہا تھا اور وہ سب اس کے دل کا جیسے پہلے دن جیفریز کی بچلے ملازم رکھا گیا تھا۔ بغ میں کچھ کام کر رہا تھا۔

اس خادمہ سے مخاطب ہو کر جو پپ سے پانی پھر رہی تھی۔ اس نے کہا "کیوں تمہاری رائے نئی بیگم صاحب کی نسبت کیسی ہے؟"

"عورت تو ابھی معلوم ہوتی ہے" خادمہ نے جواب دیا "مگر اب تک مجھے اس کی نسبت اتنے حالات معلوم کرنے کا موقع نہیں ملا کہ کوئی خاص رائے سے سکوں۔ مگر میری قیامت یہاں کیا کر رہے ہو؟"

روکا جوسن میں ایک گڑھا کھود رہا تھا۔ ذرا کر کہنے لگا "تمہیں شاید معلوم نہیں میں باغبانی خوب کر سکتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں۔ اس پردے کو یہاں سے نکال کر دوسری جگہ دھوپ میں گاڑ دوں۔ کیونکہ اس جگہ ہر وقت سایہ رہتا ہے اور یہاں اس کے پھینپنے

کی امید نہیں۔“

خادمہ نے کہا ”میں سمجھ گئی۔ یہ چودا یہاں پر جیفریز نے جو کل صبح یکایک ذکر کی تھو کر جلا گیا نکھایا تھا۔ اس کے جانے پر ہی میں نے تمہیں یہاں ذکر رکھوایا تھا مگر وہ منہ نہ کہنے لگی۔ تم کہ کیوں گئے؟ کھودے جاؤ۔ میں دیکھتی ہوں۔ تمہیں کس حد تک باعنائی آتی ہے؟“

”لو۔ اس کا ثبوت میں ابھی دے سکتا ہوں“ لڑکے نے جواب دیا اور یہ لہک رہا کہ اس وجہ سے اور زیادہ تیزی سے کھدائی کرنے لگا۔ کہ ایک سین لڑکی اس کے کام کو توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔ ذرا وقفہ کے بعد اس نے پہرہ لگا ”یہ میں تم سے کہہ دیتا ہوں کہ اس جگہ کی کھدائی میری اصلی قابلیت کا کچھ ہی ثبوت نہ دے سکے گی۔ کیونکہ یہاں کی زمین بہت نرم ہے اور قبضہ گہرا میں اس مقام کو کھودتا ہوں۔ اسی قدر یہ بات یقینی نظر آتی ہے کہ اس جگہ زمین ہمالیہ کھود کر دوبارہ دبائی گئی ہے۔“

”نہیں۔ میں نہیں مانتی“ خادمہ نے کہا۔

”واہ۔ مانتی کیسے نہیں ہو؟“ میری کہنے لگا ”خدا دیکھو تو یہی۔ یہاں پر کھدائی کئی سانی کے ساتھ ہو رہی ہے۔ کیا تم مجھے اتنا ہی نادان جانتی ہو؟“

لڑکی منہ نہ کہنے لگی ”تم اپنے آپ کو بہت باخبر سمجھتے ہو۔ مگر میں کہہ سکتی ہوں کہ اس معاملہ میں تم ضرور غلطی پر ہو۔ جیفریز کے آنے سے پہلے یہاں کوئی مرد حتم موجود نہ تھا۔ اور جیفریز نے ہمارے سامنے یہاں پر کبھی گڑھ نہیں کھودا۔“

”لو میں تمہیں اس کا ایک اور ثبوت دیتا ہوں۔ تم چاہو تو میں اسے اتنا تک کھود ڈالتا ہوں جہاں تک پہلے کھدائی ہوئی تھی۔ مگر یہ میں یقینی طور پر کہتا ہوں کہ یہ جگہ ضرور پہلے کھودی گئی تھی۔ لڑکے نے باصرار کہا۔

خادمہ بولی ”تم بڑے صندی ہو۔ مگر خیر تم اسے کھودے جاؤ۔ میں بائیں منڈ میں واپس آکر دیکھتی ہوں تم کتنی کھدائی کرتے ہو۔“

لڑکی بانی کی صراحتی لیکر باورچی خانہ میں پہنچی اور میری اس زور سے گڑھا کھودنے میں مصروف رہا کہ اس کی پیشانی عرق عرق ہو گئی۔

لڑکی کے واپس آنے تک وہ بہت سی کھدائی کر چکا تھا۔ اور اب اس جگہ ایک گڑھ

قرب گہراڑھا نظر آتا تھا۔

”ابھی تک اس کام میں گے ہوئے جو آٹھ ٹکی نے واپس آکر کہا۔ تم نے تو اتنا گہراڑھا کھود ڈالا۔ کہ اس پورے کو اس میں سارے کا سارا دفن کیا جاسکتا ہے۔ مگر خدا یہ گڑھا کس قسم کا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ گویا کسی نے لاش کو دفن کرنے کے لئے کھودا ہو۔ پیری خدا کے لئے اس طرح کی کھدائی نہ کرو۔ مجھے رات بھر قبروں کے خواب ہی نظر آتے رہیں گے۔“

خادمہ کا نفرتناکمل ہی تھا۔ کہ پیری کے منہ سے زور کی چیخ نکل گئی۔ اس نے ڈرتے ڈرتے گڑبے کے اندر نظر ڈالی۔ اور پوچھنے لگی۔ ”کیوں کیا بات ہے؟“

وہ اتنے میں تیزی کے ساتھ گڑبے سے باہر نکل آیا۔ اور زور دہو کر سر سے پاؤں تک کانپ رہتا کہنے لگا۔ ”تم لاشوں کا ذکر کرتی ہو۔۔۔ ذرا دیکھو تو سہی۔۔۔ یہاں پر کسی انسان کا ماتھ۔۔۔“

لڑکی نے بھی زور کی چیخ ماری۔ اور خوف کے کھلے منہ سے نکلتی دھڑک بادرچی خانہ میں پہنچ گئی۔

ان آوازوں کو سنکر سنسز مارنر زینہ سے نیچے اتری۔ پیری اس سے اس راستہ میں ٹالا جو لال سے عقبی صحن کی طرف جاتا تھا۔ اور کہنے لگا۔ ”بگیم صاحب۔۔۔ بڑا ہی خوفناک نظارہ دیکھا ہے۔۔۔ ادا ادا۔۔۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟۔۔۔ اب ہمارا کیا ہوگا؟“

سنسز مارنر نے لڑکے کی مضطرب صورت اور اس کی پراسرار گفتگو سے خود بھی گہرا کر کہا۔ کہاں۔ کیا بات ہے؟۔۔۔ کچھ کہو تو سہی۔

لڑکے کی آنکھیں وحشت آمیز طرح پر حرکت کر رہی تھیں۔ اور وہ سخت خوف زدہ نظر آتا تھا۔ کہنے لگا۔ ”بگیم صاحب۔۔۔ دہاں اس گڑبے میں۔۔۔ ایک لاش۔۔۔ ایک مرد کا ماتھ۔۔۔“

”خدا کی پناہ! سنسز مارنر نے خود بھی وحشت زدہ ہو کر کہا۔ کیونکہ لاش اور مرد کے ماتھ کا ذکر سنکر آن دا حدیس سے خیال آیا کہ ہر دوسرے سنسز مارنر کی لاش مل گئی ہے۔“

”ہاں بگیم صاحب۔۔۔ بیچ بیچ کسی مرد کا ماتھ زینہ سے باہر نکلا ہوا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔“ لڑکے نے باہر آکر کہا۔ اور ممکن ہے میرے پیادے۔۔۔ ٹہ بھی گیا ہو۔ مجھے کیا خبر اس جگہ کسی کی لاش دفن ہے۔“

اس خفا کا اطلاع کو پا کر کل کی دہن روکھڑا گئی... اس کی آنکھوں کے سامنے ایک پردہ سا اُٹھ گیا۔

مگر عین اس وقت صدمہ درد ازہ پر کسی کے زور سے دستک دینے سے وہ سنبھلی۔ اور خاک و

سے جو پاس ہی کھڑی کانپ رہی تھی۔ کہنے لگی: "جا کر دروازہ کھولو۔ اور دیکھو کون ہے؟"
خادم نے دروازہ کھولا۔ تو وہ قوی الجیشہ آدمی۔ معمولی قسم کا لباس پہنے ہوئے۔ کلف مکان
کے اندر گیس آئے۔ ان کے منہ سے جن شراب کی تیز بو آرہی تھی۔ ان میں سے ایک نے جس کے
ہاتھ میں ڈنڈا تھا۔ خادمہ سے کہا: "بتا رہی ہو کہ صاحب کہاں ہیں۔ گھر پرچوں۔ تو کہہ دو وہ
شریف مردان سے ملے آئے ہیں۔"

نزداردوں کی بے کلفی نے خادمہ کو بڑی حد تک آزرہ کر دیا تھا۔ مگر وہ کہنے لگی: "کیوں
صاحب۔ میں انہیں آپ کا کیا نام بتاؤں؟"

"اوہ۔ نام پوچھتی ہو؟ ایک خود ساختہ شریف مرثیہ جس کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا۔ کہہ
شریف اور شرف نام ایک دو باتیں کرنا چاہتے ہیں۔"

اس گفتگو کو خود شرف نام نے بھی سن لیا تھا۔ چنانچہ وہ لاگے بڑھ کر کہنے لگی: "صاحبان
میرا ہی نام شرف نام ہے۔ غائبانہ آپ اس نیلامی کی طرف سے آئے۔ جس کے پاؤں میں نے

اپنے اولیٰ برنگٹن شریف والے مکان کا اسباب بفرض فروخت بھیج دیا تھا..."
"نہیں میٹم کسی نیلامی کی طرف سے تو نہیں" اسی لاپٹی بردار شخص نے کہا: "البتہ ہم

... اس میں..."
"افسوس! بد نصیب عورت نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے چہرہ پر مرونی سی چٹا گئی۔

"ہاں میٹم اور ہم تمہارے خلاف جھگڑائی کے الزام میں وارنٹ گرفتاری لائے ہیں"
شخص مذکور نے کہا۔ جو ہمارے انگریز کا یہ نامادوست سر ڈائیکس سر اسٹریٹس ہی

تھا۔
شرف نام کے منہ سے ایک حق و ناک جمع نکلی۔ اور وہ بے ہوش ہو کر فرش زمین پر گر پڑی

ڈائیکس یہ دیکھ کر خادمہ سے کہنے لگا: "تم جلدی سے تھوڑا پانی اور سر کر لاؤ۔ تاکہ اسے ہوش
میں لایا جائے؟" سپردہ اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر لہلہا: "بگھم تم ڈنڈا دو۔ تو ہم اس

غریب کو اٹھا کر لٹ سنگھار ہوسکتے ہیں۔"

دونوں پولیس افسر بیہوش عورت کو اٹھا کر پاس کے کمرہ میں لے گئے۔ اور وہاں اسے صوفہ پر لٹا دیا۔ یہ وہی صوفہ تھی جس پر اس بد نصیب عورت کے آشنا سرسبز کی کوٹھی کو قتل کیا گیا تھا۔ اس انسانِ غلام پر بھی جو صبح کے عجیب و غریب واقعات سے سخت حیرت زدہ تھی۔ اٹھائے مظلوم کیڑ بچ گئی۔ اور تھوڑی کوشش کے بعد سرسبز نے انکھیں کھول دیں۔

وحشت آمیز نظروں سے ارد گرد دیکھ کر وہ چلا کہنے لگی "الہی میں کہاں ہوں! مگر جب اس کی نگاہ خفیہ پولیس کے دونوں افسروں کے چہروں پر پڑی۔ تو اس کے منہ سے پھر ایک بار رُوز کی چیخ نکلی۔ اور وہ دونوں ہاتھوں کو تنگی انداز سے ملا کر بولی "میرے خدا! میرے خدا!" اس ایک لمحہ میں اپنی حقیقی حالت کا خوفناک نقشہ نہایت تیزی کے ساتھ اس کی آنکھوں کے سامنے بھر گیا۔ اس کے منہ سے جو آوازیں نکل رہی تھیں۔ ان میں سات دوزخوں کے برابر اور رازیت پناہ تھا۔

جس وقت غلام سرسبز کو تسلیم دینے کی کوشش کر رہی تھی۔ ڈوائسنگس اپنے دوست سے مخاطب ہو کر آہستگی سے کہنے لگا "عورت دھندلا رہی ہے۔"

جنگھم نے جواب دیا "بے شک خوبصورت ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ ایسی عورت کو پالائی پر چٹکایا جائے گا۔"

"کون۔" (تقصیری ہے۔) "سر ڈائسنگس نے کہا۔" مگر دیکھو تم تھوڑی دیر اس جگہ ٹھہرو۔ میں ذرا حاکم مکان کی تلاش لے لوں۔ تاکہ معلوم ہو جہاں چک کے ذریعہ جو روپیہ وصول کیا گیا تھا اس کا کچھ حصہ گھر میں باقی ہے یا نہیں۔"

آنا ککروہ کمرے سے چلا گیا۔ سرسبز کو قتل دینے کی کوشش کرتے ہوئے غلام کہنے لگی "بیگم صاحب آپ اتنی بے قرار نہ ہوں۔ ضرور اس معاملہ میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔ ایسا جوہم جو آپ سے منسوب کیا جا رہا ہے اس کی آپ تو ہرگز متکب نہیں ہو سکتیں۔ ایسا میرا آقا جی آجائیں۔ تاکہ ان دونوں بڑے آدمیوں کو گھر سے نکال دیں۔"

"الہی میرا اب کیا ہوگا؟ سرسبز نے اپنے ہاتھ سے پیشانی کو دبا کر کہنے لگا "میں کیا کروں! بلکہ ہر جانور۔" اس نے افسوس دنیا سیری نسبت کیا کہے گی! خدا و مذاہب انصاف ہے۔ مگر اٹ! اکتنا خوفناک... اکتنا خوفناک!"

عین اس موقع پر کمرہ کا دروازہ زور سے کھلا۔ اور ڈاکٹریس پھر نمودار ہوا۔ اب کی مرتبہ اس نے سائنس لڑکے ہیری کو اس کے بازو سے پکڑا سوا تھا اول سے کہیں گئے آتا تھا۔ ادھر وہ لڑکا اس کے ہاتھ سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے منہ سے بے جوڑ کلمات نکل رہے تھے۔ اور آنکھوں سے زار زار آنسو بہتے تھے۔

ڈاکٹریس نے اس کے بازو کو زور سے ہلا کر جس کی وجہ سے اس نے اور زیادہ زور سے بدنام شروع کر دیا کہا۔ "موقوف کئے چپ کیوں نہیں رہتا۔ کوئی تجھے کہا تو نہیں جئے گا۔ تیری ضرورت فقط ایک گواہ کی حیثیت میں ہے۔ یقیناً تیرا تو اس قتل میں دخل نہ ہو گا۔" اس کی آخری الفاظ نے سرنہائز کو سکوت کی سی حالت سے جو نکا دیا۔ اول سے لاش کی خفنا دریافت کا واقعہ پھر یاد آیا۔ جس کی اطلاع موجودہ صدر عظیم سے ذرا دیر پہلے سے ملی تھی۔ مگر نئے واقعہ کی پریشانی نے اس سابقہ سانحہ کے خیال کو اس کے ذہن سے محو کر دیا تھا۔ بائیں ہاتھ کے ان الفاظ کو سن کر جو اس نے سائیں سے اترتے ہوئے چوکی۔ اس کے منہ سے دوبارہ جم جم لکلی۔ اور وہ نیم بیہوشی کی حالت میں پیچھے کو گر پڑی۔

"قتل کس کا قتل؟" بلکھم نے اپنے ساتھی سے متوجہ ہو کر پوچھا۔
ڈاکٹریس بولا "معلوم نہیں۔ وہ کون شخص تھا۔ مگر آنا ضرور معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک مرد کی لاش باغ میں گر گئی کے اندہ پائی گئی ہے۔ اور اس کا گلا مصر سیر کرنا ہوا ہے۔"
بلکھم کہنے لگا "کیا وہ لاش اس گڑھے میں بالکل کھپ چکی تھی؟"

"نہیں نہیں" ڈاکٹریس نے جواب دیا "جن شخصوں نے یہ واردات کی۔ انہوں نے اسے بحفاظت گڑھا کھود کر دفن کر دیا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ یہ لڑکا دلوں کچھ کھدائی کر رہا تھا۔ کھودتے کھودتے لاش کا ایک ہاتھ نکلا ہو گیا۔ اور یہ آنا خوف زدہ ہوا۔ کہ باقی کھدائی بند کر کے بھاگ آیا۔ مگر جب مجھے اس کا پتہ ملا۔ تو میں نے باقی مٹی بھی ہٹوا کر دیکھی۔ تو گڑھے کی تہ میں لاش پڑی ہوئی تھی۔ آف آنا خوفناک نظارہ تھا۔ کہ بلکھم تم نے عمر بھر میں نہ دیکھا ہو گا۔" مگر ان باتوں سے کیا حاصل رہا۔ اراقت بہت قیمتی ہے۔ تم ذرا ایک کر جاؤ اور ڈاکٹر نعیم سے دو کانٹیل ساتھ لے آؤ۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس گھر میں بیماری لفتیش کے لئے کافی سالہ موجود ہے۔" بلکھم اس کام کی سرانجام دہی کے لئے روانہ ہوا۔ اور ڈاکٹریس مکان کی نگارانی کے لئے وہیں ٹھہر گیا۔

نشست گاہ میں اس وقت جو نظارہ درپیش تھا اس کی تفصیل بیان کرنا سخت مشکل ہے
 اور کامیابی باوجود ان تیلیوں کے جو ڈائیکس نے اسے دی تھیں۔ کمرے کے ایک کونے میں بیٹھا رو
 رہا تھا۔ خادمہ گزشتہ پاؤ گنڈے کے دو خوفناک واقعات سے اتنی خوف زدہ اور مضطرب
 تھی کہ چاہتی تھی جس قدر جلد ممکن ہو اس گھر سے رخصت ہو جاؤں۔ اگرچہ سٹرائزر کی خرابیاں
 کی وجہ سے رک گئی تھیں کیونکہ وہ بدلیضیب صوفہ پر بیٹھی ہوئی دردناک طریق پر کراہتی اور ملتا
 ملتی تھی۔ قلبی اضطراب کی وجہ سے اس کے چہرہ پر نیک رنگ جاتا ایک وقت تھا اور اس کے
 نیم باز پوٹوں کے اندر آنکھیں شیشے کی بے نور آنکھوں کی طرح چمکتی تھیں۔

ڈائیکس نے لڑکے کے قریب جا کر اس سے اس قسم کے سوالات پوچھنے شروع کئے۔ کہ
 سٹرائزر کب تک واپس آئیں گے۔ عین اس وقت ایک گاڑی دروازہ کے سنا کر کبڑی ہو گئی
 ڈائیکس نے لڑکے سے کہا تم جا کر دروازہ کھول دو۔ مگر خبردار کوئی افغان واقعات پیش
 آمدہ کی نسبت منہ سے نہ کہنا۔

لڑکے نے جا کر دروازہ کھولا۔ سٹرائزر خونا تباہ چین تھا کہ اس نے لڑکے کی موجودگی
 کو دیکھا ہی نہیں۔ اور اس انداز سے قدم اٹاتا تھا کہ گناہ میں پہنچا کہ معلوم ہوتا تھا سٹرائزر
 کے فرار سے جو صدمہ پہنچا ہے۔ ساری پر اس کی ساری توجہ مرکوز ہے۔

مگر جس وقت اس بدلیضیب تباہ حال شخص نے دروازہ کھولا تو جو نظارہ اسے دکھائی دیا
 اس نے سنائے کا عالم پیدا کر دیا۔ ایک طرف اس کی دھن کی پریشان حالی دوسری جانب
 کمرے کے اندر سٹرائزر کی جیسے شہرت کے آدمی کی موجودگی دونوں باتوں سے اس کی اکتاہٹ
 ٹھنکا اور خیال آما۔ ہر دو چیزیں ہی کا راز فاش ہو گیا ہے۔

سب سے پہلے خادمہ اس کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ "آقا جی اچھا ہوا آپ آگئے
 ذرا دیکھئے تو بیگم صاحب کی حالت کتنی خراب ہے۔"

تو آنجناب۔ اور باغ میں جو خوفناک نظارہ دیکھا گیا۔ لڑکے نے مسکایا یہ ہوئے
 کہنا شروع کیا۔ اور دماغ گردے کے اندر... کسی آدمی کی جولاہی پائی گئی..."

ان نامکمل فحروں کو سن کر دنیا سٹرائزر کی نظروں میں اندھیر ہو گئی۔ وہ چکر کھا کر
 گرنے کو تھا۔ مگر ڈائیکس نے نگے بڑھ کر اس کا بازو تھام لیا۔ اور کہنے لگا بیٹھے جا اور طبیعت
 مسکن کیجئے۔ جیسے افسوس ہے۔ میرا خادمہ سے آپ کی ٹیک نہا دیگم صاحب کو پریشانی

ہوئی۔ مگر جناب بن خرمز، ادا کرنے پر مجبور ہوں۔ رہا اس باغ والے استاد سید میری رائے میں۔۔۔

مستر ٹارنر نے استادانہ سے گویا اس نے بڑی جدوجہد کے ساتھ ساری ہمت کو ادا کرنے کے طلب کو کے ادا کیا جان کو لئے پورہ کیا۔ کیا آپ پولیس کے انسپکٹر؟
ڈائیکس نے جواب دیا: جی ہاں۔ میرا حقیر پولیس سے تعلق ہے۔

اور آپ یہاں اس لئے کئے ہیں کہ...
کہ سابق مسٹر ٹارنر کسی موجودہ مسٹر ٹارنر کو جعلی راک کے الزام میں گرفتار کیا جائے شروع میں ہمارا کام اسی قدر تھا کہ ڈائیکس نے سلسلہ کلام جاری کر کے کہا: مگر اب باغ میں ایک لاش کی دریافت سے کام کچھ پیچیدہ سا ہو گیا ہے۔

کیا... ٹارنر نے چونک کر کہا۔ اس کا دل اتھوڑا کی پریشانی سے نہایت مضطرب تھا۔ اور وہ یہ معلوم کرنے کے لئے بے چین تھا۔ کہ اس لاش کی دریافت کی نسبت میرے متعلق تو کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔

لش کے پیری نے کمرہ کے اندر درمخت زوہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا: آقا جی وہ لاش ہانگے اندر ہے۔ کسی مرد کو قتل کر کے۔۔۔

مستر ٹارنر نے گلو گھر کے کچلے ادا میں کہا کہ ان اشاروں کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آتا جو کچھ کہیں معلوم ہو۔ صاف صاف بیان کر دو۔ میں کسی لاش کی موجودگی سے بالکل لاعلم ہوں اور اس لئے اس کا ذکر اور زیادہ پریشان کن ہے۔

مگر مسٹر ٹارنر کے چہرہ کی ردی اور ڈنک کہ اٹھانے اس جگہ کو اور زیادہ مضبوط کر دیا جو ڈائیکس۔ کہ دل میں اس بارہ میں پیدا ہو چکا تھا کہ مسٹر ٹارنر اس شخص کے فعل سے حقیقت میں لاعلم نہیں جس کا راز اب قاش ہے۔ چنانچہ اسے اپنا نام عن ایک ہی نظر آتا تھا۔ جسے ادا کرنے پر وہ آمادہ ہو گیا۔ کہنے لگا: مسٹر ٹارنر اس مسئلہ کی نسبت آپ جتنا خاموش رہیں اتنا ہی بہتر ہو گا۔ کیونکہ جو کچھ آپ بیان کریں گے۔ عدالت میں آپ کے خلاف بیان کیا جائیگا۔ کسی شخصیت کے رد و آپ کو نہ جانا میرا فرض ہے۔۔۔

مجھے ملے جانے۔ نصیب شہنشاہ۔ نصیب پولیس کے انسپکٹر جو خیر و غلظت انکر لیا۔
تم ہی میں مجبور ہوں۔ ڈائیکس نے جواب دیا۔

یہ ایک مارٹر اس کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جس پر ڈائیکس سے پکار کر بھڑا دیا تھا۔ اور غیر انسانی وحشت آمیز لہجہ میں سے سنکر سامعین کو گمان ہوتا تھا۔ اس کا راز معلوم کیا ہی کہنے لگا۔ مارٹھا۔ مارٹھا۔ اجواءِ خطرہ کا طیسری سے مقابلہ کر دو اور اپنا ہاری شاندار تباہی کا کتنا بڑا انجام ہے! اور یہ کہتے ہوئے اس نے دیوانوں کی طرح زور سے تنبیہ لگایا۔ اور بارہ ہوسالہ روپیہ لیکر فرار ہو گیا۔ اور کجا مارا دھنڑا پڑا۔ اس کے ساتھ ہی گئے۔ مگر انہیں حذا اور ضمیر کو حاضر سمجھ کر کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں نے سرسبزی کو قتل نہیں کیا۔ اس نے پھر اسی عنوان کی طرف پلٹے ہوئے کہا۔ جو اس کے دماغ کو سب سے زیادہ پریشان کر رہا تھا۔ نہیں میں نے ہرگز اس کو قتل نہیں کیا۔ اور مارٹھا تم خود اس کی تصدیق کر سکتی ہو۔

اتنا لکڑہ بظاہر تھک کر اسی کرسی پر بیٹھ گیا جس پر وہ بیٹھا تھا۔

سرسبزی کو قتل کیا ڈائیکس نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ تمہاری عجیب معاہدہ ہے۔ کیونکہ اس بیڈی کی گرفتاری بھی اس شخص کے جعلی دستخط کرنے کے الزام میں ہی عمل میں لائی گئی ہے۔ اسکی گم شہری کی اطلاع میں آج صبح کو ملے تھے۔

اس شام کو سارے صبر و مقام پر اس خبر نے سختی سی پیدا کر دی کہ مارٹر انسانی ایک شخص کو جسے نہایت شریف اور نیک دل سمجھا جاتا تھا اور جس کی اس کے حلقہٴ اعیان میں بہت عزت تھی۔ سرسبزی کو قتل کے الزام میں جن خاندانوں کی حالات میں ڈالی دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی بیضر زبان زو عام تھا۔ کہ قیدی کا یہ بیوی کو اپنا جس کے ساتھ اس کی شادی شب گذشتہ کو ہوئی۔ اور جو شادی سے پہلے غریبی اور خیراتی مصلحتوں میں سرگلیگی کے نام سے بہت مشہور تھی۔ جعلی ہادی کے الزام میں اسی جیل خانہ میں بیٹھا رہا گیا ہے۔

اولیٰ درجہ کی محفل

باب ۸۴

جمیہ کہ جبر و مقام لندن میں یہ عجیب و غریب خفا کی گم محفلوں اور ڈائیکس نے مکان راز کے اوس نوکرین میں اپنے بعض چہرہ و کسوت کی دعوت کے انتظام پر مصروف تھا۔

عمر رسیدہ شیطان نے اس بڑھیا کی مدد سے جو اس کے گھر کی منتظم تھی۔ میسر پر قبضہ کیا۔ پاپ اور شہوات کو قریب سے رکھا۔ آتش دان میں آگ تیز کر کے اس پر کھینچی میں کوئی چیز نہ اپنے کور کبھی۔ اور کمرہ کی سب کچھ کیوں احتیاط کے ساتھ بند کر دیں۔ تاکہ گفتگو کی آوازیں باہر نہ پھیلیں۔

ان تیاریوں کے بعد اس نے بڑھیا کو قریب ترین نانہائی کی دوکان پر بھیج کر دیکھا ہوا سرد گوشت منگایا۔ اور اس خرید کے تھوڑی سی دیر بعد وہاں لوگوں نے کیے لہجے کے نمودار ہونا شروع کیا۔

اب بڑھیا کو اس کے اپنے کمرہ میں بھیج دیا گیا۔ اور اولاد ڈیو تھہ اور اس کے تین دوستوں نے میسر کے پاس بیٹھ کر اپنے اپنے مذاق کے مطابق شراب پینا شروع کیا۔ جعفریہ جو حاضرین میں سے ایک تھا کہنے لگا۔ شہر بوز خاں تم نے آج کی خبر سن لی ہوگی؟ تمہارے آقا اور اس کی بیوی کی گرفتاری کی کیا اولاد ڈیو تھہ نے پوچھا۔

مکان دی۔ اب ذرا دیکھنا ان دونوں کی کیسی پٹنی بنتی ہے۔ جب غیر نے قہقہہ لگا کر کہا۔ کل رات ہی جب ہم اس معاملہ کا ذکر کرتے۔ اور مال غنیمت کو تقسیم کر رہے تھے۔ تو ذکر آیا تھا۔ لاش مندرجہ جاری ہوا دریافت ہو جائے گی۔ دیکھ لو وہی ہوا۔ مگر سنو میں یہ کہتا ہوں۔ اس شخص کو دی گئی خبر اور جوش پیدار کی طرف دیکھ کر سننے میں کہتا کیا یہ بات عجیب ہے۔ کہ جس شخص کو تم نے قتل کیا۔ اسے دفن کرنے میں میرا بھی کچھ حصہ تھا۔

مگر بولا۔ اس سے عجیب تر بات یہ ہے کہ گھر کا مالک تو بچ رہا۔ اور اس کے عوض ایک اجنبی کا قتل ہو گیا۔ خیر جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب اس ذکر سے کیا حاصل۔ تجربہ سے پوچھو تو میری خواہش یہ ہے کہ ایسا نہ ہوتا۔ مگر جلدی میں اس وقت پتہ چکا کہ خیال تھا۔

جوش پیدار بے صبری سے کہنے لگا۔ اب اس ذرا سے معاملہ کو ناحی طول کیوں دیتے ہو خاک ڈالو جس کام کے لئے ہم گئے تھے۔ اس میں بہر حال کامیاب ہو گئے۔ اور لوگوں کو اولاد ڈیو تھہ نے بھنا دیا۔ یہی وہ باتیں سب سے زیادہ قابل غور تھیں۔ اکیلیات کی آمدنی اور اس پر لڑنے کچھ بری نہیں۔ اگرچہ اس کے سلسلہ میں ہیں ایک ایسی بات بھی کرنی پڑی۔ جو اس سے پہلے ہم

نے بھی نہیں کی تھی۔

دیگر نے کہا۔ اب مجھے یقین ہے کہ کیا نام میرے سناؤ۔ آقا کو ضرور اس جرم میں نسی

کی سزا ہوگی۔ کیونکہ جو داستان وہ اپنی صفائی میں پیش کرے گا۔ اس پر کسی کو قہقہے نہیں آنے کا۔
نہیں سے پوچھو تو وہ اس کا سخت بھی ہے۔ کیونکہ آدمی بڑا ہی محنت گیر۔ بد مزاج اور خاموش
لہند ہے۔ البتہ ایک بات کا بچے افسوس ہے۔۔۔
”کیا؟“ اولڈ ڈیوٹھ نے پوچھا۔

جیفریز نے کہا: ”اس نے آج رات ۷ بجے بجے ۵۰ پونڈ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اسی
شرط پر میں یکایک اس کی ملازمت سے رخصت ہو آیا تھا۔ اب اس کی گرفتاری ہے۔ یہ
وہ یہ ہاتھ سے جا رہا ہے۔“

”خیر مضائقہ نہیں۔ وہ ۵۰ پونڈ ملے تو اسے جاتے رہے۔ تو بلا سے۔ ان کے لئے یہچین بڑا
لا حاصل ہے۔“ اولڈ ڈیوٹھ کہنے لگا: ”موجودہ ضرورتوں کے لئے تمہارے پاس کافی روپیہ ہے
اور جس معاملہ پر ہم بحث کرنے کو بیٹھا۔ اس کی بدولت اور زیادہ آمدنی کی امید ہے۔“
”اچھی بات ہے۔ تم ان سب کاموں کا ذکر کرو۔“ جیفریز نے بولا: ”اب میرا ارادہ نوکری کرنے
کا نہیں ہے۔ اور تم لوگوں سے مل گیا ہوں۔ تو میری خواہش تمہارے ساتھ ہی شامل رہنے
کی ہے۔“

اولڈ ڈیوٹھ کہنے لگا: ”میں تم سب کے لئے معقول اور نفع بخش کام مہیا کر سکتا ہوں مگر
آؤ پہلے اس شراب کو تو ختم کر لو۔ طبیعت گرم ہو جائے۔ تو زیادہ اطمینان سے گفتگو ہوتی ہے۔“
”ویکھا: بڑھا کتنا کام ہے۔“ ٹم دی سینئر نے اپنے رفیق جو شہ پیدل کی طرف اشارہ کیا۔
اشارہ کر کے ہنستے ہوئے کہا: ”اس کا ارادہ ہے کہ میں شراب پلا کر بیہوش کر دے۔ تاکہ
جو کچھ یہ کہے۔ اسے ہم بلانا مل منظور کر لیں۔“

اولڈ ڈیوٹھ نے ظاہر داری کے لئے زوردار قہقہہ لگایا۔ جس کی آواز اعلیٰ سرستان کی طرح
خونک تھی۔ اور کہے لگا: ”یار ٹم! تم مجھ سے بہت بڑھتی رکھتے ہو۔ مگر میں یقین دلاتا ہوں
کہ تم لوگوں کے ساتھ میرا سلوک ہمیشہ منصفانہ رہا ہے۔ میں تم سے بزرگ کوئی ناجائز فائدہ
اٹانا نہیں چاہتا۔“

”بس ہونا ہی پڑی چاہئے“ ٹم پلنٹ نے کیا: ”میں یاد ہے۔ اس سے پہلے تم نے ایک
بار مجھ سے کتنا درجہ بد سلوکی کی۔ اور اس کی وجہ سے مجھے کتنا نقصان پہنچا۔“
”بھئی پونڈ ذرا سختی کے لہجہ میں کہنے لگا: ”ویکھا! ویکیوکل ہم نے اقرار کیا تھا۔ کہ گزشتہ رات صلوٰۃ“

کے اصول پر عمل کریں گے۔ کیا اب تم اس انتظام سے مسخرف ہوئے ہو؟ کیا اس انتظام کے باوجود متیارے دل میں میرے خلاف رنج باقی ہے؟

”نہیں نہیں“ ٹم نے کہا۔ ”بڑے میاں مذاق میں آزرہ نہ جو جایا کرو۔ ہاتھ لاؤ۔ ہم اپنی دوستی کے ثبوت میں شراب کا ایک ایک گلاس پیتے ہیں۔ اور پھر تبا کو پیتے ہوئے اس نئی تجویز پر بحث کریں گے۔“

چنانچہ گلاس از سر نو پر کئے گئے۔ اور جب انہیں ختم کر کے جیفریز۔ جوش پیڈلر اور ٹم پلنٹ نے پائپ جلانے تو اولڈ ڈیوٹھ نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

”لندن کے ایک شخص کی طرف سے مجھے سخت ہی ضرر پہنچا ہے۔ آنا سخت کہ جب تک میں زندہ ہوں۔ اسے صاف نہیں کر سکتا۔ تقریباً ہے۔“ اولڈ ڈیوٹھ نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ اگرچہ اس کے چہرہ پر جذبات سخی کے زیر اثر نہایت خوفناک علامات نمودار تھیں۔ اس شخص نے میرے پوشیدہ گودام دریافت کر لئے۔ اور میرے تمام مال و دولت اور اس ہمیشہ قیمت سامان کو جسے میں نے سالہا سال کی محنت سے جمع کیا تھا۔ ضائع کر دیا۔“

”ضائع کر دیا؟“ ٹم پلنٹ نے متعجب ہو کر کہا۔ ”شاید متیارا یہ مطلب ہے کہ اس نے اسے چرا لیا ہے؟“

”بالکل نہیں۔“ اولڈ ڈیوٹھ نے معمول سے زیادہ جوش و خروش سے کہا۔ ”جس سے اس کی کبیر کلی آواز چنک کی آواز کی طرح خوفناک سنائی دینے لگی۔“ اس نے میری ہر ایک چیز کو عہداً ضائع کر دیا۔۔۔ بالکل ضائع کر دیا! بد ساش!۔۔۔ شیطان! اس نے کوئی چیز بھی نہ چھوڑی۔ ہزاروں لاکھوں پونڈ کی قیمتی چیزوں کو اس نے بڑی بے دردی کے ساتھ سٹیج میں ٹار دیا۔ میں نے خود اس سامان کی بربادی کے نظارہ کو نہیں دیکھا۔ مگر اس کا بچے یقین ہے۔ کہ اس نے مرزدان کو ضائع کیا۔ کیونکہ وہ ایسا شخص ہے۔ جسے بیوقوف زیادہ لوگ عزت کہا کرتے ہیں۔ ایسی عزت پر لعنت ہو!“

جوش پیڈلر کہنے لگا۔ ”صاف کرنا۔ مگر میں پوچھتا ہوں۔ جب تم نے اس سامان کو فروخت کر کے نقدی کی صورت میں ہی نہ بدلا۔ تو وہ متیارے کس کا راند تھا؟“

”میرے کار انداز! اولڈ ڈیوٹھ نے جھلکا کر کہا۔ ”کیا قیمتی چیزوں میں صرف فروخت ہی کے

لے ہوئی ہو، کیا اس دھمکنے میں بھانے خود ایک ناقابل بیان خط نہیں ہوتا؟ یقیناً جیسا کہ
اس نے زبردست لہجہ میں کہا تھا مگر معاملہ سوال زیر بحث سے جدا ہے۔ مہارے لئے یہی جاننا
کافی ہے کہ صرف ایک گنبد کے عرصہ میں... نہیں بلکہ ایک منٹ میں میری اس سانبال
کی کمانی کو خاک میں ملا دیا گیا۔ اور مجھے وہ مکان بھی۔ جو مدت دراز سے میرے قبضہ میں تھا۔
اور جسے میں نے اس کی بعض مخصوص آسائشوں کی وجہ سے خیرا تہا فروخت کرنے پر مجبور
کیا گیا۔ میں نے اسی وقت اس شخص سے براہ لینے کا عہد کر لیا تھا۔ جس کی اطلاع میں نے اس
وقت جب ہم دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے سے دیر کا تھا۔ اب خواہ کچھ
ہو۔ میں عزت اپنے عہد کو ہر اکروں گا:

مگر وہ کوئی شخص ہے۔ جس کا تم ذکر کرتے ہو؟ تم دی سینئر نے پوچھا۔

اولڈ ٹیجھ نے جواب دیا: اول آف ایلیگم

تم کہنے لگا: وہ تو ایک صاحب اختیار اور متمول ایئر ہے۔ اسے کسی طرح کا عذر
پہنچانا مشکل اور خطرناک ہو گا۔

اتنے میں جان جیفریز کہنے لگا: واہ۔ کوئی ایئر ہے تو ہوا کے۔ جیسے اور لوگ مٹی سے
ایئر بہا ہیں۔ اپنے متعلق میں کہہ سکتا ہوں کہ مشربوز کی طرف سے خواہ کوئی تجویز پیش
ہو۔ مجھے اس پر عمل کرنے میں اعتراض نہ ہو گا۔

اور اگر مصادر عذر معقول ہو۔ تو میرا بہا بھی جواب سمجھو۔ جو شہ پھلانے کہا تھا مگر ہاں ایک
بات ہے جس کا میں تم سب سے ذکر کر دینا چاہتا ہوں۔ وہ جو مارنگز کے ہاں... گلا گھٹنے کا مسئلہ
ہوا تھا۔ اس کی نسبت میں تم سب کو خبردار کرتا ہوں۔ کہ اس کا ذکر کسی بھی عنوان پر میری گھڑائی
بیشکڑ کے سامنے نہ ہونے پائے۔ میں چاہتا ہوں گھڑی ٹوڑنا آرام رہے۔ اور تم جو
عدت کی زبان چلنی شروع ہو جائے۔ تو پھر فیضان ہی اسے روکے کر دو گے۔

تم دی سینئر نے کہا: تم اطمینان رکھو۔ شکڑا کے رو بہ ہم پوری احتیاط سے کام لیں گے
سارے درمیان الیا جو قوف کون ہے۔ جو عورتوں یا غیروں سے اس قسم کا ذکر شروع کرے
بیٹھ کر ہاں سر لوڑ تم کیا کہہ رہے تھے؟ وہ ذکر تو پہنچ ہی میں رہا۔

اولڈ ٹیجھ کہنے لگا: مجھے جو کچھ بیان کرنا تھا۔ کر دیا۔ میری بیان کردہ کیفیت سے
تم سمجھ گئے ہو گے۔ کہ شخص اول آف ایلیگم ہرگز میرے اتہاں رحم کا مستحق نہیں ہیں اگر میں

تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اس بات کا وعدہ کروں۔ کہ اگر تم ہر سال میں جو اس شخص سے اسحاق
پیسے گئے لئے اختیار کیا جائے۔ میرے کہنے پر عمل کرو گے۔ تو میں سب کو ایک ایک سو
پونڈ معاوضہ دوں گا۔ تو بتاؤ پھر تین سو میرے شریک کار ہونے میں عقد تو نہ ہوگا؟ جواب
دینے سے پہلے اس بات کو اچھی طرح دل میں یاد رکھنا کہ اس شخص سے میں جو انتقام لینا
چاہتا ہوں۔ وہ میرے ہی خوفناک ہوگا۔

کیا تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو؟ جان جیفی نے پوچھا۔

قتل کرنا۔۔۔ جان سے مار دینا۔ نہیں۔ میں اسے اور ڈوٹیجھنے کے کہا۔ اس قسم کا انتقام
جائز نہیں ہے۔ اور اس سے میری ہرگز تسکین نہ ہوگی۔ انتقام الیا ہو کہ وہ زندہ رہ کر جیلے کہ
ہاں جیسے بدلہ لیا گیا۔ اس پر ایسے حملے کئے جائیں۔۔۔ اس کی ایسے طریق پر دلازاری ہو۔
اسے ایسا ذلت اور بدنامی کی حالت تک پہنچایا جائے کہ وہ اس شخص کی طرح جوتذیلے
کہا کرتا جیسے تھپے۔ مگر اگر کچھ نہ سکے اسے معلوم ہو۔ میرے خلاف یہ کارروائی کس نے
کھلی ہے۔ کیوں کسی سے اور کس کے حکم سے کہے۔ کیا تم لوگ ایک بھگتہ میری خدمت گزاری
پر آمادہ ہو؟ اگر متاثر جواباً ثابت میں ہو۔ تو میں رقم موعودہ کا بیعانہ اچھی حاضر کرنا ہوں۔ اور
اگر نفی میں تو جیسے بات تم میں پر ختم سمجھنا چاہئے۔ میں کبھی اور کی مدد تلاش کروں گا۔

جوش پیدار کئے لگا۔ مگر تم نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں۔ کہ میں کیا کرنا ہوگا؟

اور ڈوٹیجھنے نے باصرہ جواب دیا۔ بہر حال اس میں معاملہ میں قتل کی ضرورت نہ ہوگی۔

تو میری ہاں سمجھو۔ جوش پیدار نے بلاتل کیا

اور میری بچی ٹم دی سنھرنے جواب دیا۔

اور میں کیا ایسا ہی کیا گذرا ہوں کہ باقیوں سے پیچھے رہ جاؤں گھاؤ۔ جان جیفی نے

کہنے لگا۔

تہیت خوب۔۔۔ بنجمن ہونز نے کہا۔ تم میں سے ہر ایک کے پاس اس وقت معقول بٹل
موجود ہے۔ مگر اس میں اضافہ ہو جائے تو کیا برابر؟ تو میں تم سے ہر ایک کو بیعانہ
کے طور پر ۳۰۔۳۰ پونڈ دیتا ہوں۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے پرانے کچھ کوٹ کی
جیب سے میلا سا ٹونہ نکالا۔

اس نے مقررہ رقم تینوں برصاٹوں میں تقسیم کر دی۔ اور انہوں نے یہ نوٹ بڑی

تسکین کے ساتھ وصول کئے

نظم وہی سیخڑ لڑوں کو تاج بکر کے پولادہ ناماز گز کے اور اس سوسے کی قسم کے تین چار
داڑوں اور لگ جائیں۔ تو پھر پانچوں گہی میں ہیں۔ اس کے بعد ہم کہیں شرفا کی حیثیت میں
رہنے لگیں گے۔

ادھر دیکھ کے چہرہ پر شیطان کا سیاہی کی خوفناک جھلک پائی جاتی تھی۔ گویا وہ سمجھتا تھا یہاں ایک حد تک انتقام لے بھی چکا ہوں۔ بولا یہ سنو پہلی بات جس سے میں تمہیں مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ہے۔ کہ میں کل صبح بنس کے مکان واقعہ ارل سٹریٹ سیون ڈائریز میں چلے جانے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ کل رات تمہیں میرا پہلا کام کرنا ہو گا۔

”کیا؟“ جو شس پٹل لڑنے پوچھا۔

”کیا؟“ جوش پڈلنے پوچھا۔

تہمتیں یاد ہو گا۔ چند منہجے گزرے ایک شخص ٹامس رفیع ورڈ کو ملے جس نے سونگر لین کے جیل خانہ میں سیانسی پر لٹکا گیا تھا، ادوڈو تھو نے کہنا شروع کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی ٹیچے دار بھودوں کے پیچھے سے اس نے تیزی سے سارے حاضرین کی طرف نظر کی۔

وہ شخص جسے رہنوں کا بادشاہ کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا؛ بے شک بڑا ذی شان آدمی ہے۔ اور ان کے جو حالات میں نے سنے ہیں۔ ان کی وجہ سے میرے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گئی ہے۔" جوش پیدل نے اس انداز سے کہا۔ گویا وہ صدق دل اور سچے جوش کے ساتھ یہ کلمات کہہ رہا ہو۔

اولڈ ڈیو تھ بے صبری سے کہنے لگا۔ خیر جو کچھ بھی وہ بتا رہا تھا وہ اب ہمارے راز سے ٹل چکا ہے۔ وہ مر گیا۔ مرکز دفن بھی ہو گیا۔ اور اب اس کی نسبت اظہارِ افسوس بے سود ہے۔ میری رائے میں اگر تمہیں معقولیٰ مسادہ دیا جائے۔ تو تمہیں اس مہین کی لاش کو دیکھ کر اس کے منہ پر تو کہنے یا اسکی کھڑا اور طریق پر بے حشری کرنے میں عذر نہ ہوگا جو شمشیر پھیر رہا ہو۔ بالکل نہیں۔ اگر اس کی زندگی میں میرے دل میں کچھ عزت بھی تھی تو بہر حال میں اتنا نادان نہیں ہوں۔ کہ اب جب وہ مر چکا ہے۔ میں اپنے فائدہ کا خیال نظر انداز کر دوں۔ اسی کے علاوہ مردہ آدمی کی لاش نے جان مٹی ہے۔ اس کے ساتھ جو ملوک پہنچو کر وہ اسے ٹھوس نہیں کر سکتا۔ مگر یہ بات میں پھر تم سے پوچھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ تم نے یہ

عجیب ذکر کس نے چھیڑا؟

اولڈ ڈیپتھ نے دبی ہوئی کہو کہلی آواز میں کہا: اس کو لے کر کل رات تمام رین کی لاش سے جی اتم سب کو واسطہ پڑے گا اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی تیز آنکھیں تینوں کے چہروں پر گرا دیں۔

اس عجیب اور غیر معمولی تجویز کو سن کر تینوں بد معاش چونک گئے۔ مگر ان کے جذبات کی پرکھنے کے عجب بونٹے نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ میں تم سے مذاق نہیں کرتا۔ اصل بات یہ ہے کہ ٹامس ریفریوڈ ارل آف ایٹکیم کا جائز طور پر پیدا شدہ بڑا بیالی تھا۔ اس پر تینوں شخص کی طرف سے پیراقتدار حیرت و استعجاب ہوا۔ مگر عمر رسیدہ بد معاش نے اس ذکر کو جاری رکھتے ہوئے کہا: ان حالات میں تمہارے لئے یہ سب بھلائی شوارز ہو گا کہ اگر ٹام رین کی لاش کی بے حرمتی کی جائے۔ تو اس سے ایک طرف تو ارل کی ساری عالم میں بدنامی ہوگی۔ دوسرے وہ اپنے پیالی کی لاش کی بے حرمتی سے دل ہی دل میں تپت و تاب کہنے لگا۔ مگر کچھ نہ سکیگا۔ کیا تم میرا مطلب سمجھ گئے؟ نہیں بنو میں زیادہ صفائی کے ساتھ سمجھاؤں۔ یہ بات تمہیں معلوم ہے۔ کہ ارل نے شرف سے ٹام رین کی لاش پانسی پر لٹکائے جانے کے بعد لے لی تھی۔ اور پھر اسے اپنے طود پر ابوت میں بند کر کے دفن کیا تھا میں نے اس معاملہ کی نسبت تحقیقات شروع کی۔ اور آج ہی صبح معلوم ہوا۔ کہ ایک تابوت جن پر ٹامس ریفریوڈ کا نام منقش ہے۔ سینٹ لوٹا کے قبرستان میں دفن ہے۔ یہ اطلاع میرے دوست ڈنڈاوش نے اس گرجا کے پادری سے حاصل کی تھی۔ جو اس قبرستان سے ملحق ہے۔ پس اب کل رات کے لئے میں یہ کام تمہارے ذمہ ڈالتا ہوں۔ کہ تابوت کو قبرستان سے اٹھا کر ارل سٹریٹ سیون ڈاکٹر میں میں کے مکان پر لے آؤ۔

”کیا تم میں مردہ فروخ بنانا چاہتے ہو؟“ جوش پیڈل نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔
”نہیں بونز کہنے لگا۔ میں نہیں جانتا۔ مردہ فروخ کسے کہتے ہیں۔ میرا کہنا فقط یہ ہے کہ جب میں تمہیں معقول سادہ مندوں۔ تو مجھے اس بات کا حق حاصل ہے۔ کہ جو کام میں تم سے لینا چاہتا ہوں۔ تم اسے پوری توجہ سے کر دو۔ اگر تمہیں اس سے انکار ہے تو لاؤ میرا روپیہ واپس دے دو۔ میں دوسری جگہ انتظام کر لوں گا۔“
جوش بولا: ”میں میرا مطلب یہ تو نہیں کہ میں اس کام سے پیچھے ہٹتا ہوں۔ لیکن

مجھے کسی بات پر تعجب ہونے کا حق تو سیر حال حاصل ہے۔ یہی کام کی نوعیت سوئم چاہو تو میں اسی معاوضہ پر سلسلے قبرستان کو اکٹھا کر رکھوں۔

”آفرین ہے“ اولڈ ڈیوٹھ نے خوش ہو کر کہا۔ میں جانتا تھا۔ تم ایسے ہی مڑو۔ امد کی کام پر ہاتھ ڈال کر اس سے بچے نہیں بیٹھے۔ خیر جب تم اس تابوت کو قبرستان سے نکال کر اول سٹریٹ میں لے آؤ گے۔ تو ہم لاش کو نکال کر اس کے گلے میں ایک سہ ڈال دیں گے۔ اور اس کی چپائی پر اس سگلب کی تحریر چپائی کی جائے گی۔ کہ یہ افسر ریفریوڈ اس مشہور ریزن کی لاش ہے۔ جسے ہارس مونگر لین کے جیلینے میں پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اور جو حقیقت میں اول آف ایلنگم کے خطاب کا جائز حقدار تھا۔ یہ کہہ کر کتھا ماکام اس لاش کو اسی ہیئت میں راتوں رات اول کے مکان واقع پالمال پر لے جا کر وہاں اس کے دروازہ پر ٹکٹا چوڑا نام لگاوا۔

مگر کام کا یہ حصہ بہت مشکل اور خطرناک ہے۔ تم دکھا سیر نے کہا۔ اولڈ ڈیوٹھ بولا۔ بالکل نہیں۔ لاش کو اس مقام پر ٹیک بٹکی سی لگاؤ گی میں اپنا دیا جائیگا اور کام کا باقی حصہ سراسر انجام دینا چند منٹ کی بات ہے۔ اس کے علاوہ رات کے آخری حصہ میں ان نواح میں اکثر سناٹا ہوتا ہے۔

جیفریز کہنے لگا۔ یاد کام بالکل سہل ہے۔ اور کیا نام۔ میں تو اس سے بالکل نہیں جوبھکتا۔ مگر کیا سارا فرض اسی قدر ہے۔ جو تم نے بیان کیا؟

”نہیں نہیں۔“ نجبن بونز نے خوفناک سکراپٹ کے آثار پیدا کر کے کہا۔ انصاف تو کرو۔ کیا اس ایک رات کے کام کے سٹاک کوئی ۳۰ پونڈ معاوضہ دے سکتا ہے؟ میں بتاتا ہوں۔ اس کے علاوہ تمہیں اور کیا کرنا ہو گا۔ کیونکہ سب سے باتیں کرنے سے ہی سیر انتہام مکمل ہو گا۔

تینوں پیمبلٹوں نے پھر اپنے گلاس پر کر لے۔ اور جب وہ اپنے پائپ بھر کے تو اولڈ ڈیوٹھ نے ان سے مخاطب ہو کر کہنا شروع کیا۔ جو جیفریز نے سوسول ہوئی جیر ان سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ اول آف ایلنگم کی استھردی ٹھینا سے گبری دہستی ہے۔ جس کی نسبت مجھے معلوم ہے۔ کہ وہ ریفریوڈ کی داشتہ تھی۔

واضح ہے کہ نجبن بونز کو اس واقعہ کا مطلق علم نہ تھا۔ جن کی بدولت انظرین

کو معلوم ہوا کہ اسحق کی ایک اور بہن ٹامرا بالکل اسی کی پیشگی موجود تھی۔ اور اس دوسری بہن کا ہی دنیفورٹ سے عشق تھا۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے اولڈ ڈیوٹھ نے کہا: یہ اسحق ڈی ٹرینا کیچہ عرصہ پہلے باپ کے ہمراہ باہر رہ کر حال میں لندن میں واپس آگیا ہے۔ ایک اور قابل ذکر امر یہ ہے کہ چند ہفتے پیشتر اخبارات میں یہ خبر درج ہوئی تھی کہ ارل آف ایلیگم کی لیڈی ہیٹ فیملی سے شادی ہونے والی ہے۔ پس میں وہ باقی معلوم ہوا۔ ایک یہ کہ ارل کی اسحق ڈی ٹرینا سے گہری دوستی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کی شادی لیڈی ہیٹ فیملی سے ہوئی ہو گی ہے۔ اس مگر ناظرین کو اس امر کی یاد دہانی بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اس خبر کے پیشتر ہونے کے بعد جن واقعات کی بدولت آر تھور اور جارجیانہ کی شادی کا انتظام منسوخ ہوا۔ ان کا یہ اولڈ ڈیوٹھ کو سلطان علم نہ تھا۔ اس لئے وہ سمجھتا تھا کہ یہ انتظام بچتہ اور عنقریب عمل میں آنے والا ہے۔

اپنی خوشگامیوں کو باری باری کا جوش پید کر ٹم دی سینر اور جان جیفریز کے چہرہ پر ڈال کر اس کینہ توڑ شیطان نے کہا: اب میرا ارادہ یہ ہے کہ اس امیر... اس ملون... قابل نفرت امیر کے دل کو ان شخصوں کی دسالت سے ناقابل برداشت حد تک پہنچاؤں جو اس سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں عورتوں کو میری طرف سے جو تکلیف پہنچے گی۔ حقیقت میں اس کا اثر ارل کی پریشانی کا سادہ اس طریق پر وہ حد تک کی ذہنی اذیت برداشت کرنے پر مجبور ہو گا۔ دوستوں کی رات کے لئے میں تمہارا کام بیان کر چکا۔ پرسوں رات تمہارا کام کسی طرح اسحق ڈی ٹرینا کو دیکر ارل سٹریٹ والے مکان میں لانا ہو گا۔ اور اترسوں لیڈی ہیٹ فیملی کو... ان دونوں کو وہیں کس طرح دیا جائے اس کا ذکر میں مناسب وقت پر تم سے کروں گا۔ درست اس تفصیل میں پڑنا ناچاہئے۔ مگر ان دونوں لیدیوں کو اس مکان میں لے جا کر تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ ٹم دی سینر نے پوچھا۔

”کیا کرنا؟“ اولڈ ڈیوٹھ نے جوش میں بھر کر کہا۔ اور اس کے چہرے پر ایسے خوشگامیوں کا نمودار ہوئے۔ اور آنکھوں میں سانپ کی آنکھوں کی طرح اتنی دہشت خیز چمک پیدا ہو گئی۔ جسے دیکر خوف آتا تھا۔ میں کیا کرنا چاہتا ہوں؟ سنو میں انہیں تباہ کرنا چاہتا ہوں۔

نفرت ارل آف ایلنگھم کی ذات سے مجھے کتنا عزیز پہنچا ہے۔ اور اس کے بعد تم سے ان کے ہاتھ پکڑوا کر۔ میں ان کے منہ میں کپڑا بٹوئیں کے ایک گرم سرخ تار سے ...
دو گرم سرخ تار سے ...؟ جیفری نے ہیبت زدہ ہو کر کہا۔

سہاگن گرم سرخ تار سے ان دونوں کو اندام کر دوں گا! اولڈ ڈیوٹھ نے ایسی آواز میں کہا جو قبرستان کی گونج کی طرح بدن میں لرزہ پیدا کرنے والی تھی۔

تینوں بد سانس ... ہاں وہ تینوں بد سانس بھی جو ہر قسم کے جرائم کے لئے آمادہ رہتے تھے۔ اس شیطان جسم کے خوفناک کلمہ کو سن کر حیرت زدہ ہو گئے۔

اولڈ ڈیوٹھ نے مارے جوش کے اپنی سٹھیاں کس لیں۔ اور کہنے لگا: ہاں میں انکی خوبصورت

آنکھیں جو دیکھنے والوں کے دلوں پر ستم برپا کرتی ہیں۔ اس گرم سرخ تار سے نکال کر

افس اندھا کر دوں گا۔ اور پھر انہیں اسی طرح مشکیں کس کر اس مکان میں چھوڑ دوں گا۔

اور ایک اطلاعی رفتہ ارل کے نام بھیج کر اسے کہوں گا۔ تمہارے دونوں محبوب فلان مکان

میں ہیں۔ کیا یہ انتقام میرے لئے ایک حد تک راحت بخش نہ ہو گا؟ کیا انتقام کی ایسی مکمل

تجوئیر تم نے پہلے کبھی سنی ہے؟ ارل کی نسبت میرا یہ پختہ ارادہ ہے۔ کہ میں اسے صرف

ذہنی اذیت ہی پہنچاؤں گا۔ بدنی تکلیف سے اسے ہر طرح محفوظ رکھا جائے گا۔ مگر وہ بدنی تکلیف

بھی ایسا ہوگی۔ جو کبھی کسی انسان کے حصہ میں نہیں آئی۔ میں اس کی آنکھیں اس لئے نہیں نکالنا چاہتا

کہ وہ ان سے اپنے عزیزوں کو اندھا اور بد صورت دیکھے اور اس کے بڑے بھائی کی ناش

کی جو بے حرمتی کی جائے گی۔ اس کی کیفیت اخبارات میں پڑے۔

اپنے شیطانی انتقام کی ان تجاویز سے یہ شخص دل ہی دل میں اتنا خوش ہوا۔ کہ اس

کے پوچھے منہ سے بے اختیار قہقہہ کی آواز سنائی دے۔ اگرچہ وہ اتنی ہی خوفناک آواز تھی

گو یا کوئی بے جان لاش ہنس رہی ہو۔

تینوں بد سانسوں نے اس کام میں اسے مدد دینے پر آمادگی ظاہر کی۔ کیونکہ اس نے سفول

انتقام دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور جو کچھ اس نے پیشگی دیا۔ اس کا بھی ان کے دل پر خوشگوار

اثر قائم تھا۔

جب اس شیطانی تجویز کی ہر طرح سخت و پزیر ہو گئی۔ اور یہ انتظام قرار پا چکا کہ ڈیوٹھ

نہ سہرا کے لئے ان تینوں کے ہمراہ سینٹ لوتھا کے قبرستان تک جائے۔ جہاں وہ اپنے

جس پر ہانس بیٹفورڈ کا نام منقش تھا۔ دفن کیا گیا تھا۔ تو بڑی خادمہ کو بلا کر حکم دیا گیا۔ کہ وہ کہانے کی چیزیں بیٹفورڈ لاکر رکھے۔

سب سے مل کر بڑی رغبت سے کہا از سر بار کہا۔ اد جب دسترخوان اٹھ گیا۔ تو اولڈ ڈیجھ نے جو ان تینوں بدعاشوں کو حتی الامکان خوش کرنا چاہتا تھا۔ جان جیفریز کو پنج تیار کرنے کا حکم دیا۔ جسے ضروری سامان الماری سے نکال کر ہاتھ دھونے کے برتن میں بڑی مقدار میں تیار کیا گیا۔

اس کے بعد ان چاروں شخصوں نے جنہیں لندن کے مسلہ یاہ کاروں کا سردار کہا جا سکتا ہے۔ سارے کاروباری تفکرات کو دل سے دور کر کے پنج اڑانا شروع کیا۔

یہاں تک تم دکھائی دے گئے تھے۔ یا اس وقت کون گیت سنائے گا؟

اولڈ ڈیجھ بولا۔ خدا کے لئے گانے دانے کا نام نہ لو۔ البتہ جو پہلے بیدار ہو جائیں جہاں تک ممکن ہو۔ خاموش ہی رہنا چاہئے۔

موتی پلنٹ باصرار رکھنے لگا۔ آخر دل لگی کا کچھ تو سامان ہو۔ اگر باتیں ہی ہوتی رہیں تو وہ ایسی ہوگی۔ جن سے ہمیں رذمرہ واسطہ رہتا ہے۔ پس اگر گیت نہیں تو کوئی شخص قصہ ہی بیان کرے۔ میں قصوں کا بہت شائق ہوں۔ خصوصاً اس صورت میں کہ وہ صحیح واقعات پر مبنی ہوں۔

جیفریز نے کہا۔ میں تمہیں ایک سچا قصہ سناتا ہوں۔ کیونکہ میں تبا کو پیسے سے ہی لکھتا گیا ہوں۔ قصہ میری اپنی ہی سرگزشت ہے۔ اور اتنی دلچسپ کہ تم سنکر حیران ہو جاؤ گے۔

”عزور سنناؤ۔ جو ش پڑلے کہتا۔ مگر دیکھو اس میں کوئی فرضی بات شامل نہ ہو۔“

جیفریز بولا۔ فرضیات کا کیا ذکر ہے۔ ایک ایک لفظ صحیح ہو گا۔

اس پر گلاسوں کو از سر نو پھر کیا گیا۔ اولڈ ڈیجھ نے اپنے کانپتے ہوئے استخوانی ہاتھوں سے شمع کا گل کرتا۔ جس کے بعد جیفریز نے اپنی سرگزشت شروع کی جسے ہم سابق کی طرح اپنے ہی لفظوں میں پیش کرتے ہیں۔

باب ۸۵

ایک خادم کی سرگزشت ^{نصف} (پہلا حصہ)

میرے والدین بہت غریب۔ مگر نہایت دیانتدار تھے۔ اور میں ان کا اکلوتا بچہ تھا۔ سیرا باپ ایک گودام میں مزدور رہتا تھا اور وہ اشلنگ مفتہ دار کرتا تھا۔ اور میری ماں دہلائی وغیرہ کے چند شلنگ بچا لیتی تھی۔ یہاں اسکان بازار لمبی ہو لیورن کے ایک عاقل میں واقع تھا۔ جہاں ہم صرف ایک کمرہ میں رہتے تھے۔ جو حیثیت میرے والدین کی بھلا اس کے لحاظ سے کمرہ کا سامان بہت اچھا تھا۔ اور زیادہ قابل ذکر بات یہ ہے۔ کہ اس کی ہر چیز ان کی اپنی زر خرید تھی۔ بلوم بہت یا اور تیلوروں کے لئے میرے باپ کے پاس کپڑوں کا ایک عمدہ سوٹ موجود تھا۔ سیرا ماں کے پاس عمدہ گون ٹوپی اور شال تھا۔ اور مجھے بھی وہ ہمیشہ صاف ستھرا کرتے تھے۔ میرے والدین کبھی شراب خانے میں بھی نہیں جاتے تھے۔ سوائے ان موقعوں کے کہ وہ صبح دھام کے کھانے کے لئے بیر لانے جاتے ہوں۔ مگر جاگ حاضری میں وہ بڑے پابند اوقات تھے۔ اس نیک چلنی اور عزت داری کے علاوہ وہ کفایت شعار بھی تھے۔ اور وقت ضرورت کے لئے وہ زمین شلنگ مفتہ دار جمع رکھتے جایا کرتے تھے۔ میں کب کتنا ہوں۔ میرے باپ اور ماں سے زیادہ معنی شخص بہت کم اس دنیا میں دیکھے گئے ہونگے۔ اور اس لحاظ سے وہ دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے مستحق بھی تھے۔ واضح رہے کہ یہ سب حالات مجھے ان لوگوں کی زبانی معلوم ہوئے۔ جو ان کو پہچانتے تھے۔ کیونکہ جب ان کا انتقال ہوا۔ تو میری عمر اتنی کم تھی۔ کہ میں ان کے عادات و اطوار کو بالکل سمجھ نہ سکتا تھا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ میری ماں بڑی عورت تھی۔ جو ان عورت تھی۔ جس تاجر کے گودام میں سیرا والد کا کام کرتا تھا۔ اسی کے گھر میں وہ ملازم تھی۔ دونوں میں عذیب محبت پیدا ہوا۔ اور اس بعد ان کی شادی ہو گئی۔ اس تاجر کا ایک بیٹا نامی تھو تھو بازار ادبیری صحبت کا عادی تھا اور وہ اس کے والدین کو جو عزت دار آدمی تھے۔ بہت بے چینی رہا کرتی تھی۔ جن دنوں میری ماں اٹلی کے کام کرتی تھی۔ تھو تھو کے شاعری سے ان کو جو ان پر انظم یورپ میں گیا ہوا تھا۔ کیونکہ اس کے باپ نے اسے اس گودام کی ایک تجارتی کوٹھی میں اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ ان غیر ملکی بازرگانی کے لئے رہ کر نسبتاً جلد اصلاح پذیر ہو جائے۔ مگر انہوں نے اسے ناقابل اصلاح سمجھ کر اس کے باپ

کے پاس دس بیس بھیج دیا اس زمانہ کا ذکر ہے۔ کہ میرے والدین کی شادی ہوئے تین سال کا عمر گزر چکا تھا۔ اور میری عمر دو سال کے قریب تھی۔ جب کہ میری والدہ کو گودام کے کام سے فرصت نہ ہوئی۔ تو میری ماں اس کا کھانا خود پہنچانے چلی جاتی تھی۔ ایک موقع پر فریڈرک شائے میری ماں کو اس وقت دیکھ لیا۔ جب وہ کہاں دیکھ کر گھر کو واپس آ رہی تھی۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے ہو گیا۔ راستہ میں اس سے بعض گستاخانہ کلمات کہے۔ وہ اس سے ایسے طریق پر سلوک کرنے لگا۔ جو شریفوں کا شیوہ نہیں۔ اس موقع پر میں بھی والدہ کی گود میں تھا۔ اور اگر اس نوجوان کے طرز عمل کو کوئی بات بدترین نہ کہتے۔ تو وہ یہ سمجھتا۔ کہ اس نے گود کے بچہ کا بھی لحاظ نہ کر کے اس سے بدسلوکی۔ اس نے میری ماں کو بیان تک دئی کیا۔ کہ اسے ایک دوکان میں پناہ گیر ہوا پڑا۔ اور وہاں وہ اسے خوف اور غصہ کے نیم بے ہوشی کی سی حالت تک پہنچ گئی۔ جب دوکاندار نے میری ماں کی طرف داری شروع کی۔ تو شادام دبا کر کھسک گیا۔ آخر جب میری ماں کے اوسان بحال ہوئے۔ تو اسے ایک کراہی کی گھاڑی میں گھبر بھیج دیا گیا۔ شام کو والد مکان پر آیا۔ تو والدہ نے ساری کیفیت اس کے سامنے بیان کی۔ مگر وہ سارے حالات بیان نہ کر چکی تھی۔ کہ فریڈرک شاہی دیں آپہنچا۔ کہنے لگا۔ جو کچھ مجھ سے ہوا۔ اس پر مجھے تہ دل سے مذمت ہے۔ اور میں اسی اظہار افشوس کے لئے آیا ہوں۔ اس نے بہت التجائی کی۔ کہ مجھ سے جو حرکت ہوئی اس کی خبر میرے والد کے کانوں تک نہ پہنچائی جائے۔ اس وقت وہ اتنی سمجیدگی کی حالت میں تھا۔ اور اپنی بدسلوکی کے متعلق اس کی طرف سے بظاہر اس قدر اظہار تاسف ہو رہا تھا۔ کہ میرے والدین نے اس واقعہ سے درگزر کرنا منظور کر لیا۔ اس نے بار بار ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے بعد رخصت ہو گیا۔ اس دن سے والد نے میری ماں کو تاکید کر دی۔ کہ تم آئندہ کبھی بھی حالت میں گودام میں نہ آیا کرو۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا۔ کہ تم اسے اس قسم کی بدسلوکی کا کوئی بعد ترین موقعہ بھی پیش آئے۔

اس واقعہ کے چند مہینے بعد فریڈرک شاہی ایک دن شام کو شراب میں بہست ہو کر اس وقت ہمارے مکان پر آیا۔ جب میرا والد مکان پر موجود نہ تھا۔ اور وہاں اس نے پھر میری ماں کے ساتھ بے حیائی کی گفتگو شروع کر دی۔ میری ماں نے شروع عمل چھپایا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ اور ایک کانسٹیبل کو طلب کر کے فریڈرک شاہی کو اس کی حوالگی میں تہا نہ پہنچا۔

دیگیا۔ اب اس معاملہ نے اتنی سنگین صورت اختیار کر لی تھی کہ اسے دبا یا غیر ممکن بنا۔ چنانچہ
تقریبی طور پر اس واقعہ کی خبر اس نوجوان کے باپ سٹر شا سوداگر کو بھی ملی۔ فزٹرک شا
کے خلاف جو کارروائی ہوئی۔ اس کے سلسلہ میں اسے جرمانہ کی سزا دیا گیا۔ اور ایک عرصہ
سین کے لئے اس کا پھلکا لیا گیا۔ میرے والد نے بھی اس کے بعد کچھ دوسری جگہ ملازمت تلاش
کری۔ کیونکہ اگرچہ سٹر شا سوداگر کو اس بات کا یقین تھا کہ قصور سراسر میرے ہی لڑکے کا،
تاہم والد نے سوچا۔ کہ اس جگہ رہنا عاقبت اندیشی سے بعید ہو گا۔ جہاں ایک سلسلہ دشمن موجود
ہے۔ فزٹرک شا نے میرے والد کے خلاف عداوت جاری رکھ دی اور خدا معلوم کن غلط کاریوں
اور ناجائز کارروائیوں کے ذریعہ اس نے والد سے بدلہ لینے کی خاطر اسے کچھ ملازمت سے
موقوف کر دیا۔ جس کے بعد وہ کوئی اور نوکری حاصل کرنے سے قاصر رہا۔ اس کے خلاف
طرح طرح کی غلط خبریں مشہور کی گئیں۔ اور اس بدسلوکی کا اس غریب پر اتنا اثر
ہوا۔ کہ اس کا دل ٹوٹ گیا۔ اور وہ چند ہی مہینوں کے عرصہ میں فوت ہو گیا۔

باپ کے مرنے پر میری ماں بیکار ہو گئی۔ ایک بے فکرے
بدعاش نے اس کے سامان راحت کو بارہکل شکست و ریخت کر دیا تھا۔ بد قسمتی سے انہی
ایام میں فزٹرک شا کے باپ کا بھی جو اس مصیبت میں میری ماں کا واحد مددگار تھا۔
اور اس کے ساتھ رحم کا سلوک کیا کرتا تھا۔ انتقال ہو گیا۔ اس کی موت میرے والد کا انتقال
کے دس ہی دن بعد ہوئی۔ اور اب بد نصیب عورت مصیبتوں کے اس ہجوم کو برداشت
نہ کر کے چند مہینے اندر سننا کہ انفاس و کمبت میں بسر کر نیکی بعد آخر کار خود ہی اس دار
فانی سے کوچ کر گئی۔ اس طرح پچیس تین سال کی عمر میں ہی بے یار و مددگار یتیم رہ گیا۔ اس کے
بعد میرا جو کچھ ہوا۔ اس کا اندازہ کرنا مشکل نہ ہو گا۔ یعنی مجھے محتاج خانہ میں بھیجا گیا۔

یہ واقعات میں نے اس لئے بیان کئے ہیں کہ ان سے معلوم ہو گا۔ میں پیدا ہونے پر نصیب
تھا۔ اگر وہ بد سائبش فزٹرک شا میرے والد کی راہ میں حائل نہ ہوتا۔ تو وہ یقیناً اپنی
عمر طبعی کو پہنچتے۔ اور غارت خانہ انبالی کی زندگی بسر کرتے۔ اور میں بھی ان کے زیر حفاظت خوش
رہتا۔ مگر قسمت میں پچا لکھا تھا۔ کہ ان کا میری حلاوت سالی ہی میں انتقال ہو جائے۔ اور میں ایک
محتاج یتیم کا حیثیت میں محتاج خانہ کی روٹیوں پر پرورش حاصل کروں۔ ۳۳ سال کی عمر
مکمل میں اس محتاج خانہ ہی میں رہا۔ اور یہ سب واقعات جو میں نے بیان کئے ہیں۔

وہیں بچے ایک عمر رسیدہ جوڑے کی زبانی معلوم ہوئے جنہیں انقلاب زمانے نے اسی مصلح
خانہ میں پہنچا دیا تھا۔ ۱۳ سال کی عمر میں بچے ایک ڈاکٹر کے ہاں ملازمت دلاوائی گئی۔ جہاں شروع
میں میرا کام بوٹ صاف کرنا۔ چھٹیاں لے جانا۔ اور فرصت کے وقت دوا بیروں کی کوٹ
چھان کرنا ہوتا تھا۔ مگر جب ڈاکٹر نے مجھے ایک پھرتیلا اور دھندلا لڑکا دیکھا۔۔۔ کیونکہ
ان دنوں میرے منہ پر آجکل کی طرح سیٹلا کے دانے نہ تھے۔۔۔ تو اس نے چنبرہ ہی باہر لے کر مجھے
وردی پوش نوکر کی حیثیت میں رکھنا شروع کیا۔ اور اس وقت دوائیاں دینے کا کام
میرے سپرد کیا گیا۔ سیرا آقا ایک عمر رسیدہ شخص اور اس کی بیوی ایک پھرتیلی سمجھا دعوت
پاتی۔ جسے اس کی خدمات کا معمول معلوم نہ ادا کر دیا جائے۔ تو اس کی طرف سے وارنڈا
کا کامل یقین رکھا جاسکتا تھا۔ میرے اس بیان کا مطلب ان واقعات سے جو میں آگے چل
کر کروں گا۔ اچھی طرح واضح ہو جائیگا۔

ایک دن کا ذکر ہے۔ میں نے دیکھا ڈاکٹر اس کی بیوی اور خادمہ میں بہت کچھ پھپھر
پھسپھس رہ رہی ہیں۔ اور ان کی گفتگو احمیت اور رازداری کی جہانگاہ سے ہوئے ہے
بعض تیاریاں بھی شروع تھیں۔ جن سے معلوم ہوتا تھا۔ انہیں کسی کی آمد کا انتظار ہے۔
میں چونکہ ایک ہوشیار اور بیدار مغز لڑکا تھا۔ اس لئے میں جلد ہی ان معاملات کی نوعیت
کو باہر پگھلا۔ مکان کے اندر ایک خالتو خواب گاہ اور نشست کا کمرہ تھا۔ ان کی کٹر کٹر
صاف کرنے کا فرض میرے سپرد کیا گیا۔ اور بڑی خادمہ نے ان کمروں میں ضروری
سامان بڑے قرینہ سے سجا دیا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کیا کوئی بیان آئے والا ہے؟
اس پر اس نے کہا۔ تم کو اس سے کیا؟ تم اپنے کام سے کام رکھو۔ میں خاموشی تو میری
مگر کچھ تو اس جواب اور کچھ ان پر اسرار تیاریوں سے جو ہو رہی تھیں۔ میرے اندر مادہ استعجب
اور تیز ہو گیا۔ رات کو معمول سے سویرے ہی بچے اپنے کمرہ کو بھیج دیا گیا۔ مگر چونکہ اس کمرہ
کی کٹر کٹر سے بازار کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ بازار بڑوک شریٹ ہو لیورن کا
تھا۔ اس لئے میں دیر تک اپنے کمرہ کی کٹر کٹر میں بیٹھا رہا۔ کیونکہ مجھے یقین تھا۔ مجھے اتنے
سویرے بلاوجہ رخصت نہیں کیا گیا۔ میرا یہ خیال غلط ثابت نہ ہو سکے کہ رات کے ساڑھے
دس بجے کے قریب ایک کرایہ کی گاڑی دروازہ پر رکی۔ اس میں سے دو شخص نکلے۔
اور ڈاکٹر اداس کی بیوی نے ایک خاتون کو چہلیا ہاں میں لپیٹی ہوئی تھی۔ اور جس کے

ساتھ یہ دونوں بہت سوداگر سلوک کر رہے تھے گاڑی سے اترنے میں مدد دی۔ چونکہ اس وقت چاند نکلا ہوا تھا۔ اس لئے میں کبلی کپڑی سے سب باتیں باسانی دیکھ سکا۔ وہ خاتون ڈاکٹر اور اس کی بیوی کے ساتھ مکان کے اندر چلی گئی۔ اور گاڑی رخصت ہو گئی۔

اگلی صبح کو میں نے بڑی خادمہ کو صبح کا ناشتہ ان کمروں کی طرف لے جاتے دیکھا اور گونجے یقین تھا۔ ان کمروں میں وہی لیڈی رہتی ہے۔ جو کل رات گاڑی سے اتری تھی۔ تاہم میں نے نہ صرف کسی سے اس معاملہ کی نسبت کوئی سوال نہ پوچھا۔ بلکہ ایسا ظاہر کیا۔ گویا میرے نزدیک کوئی غیر معمولی بات ظہور میں آئی ہی نہیں۔ کیونکہ یوم گذشتہ کو خادمہ نے جس طریق پر میرے سوال کو رد کر دیا تھا۔ وہ مجھے اب تک یاد تھا۔ باورچن اور چوٹی خادمہ بھی اسی طرح خاموش تھیں۔ اور میں باوجود بڑی کوشش کے یہ معلوم کرنے سے قاصر رہا کہ معاملہ کیا ہے۔

اسی طرح ایک ماہ گذر گیا۔ اور گواس عرصہ میں میں نے ان کمروں میں رہنے والی لیڈی کو کبھی نہ دیکھا۔ تاہم اتنا مجھے معلوم تھا کہ کوئی ان کمروں میں رہتا ضرور ہے۔ کیونکہ وہاں بروقت کباب پہنچایا جاتا تھا۔ ڈاکٹر دن میں دو تین بار اس کمرہ میں جاتا۔ اور اس کی بیوی گھنٹوں وہیں رہ کر قیچہ۔ آخر کار ایک دن اس چوٹی خادمہ نے ہی جو وہاں عمر کی ایک سونخ اور چین لڑکی تھی۔ اس راز کا جو مجھے اتنا پریشان کر رہا تھا۔ مجھ سے ذکر شروع کیا۔ چنانچہ ایک دن اتوار کی شام کو جب ہم دونوں کے سوا کوئی اور نوکر موجود نہ تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ مجھے بتایا۔ کہ ایک کنواری لیڈی عنقریب کچھ کی ماں بننے والی ہے۔ اور اس مکان کے فالتو کمرے ہمیشہ ایسی ہی عورتوں کے لئے مخصوص رکھے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا تم نے اس عورت کی صورت دیکھی ہے؟ وہ بولی نہیں۔ اور نہ یہ اظہار ہے۔ میں اس کی صورت دیکھوں مجھے اس گھر میں رہتے چار سال ہو گئے۔ اس عرصہ میں ۸-۱۰ ایسی لیڈیاں یہاں آئی ہیں۔ مگر میں ان میں سے ایک کی صورت بھی نہیں دیکھی سکی۔ وہ حویا ان کے متعلقین ان کی سکونت کے اخراجات کے لئے ایک معقول رقم ادا کر دیتے ہیں۔ اور اس ذریعہ سے ڈاکٹر صاحب کو بڑی آمدنی ہوتی ہے۔ ورنہ تم دیکھ سکتے ہو۔ کہ ان کا مطلب معمولاً اتنا کامیاب نہیں۔ مگر دیکھو جان جو کچھ میں نے تم سے کہا اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ ورنہ کسی کو خبر ہو گئی۔ تو مجھے فوراً موقوف کر دیا جائے گا۔ میں نے راز دار کا وعدہ کیا۔ اس کے

بعد وہ گھنگھو کے رخ کو بول کر کہنے لگی۔ جان بٹاری عمر کتنی ہے؟ میں نے کہا۔ چودہ سال کے قریب۔ وہ بول۔ تم بڑے خوبصورت لڑکے ہو۔ لانا ایک بوسہ تو دو۔ میں نے کہا۔ تم مجھے بے باک سمجھو گی۔ اور اس کے علاوہ مجھے مشرم بھی آئی ہے۔ اس پر حسین خادمہ شوخی سے کہنے لگی۔ مہم پورے ہی خوف ہو۔ اور غصہ میں بھر کر دہان سے چلی گئی۔

اس رات میں دیر تک بیدار پڑا ان واقعات پر غور کرتا رہا۔ جو میں نے نووارد لیڈی کی نسبت سنے تھے۔ معلوم نہیں میرے دل میں یہ خواہش کس لئے پیدا ہوئی۔ بہر حال اس بات کی تمنا ضرور تھی۔ کہ ایک بار اس کی صورت دیکھوں۔ جتنا زیادہ میں اس معاملہ پر غور کرتا۔ اسی قدر اس عورت کی صورت دیکھنے کی خواہش بڑھتی جلتی۔ جو پراسرار حالات میں اس جگہ لیجان ہوئی۔ اور آخر کار میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ جسی طرح بچہ ممکن ہو۔ اس کی صورت دیکھنے کی کوششیں کر دوں گا۔ یہ ارادہ کر کے میں سو گیا۔ دوسرے دن صبح کی ڈاک میں چھٹی رسالہ ایک خط لایا۔ جو میرے آقا کے نام تھا۔ مگر ایک کونے میں بعض شکستہ حروف درج تھے۔ جنہیں میں پڑھ نہ سکا۔ ڈاکٹر نشست گاہ میں بیٹھا بنا۔ جب میں خط لے کر اس کے پاس گیا۔ تو اس نے لفظہ پر نظر ڈال کر کہا۔ یہ خط اوپر کا ہے تم اسے بڑی خادمہ کے حوالہ کر دو۔ انا لکھ رہا تھا۔ پھر اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ میں نے سمجھا اس پر اسرار لیڈی کی صورت دیکھنے کا یہ موقعہ خوب ہے۔ چنانچہ اس خط کو ہاتھ میں لے کر میں ان کمروں کی طرف چلا۔ جن میں وہ سکونت پذیر تھی۔ اور جو بالائی منزل پر واقع تھے میں نے نشست گاہ کے دروازہ پر جو خواب گاہ کے باہر واقع تھی۔ آہستگی سے دستک دی۔ اور اندر سے کسی نے نہایت بشر بن آواز میں کہا۔ آ جاؤ۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ تو کیا دیکھا ہوں۔ ایک کم سن جیلہ۔ پر سیاہ پیکر۔ نازک اندام ۱۷-۱۸ برس کا سن۔ صبح کے کپڑے لباس میں ملبوس اور اس کے اندر سے اس کی شفاف چھاتی بالکل برسنہ۔ آرام کر سچا پر لیٹی ہوئی ہے۔ مجھے دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہو گئی۔ اس نے ایک عجیب مادی۔ اور جبٹ اپنی چھاتی کو ڈھک لیا۔ معلوم ہوا۔ وہ سمجھتی تھی۔ بڑی خادمہ یا ڈاکٹر کی بیوی کے لئے دستک دی۔ بچے میں نے اس بارہن میں چند الفاظ کہ کر ڈاکٹر صاحب نے یہ رقعہ آپ کو پہنانے کے لئے کہا تھا۔ خط اس کے حوالہ کر دیا۔ اور خود مضطرب اور پریشان دہان سے لوٹ آیا۔ اس کے چند منٹ بعد اس کی کمرہ بر۔ جہاں وہ لیڈی بیٹھی ہوئی تھی۔

بڑے زور سے گنہی بھیجا۔ اور بڑی خادوم اس طرف کو جاگئی نظر آئی۔ جلدی ہی واپس آکر وہ
ڈاکٹر صاحب کی نشست گاہ میں گئی۔ اور دوا دیر بعد مجھے بھی دی وہیں طلب کیا گیا۔ میں نے
دیکھا کہ ڈاکٹر اور اس کی بیوی دونوں ناشتہ کی میز کے قریب نہایت افسردہ صورت بنائے
بیٹھے ہیں۔ اور بڑی خادوم کمرے کے وسط میں کھڑی ہے۔ میں نے سچا ضرور کوئی آفت نازل
ہوئی ہوئی ہے۔ مجھ سے مخاطب ہو کر ڈاکٹر نے کہا کہ جان تم نے اس لیڈی کے کمرے میں جلنے
کی کیڑ کر حرات کی۔ جو اس مکان میں پھری ہوئی ہے؟ میں نے بڑی دیر سے جواب دیا۔ آپ
سچا تو مجھے وہ خطا اور پہلے جلنے کو کہا تھا۔ آپ کے کہنے سے میں چلا گیا۔ ڈاکٹر اس
کی بیوی اور خادوم تینوں ایک دوسرے کا منہ کھٹکے گئے۔ اور پھر دیر تک سیری طرف کو
گھومتے رہے۔ آخر کار ڈاکٹر یہ دیکھ کر سیری طرف سے دوا بھی اضطراب کا اظہار نہیں ہوا
بولوا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس لڑکے کو کچھ غلط فہمی ہوئی۔ اس کی بیوی کہنے لگی خیر جو کچھ ہوا۔
بہر حال دیکھو تم نے کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ کہ میں نے اس لیڈی کو جو اوپر رہتی ہے دیکھا
میں نے بڑی مصیبت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ میڈم میرا اس دنیا میں کون ہے جس سے
میں اس کا ذکر کروں گا۔ اس پر مجھے کمرہ سے چلے جلنے کا حکم دیا گیا۔ اور میں پر مختصر
سا معاملہ ختم ہو گیا۔

اس روز دن بھر چوٹی حسین خادوم میرے ساتھ گھگھو کے لئے بے چین نظر آتی رہی
مگر حالات اچھے پیش آئے کہ میں تیزی سے اس کے سامنے نہ ہوا۔ رات کے ساڑھے نو بجے
میں حسب معمول باقی نوکروں سے مشترک ایک گنبد سونے کے لئے چلا گیا۔ اور جلدی بھی
سیری آنکھ لگ گئی۔ یکایک ایسا معلوم ہوا۔ کوئی مجھے ہلا کر جگہ پر بٹھا اور مجھے کمرہ میں
روشنی بھی نظر آئی۔ پہلے تو خوف کا۔ مگر پھر یہ دیکھ کر میرا اطمینان ہو گیا۔ کہ میرے سر پہ وہی
حسین خادوم شب خوابی کا لباس پہنے کھڑا ہے۔ وہ سیری چار بائی پر بیٹھ کر لوچھنے لگی آج
دن کے وقت تمہیں ڈاکٹر نے کیوں بلایا تھا؟ میں نے اس کے بعد دوسرے سوالات بیان کر
دئے۔ وہ کہنے لگی۔ تم بڑے ہی پیارے لڑکے ہو۔ کہ اس معاملے میں میرا ذکر نہیں آنے دیا
مجھے اذیت تھی۔ کہیں تم نے میرا ذکر نہ کر دیا ہو۔ اظہار شکر گزار کا کہ طور پر اس نے مجھے
وقتین بوسے دئے۔ اور پھر مجھ سے اس لیڈی کی نسبت سوالات پوچھتی رہی یعنی یہ کہ
اس کی عمر کتنی ہے؟ صورت کی کیسی ہے؟ بالوں اور آنکھوں کی رنگت کیسا ہے وغیرہ۔

جہاں تک ہو سکا۔ ان سوالات کا جواب دیا۔ اور رہ میری اس ویلیری پر بہت سی خوش موئی۔ کہ میں اس خط کے برہان سے لیڈی کی صورت دیکھنے چلا گیا۔ وہ اتنی خوش تھا کہ مجھے اپنے دھپے پوسے ویتھار ہی۔ جیسا کہ تم سمجھ سکتے ہو۔ اس انہد ڈوٹی کا انجام یہ ہوا کہ ہم دونوں گنہگار بنے جس کو ہماری آنکھ کھلی ہی نہ تھی۔ کہ بڑی خادمہ نے جو بہت بیدار کرنے کمرہ میں آئی تھی۔ ہمیں دیکھ لیا۔ اس نے یہ معاملہ بہت سا غور و غل جھاکر ڈاکٹر اداس کی جبری کے کانوں تک پہنچایا۔ جس کی ایک وجہ غالباً یہ تھی۔ کہ وہ بڑی خادمہ جو بار بار میرے منہ پر بہت سے بات بھیرتی رہی تھی۔ خیر انجام یہ ہوا۔ کہ اس حسین خادمہ کا اسباب بند ہو کر اسے اس وقت رخصت کر دیا گیا۔ اس کے چلے جانے پر میری ہی وہ کا اتروا کر مجھے محتاج خانہ کے کپڑے پہنا دئے گئے۔ اور پھر مجھے دیں بھیج دیا گیا۔ جہاں سے آیا تھا۔ یعنی محتاج خانہ میں۔

مگر جن وقت ڈاکٹر نے ساتھ لیکر محتاج خانہ پہنچا تو اوند سے ایک ادمی عمر کی خوش پوش و صندوقدار لیڈی اپنی گاڑی کی طرف آرہی تھی۔ معلوم ہوا وہ پہلے سے ڈاکٹر صاحب کی خدمت سے ڈاکٹر نے اسے منسٹر پومونٹ کے نام سے مخاطب کیا۔ اند میں سرسری گفتگو کے بعد جو ڈاکٹر چیرا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ وہ لیڈی کی کچھدار خادمہ کی تلاش میں محتاج خانہ کے موقوفوں کے پاس آئی تھی۔ اس نے میری طرف دیکھا۔ ڈاکٹر نے اس سے کہا۔ لڑکا تو یہ ہی بہت سمجھدار اور جوشیار ہے۔ مگر میں نے اس کے اندر ایک عیب دیکھا ہے۔ جس کا وجہ سے میں اسے اپنی ملازمت میں نہیں رکھ سکتا۔ چنانچہ اس نے حسین خادمہ والے واقعہ کا ذکر کیا مگر ساتھ ہی کہنے لگا۔ میرا خیال یہ ہے۔ کہ اس لڑکے کو اس خادمہ نے خراب کیا۔ مگر چونکہ میرا پیشہ ایسا ہے۔ کہ در اسی بزمانہ سے بھی اس کو صنعت پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس نے میں اس واقعہ کو نظر انداز نہ کر سکتا تھوہ لیڈی کہنے لگی۔ مجھے اس لڑکے پر رحم آتا ہے۔ انہوں نے کہ ایسا ہونہار لڑکا محتاج خانہ کا دست مگر ہو گا۔ غرض کہ نہ کسی طرح اس نے تجربہ کے طور پر مجھے اپنی ملازمت میں لینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ ڈاکٹر تجھ سے جدا ہونے سے پہلے اسٹکی سے میرے کان میں کہنے لگا۔ جان دیکھو میں چاہتا تو سارے حالات بیان کر کے تمہیں ہمیشہ کو بدنام کر سکتا تھا۔ مگر میں نے میری تمہاری سفارشوں ہی کی ہے۔ اور اب تمہارا یہ فرض ہے۔ کہ کسی سے اس لیڈی کا ذکر نہ کرو۔ جسے تم نے میرے

مکان پر دیکھتا تھا۔ آنا کبکروہ چلا گیا۔ اور سنرلو موٹ تاج تخت کے منظر سے یہ کبکروہیں لہریں
نوجوان کو اپنا ملازمت میں لینے پر آمادہ ہوں۔ ہر ایچ کر گئی۔ گولے سے ابی بی شام کو
میرے ہاں پہنچا دینا۔ ان ہدایات کی تعمیل میں مجھے اسکا روز اسر لیڈی کے مکان پر
بھیج دیا گیا۔ امد اسن طرح پرین نے اس دوسری ملازمت کا آغاز کیا۔ جو شروع
شروع میں بہت اطمینان بخش نظر آتی تھی۔

سنرلو موٹ ایک بیوہ عورت تھی۔ اور ابس کی عمر ۶۷ سال کے قریب تھی
عمر کے لحاظ سے وہ ایک خوبصورت عورت تھی۔ اس کا مکان رلی سکور میں واقع تھا۔ امد اس
جگہ بڑی شان سے رہا کرتی تھی۔ اس کے ہاں ایک خانہ ماں۔ ایک مرد خادم اور تین غلام
تھیں۔ نانہ کے علاوہ ایک جوان عورت مس شیسی بعد رفتیں رہا کرتی تھی۔ جس کی عمر ۲۰-۲۱ سال
کے قریب تھی۔ یہ عورت بدن کی گلاز اور خاصی قبول صورت تھی۔ مجھے ملازمت میں لینے کے
بعد ایک دروہی مہیا کی گئی۔ اور ہدایت یہ کی گئی۔ کہ خانہ ماں کی طرف سے جو کام پسو
ہو۔ اسے کیا کرو دیں۔ نے جلد ہی بی محسوس کرنا شروع کیا۔ کہ یہ جگہ ہر لحاظ سے آرام دہ ہے
کیونکہ کہاں کبکروہ والوں کی طرح نوکروں کو بھی بہت عمدہ ملتا تھا۔ اور خانہ ماں جو خود عمدہ شلو
کا شائق تھا۔ مجھے بھی اس میں حصہ دیا کرتا تھا۔ سنرلو موٹ کے ہاں جہاں بہت آگے جے اور
سر مشق تین چار بار دعوت جلتے جو تھے رہتے تھے۔ مجھے اس جگہ رہتے بہت دن نہیں گزر سکتے
کہ میں نے محسوس کرنا شروع کیا۔ سنرلو موٹ اور مس شیسی دونوں میرے ساتھ ویسی ہی محبت کا سلوک
کرتی ہیں۔ جب کا اظہار چند مرتبہ ڈاکٹر کی بڑی فادر کی طرف سے ہوا تھا۔ کبھی وہ میرے خماروں
اتھ پھیرتے۔ کبھی ٹھوڑی کے نیچے انگلی لگا کر کہتیں۔ کتنا پیارا لڑکا ہے مگر یہ حرکات وہ کبھی ایک
دوسرے کے سامنے نہ کرتی تھیں۔ بلکہ اس وقت جب تنہا فی میں ہیں ان میں سے کسی ایک کے پاس
موجود ہوتا۔ جب وہ دونوں اکٹھی ہوں۔ اور گفتگو کرتے ہیں۔ اور سنرلو موٹ ان کے پاس جاتا یا
کسی اور مطلب کے لئے میرا ان کا کہنے سامنے جانا ہوتا۔ تو دونوں میری نسبت اعتدال دہری کا
اظہار کرتی ہیں۔ مگر ان کے دلوں میں میری نسبت کوئی خاص جذبہ موجود نہیں۔ تو مجھے دونوں میں
مس شیسی زیادہ پسند تھی۔ کیونکہ عورت جوان تھی۔ اور جب وقت وہ مجھ سے پیار کرنے لگتی تو میری
اپنی طبیعت میں بخیر معمولی سرد کا احساس ہوتا تھا۔ ایک دن کا ذکر کریں کہ میں شنگھائی میں
بہنسل ہوا۔ مس شیسی تنہا بیٹھی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ کہنے لگی۔ جانے تم کو پیار سے لڑکے ہو۔ یہ لو

میں ہمیں نصف گنی دیتی ہوں۔ اس کی جو چیز چاہو۔ خرید لینا۔ مگر کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا کہ میں نے ہمیں نصف گنی دیا۔ میں نے جواب دیا۔ مس۔ صاحب ایسا بزرگ نہ ہو گا۔ وہ کہنے لگی۔ اچھا جان۔ اب میں تم سے ایک سوال پوچھتی ہوں۔ اس کا ٹھیک جواب دینا میں نے کہا۔ میں ضرور اس کا بالکل صحیح جواب دوں گا۔ وہ میرے رخساروں پہ ہاتھ پھیر کر اور اپنی موٹی نیلگوں آنکھیں میرے چہرہ پر لگا کر کہنے لگی۔ یہ بتاؤ کیا سنو لو موٹ بھی کبھی تم سے اس طرح کی محبت کتنی ہے؟ میں نے فوراً جواب دیا۔ نہیں میں صاحبہ اور یہ کہتے ہوئے میں نے اپنے چہرہ پر وزیر اعلیٰ تبدیل پیدا نہ ہونے دی۔ اس نے کہا۔ جان تم بہت ہی اچھے لڑکے ہو اور مجھے اپنی طرف کبھی پکڑ کر دیکھو۔ دیکھو کہ کتنی اچھے اور داناہ پر کسی نے لڑکوں کی دستک دیا۔ اس آواز کو سن کر وہ پیار کرتے کرتے رک گئی۔ اور مجھے یہ کٹو جلدی سے کمرے باہر بھیج دیا کہ کسی سے یہ نہ کہنا۔ میں تم سے پکارا کرتی ہوں۔

اس کے دوسرے دن سنو لو موٹ کا مزاج نا ساز تبدیلہ شام تک وہ اپنے ہی کمرے میں رہی اور اس وقت نشست گاہ میں اتری ریس شیکا اپنی ایک شادی شدہ عورت کے ہاں جلوس عورت میں گئی ہوئی تھی۔ اور چونکہ دوسرا خادم بھی گہو میں نہیں بنا۔ اس نے مجھی کو پلانے کا سامان لیکر اس کے کمرے میں جانا پڑا۔ مجھے دیکھ کر وہ کہنے لگی۔ کیوں جان جیس اس جگہ سہل طرح آتا ہو حاصل ہے؟ میں نے جواب دیا۔ بیگم صاحبہ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے یہاں کوئی تکلیف نہیں۔ وہ میرے بالوں اور چہرہ پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگی۔ ہمیں ڈاکٹر کی ملازمت کی نسبت یہ ملازمت پسند ہے یا نہیں؟ میں نے کہا۔ میڈم یہاں میں اس سے ہزار مدد ہے۔ آٹھ میں ہوں۔ وہ میری طرف شوخی کی نظر سے دیکھ کر اور مسکرا کر کہنے لگی۔ جان یہاں تم اپنی اس حسین خاوند کی عدم موجودگی سے اداس تو نہیں ہو؟ معلوم ہوتا ہے۔ اس چوٹی سی عمر میں تم نے بہت سی شراؤں کی ہیں۔ میں نے کہا۔ میڈم تصور سراسر لڑکی کا بتا دو میں امید کرتا ہوں۔ آپ اسے انوسٹانک واقعہ کی وجہ سے میری نسبت کوئی بری رائے قائم نہ کر لیں گی۔ وہ کہنے لگی۔ جان اگر میرے دل میں تمہارے نسبت بڑے خیالات ہوتے۔ تو ہمیں ملازمت میں ہی نہ لیتی۔ اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ مجھے تم سے مجھے ہے اور میں ہمیں بہت اچھا لڑکا سمجھتی ہوں۔ میں ہمیں ایک پوٹو دیتی ہوں۔ یہ تمہاری خواہ کے حساب میں نہیں۔ بلکہ تم اسے میری طرف سے ادا سمجھو۔ مگر دیکھو۔ کسی سے

اس کا ذکر نہ کرنا۔ ورنہ باقی نوکر جمع کر لے گئیں گے۔ میں نے جواب دیا۔ میڈم میں آپ کا شکریہ ادا کرنا ہوں۔ میں آپ کے حکم کی پوری تعمیل کروں گا۔ وہ کہنے لگی۔ جان میں تم سے ایک سوال پوچھتا ہوں۔ اس کا پانچ سوچ جواب دینا۔ کیا مس شیسی بھی کبھی تم سے پیار کی گفتگو کرتی ہے؟ میرا مطلب یہ ہے۔ کیا اس کی طرف سے کبھی کوئی بات ایسی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے تم سمجھتے ہو۔ کہ وہ باقی نوکروں کی نسبت تمہیں زیادہ پسند کرتی ہے؟ میں نے جواب دیا۔ نہیں میڈم اس کے برعکس میں یہ محسوس کرتا ہوں۔ وہ گاہ بگاہ مجھ سے ملنے سے پیش آتی ہے۔ اس پر سربوٹھ نے تعجب ہو کر کہا۔ اور اس کے بعد اس نے بھی مس شیسی کی طرح مجھے بوسے دینے شروع کئے۔ البتہ اس کے اوپر اس کے بوسوں میں فرق آتا تھا۔ کہ انہیں میں پسند کرتا تھا۔ اور انہیں میں پسند نہ کرتا تھا۔ عمر رسیدہ خاتون نے مجھے بڑے زور سے چہانے سے لگا لیا۔ اسی معلوم ہوتا تھا۔ کچھ کہنا چاہتی ہے۔ مگر پھر رک جاتی ہے۔ آخر اس نے بڑے تامل کے بعد دہلی زبان سے کہا۔ جان میں نے تمہیں ابھی ایک پونڈ دیا۔ کیونکہ تم بہت اچھے لڑکے ہو۔ ایک پونڈ میں بیس اور دو لگی۔ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو گے۔ کیا تمہیں ایک پونڈ اور بیس کی خواہش ہے؟ میں نے کہا۔ میڈم میں بڑی خوشی سے ایک اور پونڈ لینا چاہتا ہوں۔ سربوٹھ نے کہا۔ اچھا تو پھر تم نے آج رات جب راسے آدمی سو جائیں۔ چپکے سے میری خرابگاہ میں آ جانا۔ میں تم سے ایک خاص معاملہ کی نسبت گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا۔ میڈم مجھے آپ کے حکم کی تعمیل میں عذر نہیں۔ مگر میں نے نوکروں سے اس بات کا وعدہ کیا تھا۔ کہ مس شیسی کے انتظار میں بیدار رہوں گا۔ اور جب وہ آئیں گی۔ تو ان کے لئے دروازہ کھول دوں گا۔ وہ کہنے لگی۔ اور یہی اچھی بات ہے۔ مس شیسی بارہ بجے کے قریب واپس آجائیں گی۔ انہیں دروازہ کھول کر تم نے تھوڑی دیر کو اپنے کمرے میں چلے جاؤ۔ اور پھر میرے کمرے میں آ جانا۔ میں نے اس حکم کی تعمیل کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد اس نے بھی نے مجھے چندا بوسے دیکر اور پید کر کے باورچی خانہ میں بھیج دیا۔

دوسرا خادم رات کے گیارہ بجے کے قریب واپس آیا۔ اور پھر سربوٹھ اپنی طرف سے میں جا چکی تھی۔ اس نے میرے سوا باقی سب نوکر بھی اپنے اپنے سوئے کے کمرے میں چلے گئے۔ میں باورچی خانہ میں تنہا بیٹھا بہت دیر تک اس گفتگو پر غور کرتا رہا۔ جو میرے اور سربوٹھ کے درمیان ہوئی تھی۔ اس کا مجھے اپنے کمرے میں بلانے کا جو مقصد تھا۔ اسے میں

حزب سمجھتا تھا۔ اور مجھے اس خیال سے استکراہ ہوتا تھا کہ اس کے حکم کی تعمیل کرنی پڑے گی۔
 خیال آتا۔ اگر ایسی دعوت مسز بلوونٹ کی دیکھنے سے منہ پھرنے کی طرف سے دیکھائی۔ تو میں خوشی
 سے تعمیل کرتا۔ کیونکہ اگرچہ میں تو عمر تھا۔ تاہم اس عورت سے مجھے بہت محبت پیدا ہو گئی تھی اور
 اس شام کو جب وہ نیلا لباس پہن کر حلیہ دعوت میں شریک ہونے چلی۔ تو وہ مجھے اتنی پیاری
 معلوم ہوئی تھی۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس نے اس موقع کی گون پنی ہوئی تھی۔ جس کے
 اندر سے اس کی خوشنما چہانی اور سفید بازو بڑی حد تک برہنہ تھے۔ ان ننگے گدازبانوں
 کو دیکھ کر میں اس پر سو جان سے فریفتہ ہو چکا تھا۔ جی میں خوش ہو رہا تھا۔ کہ اسے دروازہ کھولنے
 کا فریضہ میرے سپرد کیا گیا۔ میں اس کی درپنا کا شوق سے منتظر تھا۔ آخر کار بارہ
 بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے چند منٹ بعد ایک گاڑی صدمہ دروازہ کے سامنے
 رکی۔ میں نے جان لیا کہ یہ مس بیٹی کی گاڑی ہے۔ اس لئے میں دھک کا بہی انتظار نہ کر کے
 دروازہ کھولنے چلا۔ وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اور میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ سرخ ہے
 معلوم ہوتا تھا۔ وہ شاپین کی جن کا اسے بہت شوق تھا۔ زیادہ مقلد پی گئی ہے۔ جس
 وقت میں نے اسے مکان کے اندر داخل کر کے دروازہ بند کیا تو اس نے دہلی زبان سے پوچھا
 کیا کوئی اور نوکر بھی اب تک جاگتا ہے؟ میں نے اس کا نفی میں جواب دیا۔ پھر اس نے پوچھا
 کیا مسز بلوونٹ کو معلوم ہے۔ تم مجھے دروازہ کھولنے کے لئے جاگتے ہو؟ میں نے اس کا بھی
 بلاتامل نفی میں ہی جواب دیا۔ اس نے وہیں مجھ سے پیار کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت اس کے منہ
 سے شراب کی تیز بو آرہی تھی۔ مگر مجھے اس کی صورت اتنی پیاری معلوم ہوئی۔ کہ میں نے یہی شوق
 سے بوسے دینے شروع کئے۔ آخر وہ کہنے لگی۔ جان تم شمع نے کر میرے ساتھ بیٹھنے
 پر چڑھو۔ مگر دیکھو آ صٹ نہ ہو۔ کیونکہ مسز بلوونٹ بیمار ہے۔ اب نہ ہو۔ اس کی آنکھ کھل
 جائے۔ میں شمع لہجہ میں نے کہ اس کے آگے آگے زینہ پر بولیا۔ دلی ہنسے زور سے دھڑک
 رہا تھا۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا۔ مسز بلوونٹ کے ساتھ میلان کا وعدہ پورا نہ ہو سکیگا۔ میرا بیٹا
 غلط بھی ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ جب وقت میں مس بیٹی کی خواب گاہ کے دروازہ پر پہنچا۔ تو اس
 نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنی طرف کو کھینچا۔ اور آواز دہا کر کہنے لگی۔ پاؤ گھنٹہ تک میرے کمر
 میں آنا۔ مجھے تم سے ایک خاص بات کہنی ہے۔ میں نے اس کا وعدہ کیا۔ اور اپنے کمرہ
 کو چلا گیا۔ جاننے سے پہلے میں نے مس بیٹی کے کمرہ کی شمع روشن کر دی۔ اور دروازہ

بلند آواز سے کہنے لگی۔ جان شب بخیر۔ مگر اس کے ساتھ اس قسم کا اشارہ کی۔ جس کا مطلب تھا کہ یہ محض ظاہر داری کی احتیاط ہے۔ لیکن مادہ ضرور پورا ہوا۔ اپنے کمرہ میں جا کر میں چار پائی پر بیٹھ کر سوچنے لگا۔ اب کیا کرنا چاہیے۔ طبیعت چاہتی تھی۔ مس سیشی کے ساتھ دعوہ پورا کروں۔ مگر دوسری طرف مسز۔ بومونٹ کے ساتھ جو دعوہ کر چکا تھا۔ اسے پورا نہ کرنے کی صورت میں زبرد تو بیخ کی فکر لاحق تھی۔ اس نے مجھے ایک پونڈ انعام دینے کا جو دعوہ کیا تھا۔ اس کی بجائے پر دانہ تھا۔ اس کے علاوہ مس سیشی جیسی جوان عورت کی دعوت میں کشش بھی زیادہ تھی۔ پس میں نے یہ سوچا۔ صبح کو مسز بومونٹ بوجھے گی۔ تو میں یہ کیکر بنانے کو لگاؤں کہ میں نے سمجھا تھا۔ آپ مذاق کرتی یا مجھے آزما رہی ہیں۔ تو بڑی دیر شش دو بج میں وہاں کہ آخر میں نے اپنے اندیشوں کو نظر انداز کر دیا۔ اور فطری رغبت پر ہی عمل کرنا بہتر جائے چنانچہ میں مس سیشی کے کمرہ میں پہنچ گیا اور...

ابھی ایک ہی گھنٹہ گزرا تھا کہ خواجگاہ کے دروازہ پر زرد کی دستک سنا دی گئی۔ ہم حیران تھے۔ یہ کون ہے اور کیا افتاد پیش آئی ہے۔ دونوں سانس روک کر دبا کر پڑے رہے۔ اتنے میں پھر دستک سنا دی گئی۔ اور کسی نے مس سیشی کی کیکر آواز پر دینے۔ یہ آواز مسز بومونٹ کی تھی۔ مس سیشی آواز دیا کہ غصہ سے کہنے لگی۔ حفا معلوم یہ کجخت کیوں آ رہی ہے۔ شاید زیادہ بیمار ہو گئی ہے۔ اور مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ جان تم چار پائی کے نیچے چپ جاؤ۔ دیکھو جو میا کی طرح خاموش رہنا ایک منٹ میں میں اس پلنگ کے نیچے چپ گیا۔ اور مس سیشی نے میرے کپڑے بھی میرے پیچھے پلنگ کے نیچے ہی دھکیل دیئے پھر اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ صبح بڑا سبز بومونٹ باہر کھڑی تھی۔ کہنے لگی۔ صاف کرنا۔ میں نے اس وقت ہمیں تکلیف دی۔ مگر بات یہ ہے۔ میری طبیعت بہت ناساز ہو گئی ہے اور نیند نہیں آتی۔ اعصاب میں ایسی کشیدگی پیدا ہوئی ہے۔ کہ تنہائی میں خوف معلوم ہوتا ہے۔ مس سیشی کپکپاتی ہوئی آواز میں جس کی وجہ میں اچھی طرح سمجھتا تھا کہ کہنے لگی۔ میڈم میں کسی نوکر سے کہہ دوں۔ وہ ڈاکٹر کو بلا لائے۔ مسز بومونٹ نے کہا۔ نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ اگر تمہیں اعتراض نہ ہو۔ تو میں یہ رات تنہا سے پاس ہی سو رہوں۔ مس سیشی نے کہا۔ میڈم بڑی خوشی سے۔ چلئے میں آپ کے کمرہ میں چلتی ہوں۔ مسز بومونٹ کہنے لگی۔ وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ لائے یہ سو رہیں۔ اس وقت اس کا لہجہ غیر معمولی محسوس

موتا تھا۔ مس سیشی کہنے لگی۔ جن شخصوں کی صحت کمزور ہو۔ انہیں دوسرے کے بستر پر چلائے۔ مگر سنر بوموٹ نے کہا یہ فضول سا خیال ہے۔ مس سیشی نے چند اور بلانا کے لئے مگر میری رائے میں ان سے سنر بوموٹ کے بیشات اور زیادہ مضبوط ہونگے۔ کیونکہ وہ کہنے لگی۔ مس سیشی تم یہ چاہتی ہو میں کسی پلانے تباہ ہے پاس نہ سوؤں۔ وہ بولی میڈم حج پوچھئے۔ تو میری عادت ہے۔ میں کسی دوسرے کے ساتھ ایک پلنگ پر نہیں سو سکتی سنر بوموٹ نے حقارت سے کہا۔ اچھا اور اس کے بعد کمرہ کے فرش کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ میں! یہ جو اکس کا ہے؟ یقیناً اعتبار نہیں ہو سکتا۔ مس سیشی کا رنگ فق ہو گیا اور وہ مری ہوئی آواز سے کہنے لگی۔ معلوم ہوتا ہے کسی نوکر کا جو تامل سے یہاں رہ گیا ہے سنر بوموٹ نے کہا بہت عجیب معاملہ ہے۔ اور تانا کہہ کر اس نے چیک کردہ بخور، جو تانا لیا۔ اس میں بیان نہیں کر سکتا اس وقت میں پلنگ کے نیچے پڑا کس طرح کا پشما اور ان دونوں عورتوں پر لعنت بھیج رہا تھا۔ مگر حالت بد سے بدتر ہوئی گئی۔ کیونکہ حضرت سنر بوموٹ جبکہ کر جوتا اٹھانے لگی۔ تو اس نے چنگ کے نیچے میرا پا جامہ بھی دیکھ لیا۔ اور وہ دوبارہ جبکہ کر اسے نکالنے لگی۔ مس سیشی نے زور کی چیخ ماری۔ سنر بوموٹ نے پلنگ پوش کی چال کو جو کمرہ کے فرش تک ٹک رہی تھی لٹایا اور اس شمع کی روشنی میں جو کمرہ میں چلی رہی تھی۔ اس نے مجھ پر غضب کو نیچے چھپا ہوا دیکھ لیا!

اس کے بعد جو نظارہ پیش آیا۔ اس کی کیفیت میں کیا بیان کروں۔ سنر بوموٹ

دیوانوں کی طرح شور مچاتی۔ اور مس سیشی نے اپنی لاطلی کا اظہار کر رہی تھی۔ سارے گھر کو خبر ہو گئی۔ نوکر جاگ اٹھے۔ اور جب وہ اس کمرہ میں پہنچے۔ تو ان نقطوں سے جن میں سنر بوموٹ چھپے اور مس سیشی کو ملامت کرتی اور برا بھلا کہہ رہی تھی۔ وہ سب حالات سے خبردار ہو گئے۔ اس کے بعد جو کچھ میں نے کیا اسے یاد کر کے بے حیرت ہوتی ہے۔ بہر حال میں نے آنا نانا اس بات کا ارادہ کر لیا۔ کہ مس سیشی کو بچا کر مارا تصور سنر بوموٹ کے ذمہ ڈال دوں۔ چنانچہ میں نے حاضرین سے کہا۔ میرا بیان بھی سن لیجئے۔ جب مجھے بولنے کا موقع دیا گیا۔ تو میں نے کہا۔ میں ایمانگ کہتا ہوں۔ سنر بوموٹ نے مجھے ایک پڑو دے کر تاکہ سید کی تھی۔ کہیں رات کے وقت ان کے کمرہ میں جاؤں۔ مجھے کمرہ کی شناخت میں غلطی ہوئی۔ اور جب میں نے مس سیشی کو کمرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر اپنی غلطی محسوس کی

اس بلیک کے نیچے چھپ گیا۔ اس الزام کو سنکر سنر بومونٹ کی یہ حالت ہوئی۔ گویا مارے جوڑے کے غش پر غش آتے تھے۔ خادما میں اسے اس کے کمرہ میں لے گئیں۔ اور میں اپنے کمرہ میں پہنچا۔ وہ رات سیری آنکھوں میں کٹی۔ میں جانتا تھا۔ کہ ملازمت اور نیک نامی دونوں پر پانی بھر گیا۔ مگر اس بات سے مجھے اطمینان تھا کہ میں نے غریب مس شیشی کی پوری حمایت کی ہے۔ اگرچہ اس وقت مجھے اس بات کا خیال ہی نہیں آیا۔ کہ سیرا بیان اس قسم کا ہے۔ جسے بہت کم اغلب سمجھا جائے گا۔ دوسرے دن سویرے ہی خاندان نے میرے کمرہ میں آکر بہت کچھ کہنا کی۔ اور کہنے لگا۔ سنر بومونٹ کہتی ہیں۔ مجھے تم سے ہمہ روی ہے۔ اور اگر تم نیک لوگ کے بنو۔ اور جو صحیح واقعات ہوں انہیں بیان کرو۔ تو میں اس معاملہ سے درگزر کر کے اب بھی تمہیں اپنی ملازمت میں رکھ لوں گی۔ مگر میں اپنے سابقہ بیان پر سحر رہا۔ اور وہ پوٹا بھی کمال کر دکھا دیا۔ جو سنر بومونٹ نے مجھے دیا تھا۔ خاندان یہ کہہ کر چلا گیا۔ کہ تم نے سیری والیسی تک نہیں پھینکا۔ نصف گنبد گند گیا۔ اس کے بعد واپس آکر اس نے پھر غصہ سے بحث شروع کی۔ اور مجھے اپنا ہمنیالی بنانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر میں اپنی بات پر اڑا رہا۔ اور نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس نے مجھے کہا۔ تم نہیں مانتے۔ تو اپنا اسباب باز دھ کر فروغ اس مکان سے زحمت ہو جائے میں اس پر آمادہ ہو گیا۔ اور چند ہی منٹ کے عرصہ میں میں نے بیماریاں مکمل کر لیں۔ سیری واجب الادا تنخواہ ادا کر کے خاندان مان کہنے لگا۔ اب تم کہاں جا رہے ہو؟ میں نے جواب دیا۔ مجھے معلوم نہیں۔ اور یہی امر واقعہ تھا۔ کیونکہ مجھے اس بارہ میں کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ قسمت اچھے کہاں لے جائے گا۔ وہ کہنے لگا۔ سیرا کہا مانو۔ تو اس دھوہن کے ہاں جو اس جگہ کے کپڑے دھوئی ہے۔ ایک کمرہ کرایہ پر لے لو۔ اس کے ہاں ایک کمرہ خالی بھی ہے۔ اور اگر تم نے گزشتہ واقعات کی نسبت خاموشی قائم رکھی تو میں کوشش کر کے دوسری ملازمت و ملا دوں گا۔ میں نے اس کا اقرار کیا۔ اور حسب ہدایت اس دھوہن کے مکان میں سکونت اختیار کر لی۔

شام کو خاندان نے آکر مجھے کئی گہروں کے پتے دئے۔ جن میں نوروں کی ضرورت تھی اور کہنے لگا۔ ان کے ہاں جو خاندان مان ہیں۔ ان سے ملو گے۔ تو کوئی دہائی دہائی نسبت مجھ سے دریافت کر دیں۔ میں کوشش کروں گا۔ کہ بہتیں کوئی اچھی لگے مل جائے۔ کیونکہ میں نہیں جانتا تھا کہ میرا جیسا جو ہنار لڑکا سفارش کی کمی سے تباہ اور برباد ہو۔ میں نے اس سے کہا

اس انداز سے شکر یہ ادا کیا۔ گویا میں سمجھتا تھا۔ جو کچھ وہ کر رہا ہے۔ وہ محض دوست
 وجہ سے ہے۔ اگرچہ مجھے دنیا کا جو تجربہ حاصل تھا۔ اس کی بنا پر جانتا تھا۔ کہ یہ رعایتیں
 ہی کی تحریک پر ہو رہی ہیں۔ جو ان کے ذریعہ میری لب بستگی کا انتظام کرنا چاہتی تھیں۔
 میں نے خانہ ماں سے سریشی کی نسبت دریافت کیا۔ اور اس نے مجھے بتایا۔ کہ وہ صبح کو
 سویرے ہی مکان سے رخصت ہو گئی تھی۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ وہ کہاں گئی ہے
 مگر اس کی جرات نہ کر سکا۔ اس کے دوسرے دن میں نے ان مقامات پر تلاش ملازمت
 شروع کی۔ جن کا پتہ خانہ ماں نے دیا تھا۔ مگر کسی جگہ کام نہ بنا۔ کہیں یہ جواب ملتا تھا۔ یہی
 بچے جو۔ کہیں یہ کہ مہاراجا ضرورت سے زیادہ ہے۔ کہیں یہ کہ قتل ہے۔ کہیں یہ کہ کھٹنے
 ہو۔ سارے اعتراضات بالکل سہولتی مگر میرے لئے ناقابل حل ہکا ڈٹ پیدا کرنے والے
 تھے۔ سب طرف سے مایوس ہو کر میں گرٹ رسل سٹریٹ بلو سبزی کے راستہ اپنے
 مکان کو واپس آ رہا تھا۔ کہ ایک جگہ اشتہار لگا ہوا دیکھا۔ ایک وردی پوش نوکر کی
 ضرورت ہے۔ جس کے لئے اندر در خواست کرنی چاہئے۔ میں نے دوکان کے اندر جا کر درخواست
 کی۔ تو مجھے اس بازار میں ایک مکان کا پتہ بتایا گیا۔ وہاں پہنچا۔ تو مجھے ایک چوٹی سی نشست گاہ
 میں بیٹھنے کا حکم ملا۔ آخر جب مجھے اس کمرہ میں انتظار کرتے پاؤں گھنٹ گزر گیا۔ تو ایک
 عمر رسیدہ مرد اور عورت نے وہاں آکر مجھ سے کئی سوالات پوچھے۔ جنہاں میں نے ہر لحاظ
 سے تسلی بخش جواب دیا۔ ان کی جگہ ماں اور نہ کی جگہ بڑی دلیری سے کہتا رہا۔ آخر کار
 مرد نے لیڈی سے کہا۔ کیوں میری جان متبادا کیا خیال ہے؟۔ لیڈی کھنکھنے لگی۔ تم کہہ
 رہا ہو کہ یہ رات ہے؟ شخص مذکور نے کہنا شروع کیا۔ میری جان میرے خیال میں تو...
 گواہ اپنے شوہر کو فقرہ ختم کرنے کا موقع نہ دیکر لیڈی بولی۔ بیشک سٹریٹ رز سیر اپنا بھی یہی
 خیال ہے۔ معلوم ہوتا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا مطلب اچھی طرح سمجھتے ہیں
 کیونکہ لیڈی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اگر اس جگہ کا خیال سامان جہاں تم پہلے ملا
 تھے۔ مہاراجا سفارش کر دے۔ جیسا کہ تم کہتے ہو۔ وہ ضرور کر دے گا۔ تو ہم ہمیں ملا
 میں لینے کو تیار ہیں۔ مگر ہمیں یہاں کام بہت کرنا ہو گا۔ کیونکہ یہ ایک بورڈنگ ہوس ہے
 ... اتنے میں مرد قطع کلام کر کے اور میری طرف براہیمت نظر سے دیکھ کر گویا کہ سمجھتا
 ہو کہ شاید میں اس کی بات کو ناقابل یقین سمجھوں۔ بولا۔ یہ ایک نہایت عزت دار

رڈنگ ہو گئی ہے۔ مسٹر ٹرنز نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ یہاں ہمیں بہت
 مردوں اور عورتوں کی خدمت گزاری کرنی ہوگی۔ مگر خیر یہ باتیں ہمیں بعد میں
 سمجھا دی جائیں گی۔ اس کے بعد بچے رخصت کر دیا گیا اسی شام کو مسٹر ٹرنز نے
 میز پر نسبت خانہ سے دریافت کر کے اپنی تسلی کر لی۔ اور اگلے دن میں اپنی نئی
 ملازمت میں داخل ہوا۔ مگر دل میں سوچتا تھا۔ دیکھئے یہاں پر قسمت کیا رنگ دکھائی

ہے *

سلسلہ ثانی کی آٹھویں جلد ختم ہوئی

خونی ہیرا

اس لیبلاک کے ڈی ایسٹ آف آرسین لوپن کا دودھ تر جیشی تیرنھ رام جٹا فیرڈ پوری تلم کے تلم
 عنقریب چھپ کر شائع ہوگا۔ اس کی انتظار کیجیے۔
 اس ناول میں سر آر تھر کانن ڈائل کے شبیرہ آفاق سراغ ساد شراک۔ علم لہز اور لیبلاک
 کے مشہور عالم نیک نہاد چور آرسین لوپن کا مقابلہ ہوتا ہے۔ کسی طرح ایک کی ہشاری دیکھ
 کی ہشاری کو بچا دیکھانے کی کوشش کرتی ہے۔ اور کیونکہ ایک اپنے عدیم النظیر ذہن رسا کی
 مدد سے دوسرے کا جواب عاقبت مینی پر غالب آنا چاہتا ہے۔ اس جدوجہد کی داستان
 نہایت دلچسپ ہے۔ قصہ کا ہر باب۔ باب کا ہر ایک حصہ ہر صفحہ یہاں تک کہ ہر سطر
 بدن میں سنسنی پیدا کرتی ہے۔ پڑھنے والا حیرت میں آکر سوچتا ہے۔ اس کے آگے کیا ہوگا
 اور اس کی نحویت اس قدر بڑھتی ہے۔ کہ قصہ ختم کے بغیر چین نہیں آتا۔ اس ناول کو ضرور ہی
 دیکھئے۔ دو جلدوں میں قیمت غیر علاوہ محصول ڈاک

ہمارے ہاں سے ہر ماہ کی کم کو کسی بالکل نئے ناول کی ایک جلد شائع ہوتی ہے۔ جس کی مولی قیمت ۱۲ علاوہ
 محصول ڈاک مقرر ہوتی ہے۔ لیکن جو اصحاب مہربانیت اور ادب میں انہیں سال بھر تک ہر ماہ ایک جلد بڑی
 حیرت زدہ ہوتی رہتی ہے آپ بھی چندہ ادا کر کے مستقل خریدار بن جائیے

دنیا لڑس کے معرکہ آنا ناول پیری سائڈ کا اردو ترجمہ

باپ کا قاتل

از منشی شمیم الدین صاحب ملہوری

کیا یہ قربانگی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے، کیا اس کا نام ہی نفس معنون کا منظر نہیں ہے؟
 باپ اپنے چوٹے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا۔ اور اس کے نرم چکلیے اور گہرے ہوئے
 بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابلِ خزانہ کی حالت کو ہی قلعی فراموش
 کے نیچے بچہ کی دہلیز کے لئے بالکل جعل اور بے معنی زبان میں گفتگو کرنے لگتا ہے وہ اپنے بچہ کی
 طو کائیں بیان کرتا اور بخند لگی۔ قائم مزاحی اور دنیا دی فکر سب کچھ اس پر قربان کر دیتا
 ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ساتھ اسکی اچھل کود میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور ان سب باتوں کی تہ میں غرض
 یہ امید اس کے لئے باعثِ راحت ہوتی ہے۔ کہ میں اپنے بچہ کے لئے دادر دولت کا سکوں۔
 اسی فکر میں اسکی ساری زندگی بسر ہوتی ہے۔ اور اس کا انعام؟... ہاں اس کا انعام کتنا
 راحت بخش ہوتا ہے؟ اسکی آمد کے وقت تبسم زار۔ باغ باغ۔ خوشی سے اچھلتا۔ دروازہ کے باہر
 معلوم قدموں کی آہٹ سن کر دوڑتا اور ننھے بازو پھیلا کر تونلی زبان میں کہتا ہے: "ابا جان!"
 "ابھی یہی۔ پرہیز جو ان ہو کر باپ کو قتل کرے!... یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ
 اس پر محبت دل میں خنجر ہو نہ کہ دیں جو ہر وقت اسی کے لئے نکر سدا در مضطرب رہتا
 تھا یہی معصوم بچہ بالغ ہو کر دنیا کے ذلیل ترین گناہ کا مرکب ہو... ہائے کیا فطرت
 انسانی اس درجہ قابلِ نفرت ہو سکتی ہے!" (صنف کی ہتید سے ماخوذ)
 گہرے جذبات سے پر
 ۶ جلدوں میں مکمل قیت للہ علیہ علاوہ غصہ و لڑاک

لال برادر س پارنسر روڈ نو لکھا لاسو

مشرقیات لندن

سلسلہ ثانی

مکمل اردو ترجمہ جلد ۱۲ میں

از منشی تیرتھ رام صفایہ فرزدی

دینا لٹس کے معرکہ آرا ناول سٹریٹ لندن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ دو جدا جدا داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بالفاظ نفس معنوں بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیمرنگراٹک اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سخن نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ... اگر ممکن سمجھا جائے... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک استیاری خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابلِ مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جو ہر موجود ہوا وہ خدا سے نیکی کی توفیق دے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کبھی نہ صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں شگرتی کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے کہ کبھی کوہِ مرتعہ ہوتی ہے۔ منہمنا اس داستان میں سینکڑوں نئے کیرکٹرز مل گئے ہیں۔ اور سمجھنا چاہیے کہ مصنف کے پیرایہ نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے غایت درجہ دلچسپی رکھتی ہے۔ فحاشی ۴۶۴ صفحات سے زیادہ قیمت ۵ روپے محصور ڈاک الگ۔

جدید اجراء سے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں۔ ہر جلد کی قیمت ۱۲ روپے اور محصور ڈاک ہے۔

لال برادرسی۔ پارسٹر روڈ ٹونکھالاہو

ہینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

[illegible]

لال برادر میں پارسہ زر و نوکھا لایا

جانبِ ستیم پر پی ناہور میں باہتمام لالہ ایشرو اس پرنسٹن چھا۔

